U 5200 3-12-05.

Title - UJAYBAAT ROZGAAR

Creator - Ram Chand

Publisher - Matba Munshi Nawal Kishore (Lucknow)

Date - 1873

Pages - 170

Subjects - Urdu Mazameen

عجائبات روزگار

یہ کتاب لاجواب تالیف لطیف محقق بےمثال دقیق نازک خیال

جناب پروفیسر رام چندر صاحب ڈائرکٹر آف پبلک انسٹرکشن

ریاست پٹیالہ سنہ ۱۸۶۳ عیسوی میں اول دفعہ طبع ہوئی تھی

اور حسب الحکم جناب ممدوح بعد نظر ثانی کے باتصویرات

شہر لکھنؤ سنہ ۱۸۶۴ء میں چھپی تھی اب پھر ماہ اکتوبر سنہ ۱۸۷۴ء

مطبع منشی نولکشور میں طبع ہوئی

فہرست عجائبات روزگار

عجائبات روزگار

یہ کتاب لاجواب تالیف لطیف محقق بیمثال مدقق نازک خیال

جناب پروفیسر رامچندر صاحب ڈائرکٹر آف پبلک انسٹرکشن

ریاست پٹیالہ کی سنہ ۱۸۶۸ عیسوی میں اول دفعہ طبع ہوئی تھی

اور حسب الحکم جناب ممدوح بعد نظر ثانی کے باتصویرات

شہر لکھنؤ سنہ ۱۸۷۱ء میں چھپی تھی اب بہ سنہ ۱۸۷۶ عیسوی

مطبع منشی نولکشور میں طبع ہوئی

بسم اللہ الرحمن الرحیم

حمد بیحد اور ثنای بیعد اوس قادر مطلق کے تئین سزاوار ہے جسنے اپنی قدرت کاملہ سے بشر
کو یک مشت خاک سے بنا کر اشرف المخلوقات کیا اور چراغ عقل اسکا اوسکے ہاتھ مین دیا
بعد حمد کے خاکسار ہیچمدان انجنید راس کتاب کے ناظرین کی خدمت مین التماس کرتا ہے
کہ پہلے اس سے بھی کتاب مفید جو واسطے نوآموزون اور مبتدیون کے طیار ہوئی تھی
اور جسکا عجائبات و نیرنگار نام ہے اس عاجز کی تصنیف سے چھپی تھی چنانچہ لوگون نے اسکی
بڑی قدردانی کی اور یہانتک کثرت خریدارون اور مشتاقون سے نادر کتاب کی ہوئی
کہ مجکو مکرر طبع کرانے کی حاجت پڑی ۞ یہ کتاب تین باب پر منقسم ہے ۞ باب اول مشتمل ہے اوپر
حال عجیب و غریب چیزون کے مع نقشجات و تصاویر کے ۞ دوسرے باب مین مضامین
و نصائح کے جو ہر شخص کے واسطے عموماً سودمند ہین مندرج کیے گئے ہین ۞ تیسرا
باب متضمن ایسے حالات تواریخ کے مع تصاویر ہے جو قابل جاننے اور یاد رکھنے کے ہین
صاحبان دانش و بینش سے اس عاجز کم فہم کو یہ امید ہے کہ اگر کسی جا خطا اس کتاب مین
سرزد ہوئی ہو تو اپنی نظر عیب پوش کو کام فرماوین اور اوسکے عیوب کو از راہ بزرگی
زبان پر نہ لاوین اسواسطے کہ سرشت انسان ضعیف البنیان کی سہو و خطا ہے

باب اوّل

بیچ بیان عجائب و غرائب چیزونکے

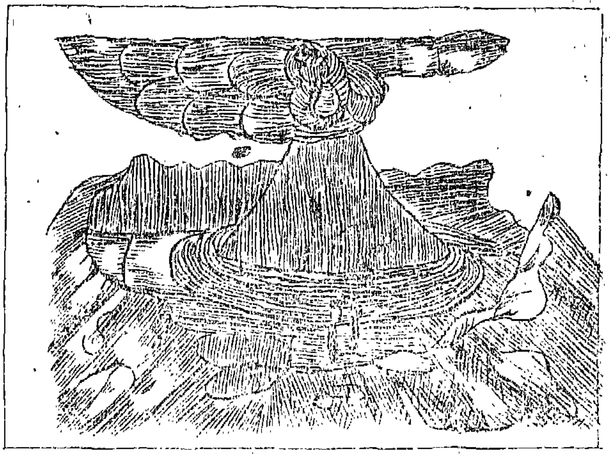
پہلا بیان آتشی پہاڑونکا

اس دنیا مین بہت سی عجائب چیزین مشاہدہ کی گئی ہین چنانچہ اون عجائبات مین سے آتشی پہاڑ بھی ایک عجیب چیز ہے واضح ہو کہ بعض پہاڑ آتشی ہین کہ اونکی چوٹی پر ایک منہ یا سوراخ ہوتا ہے اور اوس منہ مین سے دہوان نکلا کرتا ہے اور اکثر شعلا آگ کے اور پتھر جو گرمی کے سبب سے سرخ ہو جاتے ہین اور پگھلو جاتے ہین اور جو فلزات ان پہاڑونکے اندر ہوتے ہین وہ سب پگھل کے اوسکے منہ مین سے اوبل کر اوسکے ہر طرف پھیلتے ہین ایسے پہاڑونکو پہاڑ آتشی کہتے ہین ہندوستان مین ایسے پہاڑ نہین دیکھے جاتے ہین لیکن فرنگستان مین ایسے پہاڑ کئی ہین ایک سب سے مشہور آتشی پہاڑ ملک اٹلی مین کہ جسکا دار السلطنت روم ہے قریب ہے واقع ہے اور اوسکا نقشہ اس جا درج کیا جاتا ہے اس پہاڑ کا نام وسوبیس ہے اور اسکا حال سیاح اور مسافر اس طرح سے بیان کرتے ہین کہ یہ پہاڑ قریب شہر نیپلس کے واقع ہے اور اوسکی دو چوٹیان ہین ایک چوٹی ان چوٹیون مین سے منہ ہے اور اوس منہ مین سے ہمیشہ دہوان نکلا کرتا ہے سید ہی بلندی اس پہاڑ کی پندرہ ۱۵۰۰ سے گز کی ہے اور چڑہائی مین بہت زیادہ ہے اسکی چوٹی پر ایک میدان ہموار ہے کہ اوسکا گرد اقریب ایک میل کے ہے اور یہان سے سارا آس پاس کا ملک بخوبی نظر آتا ہے اس پہاڑ کے گرد زمین زرخیز ہے اگرچہ اوسکا کچھ ٹکڑا کبھی کبھی ہے زمانہ سلف مین جو فلزات پگھل کر اس پہاڑ مین سے نکلے مواضع نیچے ...

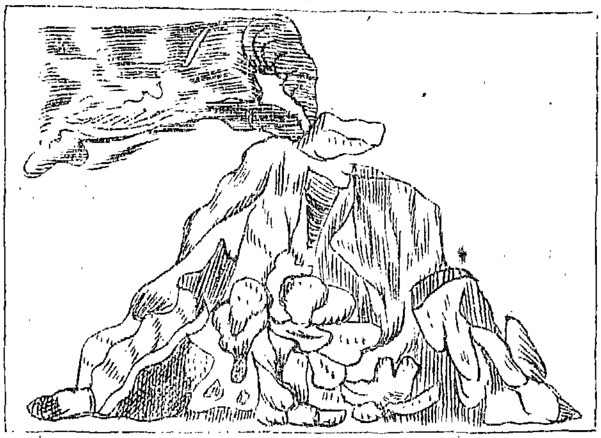
سی شہر اور بستیاں اور باغات وغیرہ دب گئے تھے اور بعد چند مدت کے اس سے پھیلی ہوئی
پہاڑ ریکانات او پتھر نکلے کہ جب یہ خیال انسان کے دل میں آتا ہے کہ بہت سے شہر اور
بستیاں ہماری پاؤں کے نیچے دبی پڑی ہیں اور خوف بھی آتا ہے کہ شاید پھر ویسا ہی
واقع ہو اور فلذات وغیرہ پہاڑ کے نکلنے میں سے اوبل کے اون مکانات کو غارت
کرین جو بالفعل اس پہاڑ کے قریب قائم ہیں سنہ ۷۹ عیسوی میں جبکہ طیطوس شاہنشاہ
روم کری کا تھا وسویس پہاڑ میں جوش عظیم واقع ہوا اور اوس میں سے پگھلا ہوا مواد
نکلا اور جو گرد اوس پہاڑ کے تین شہر جنکا نام پومپیائی اور ہرکولینیم اور سٹابئین
اس ہوا میں دب گئے تواریخ سے واضح ہوتا ہے کہ سنہ ۱۸۶۰ تک ۴۰ دفعہ یہ پہاڑ اوبلا
ہے سنہ ۱۷۷۹ء میں جو یہ پہاڑ اوبلا تھا اوسکا حال یوں بیان کرتے ہیں کہ تمام مہینے جولائی
میں اس پہاڑ کے اندر جوش رہا اور بہت غل سنا گیا اور غبار و دھوئیں کو نکلتے رہے
اور لال پتھر اور راکھ اوپر کو اوچھلتی رہی پانچویں تاریخ اگست کو اس آتشی پہاڑ میں بہت
غل ہوا اور سفید گھنا دھواں نکلا اور قریب ۰۰۰ گز کے بلندی کو اوچھلا اور فلذات
وغیرہ اوس میں پگھل گئے اور پہاڑ [illegible] میل کی دوری تک یہ ہوا اور پہاڑ کا پھیلا
ساتویں اگست کو ایک بڑی آگ اوپر [illegible] بلندی تک اوچھلی اور اس آگ کی روشنی
اسقدر تیز تھی کہ چھ میل کے فاصلے تک گویا آفتاب نکل آیا اور رات کو وقت سوئی تک
بھی نظر آتی تھی اور جو آگ اچھلتی تھی [illegible] پہاڑ پر آن گرتی تھی بس ڈھائی میل تک پہاڑ پر
آگ ہی آگ نظر آتی تھی اور تپش اس آگ کی چھ میل تک پہونچتی تھی اس عجائب پہاڑ کے
مشاہدے کرنے سے اس قدر [illegible] دل کو خوف [illegible] ہوتا تھا اور ایک عجیب قسم کا رعب اللہ
کی یاد آتی تھی اس وقت میں زمین کو یا [illegible] بھونچال کے صدمے ہوتے تھے

اور ایک شہر مین جو اس پہاڑ کے پاس واقع ہے اون صدمون سے دروازی شیشون کے ٹوٹ گئے تھے اور ایک پہاڑ آتشی جو جزیرہ سسلیہ مین واقع ہے اور اوسکا نام اٹنا ہے اسمین سے بھی دھوان اور پگھلا ہوا مواد نکلا کرتا ہے اسواسطے ہم اوسکی بھی تصویر یہان درج کرتے ہین کہ تا ناظرین کو تصویر آتشی پہاڑون کی اچھی طرح سے معلوم ہو جاوے

کوہ وسوئیس

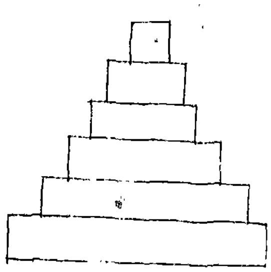


کوہ اٹنا



حال عجیب ملک مصر کے میناروں کا جنکو زبان یونانی مین پیرامڈ کہتے ہین

واضح ہو کہ ملک مصر مین کئی مقبرے مانند میناروں کے ایسے ہین کہ اونکی بلندی اور وسعت کو مشاہدہ کرنے سے انسان حیران ہو جاتا ہے ان عمارتون عالیشان کو بادشاہون سلف مصر کے نے تعمیر کروایا تھا اور اونکو زبان یونانی مین پیرامڈ کہتے ہین ان پیرامڈ کے چوگرد سیڑھیاں پتھر کی بنی ہوئی ہین اور بعض ان مین کی قطب صاحب کے مینار سے دوگنی تگنی بلند ہین اور اونکے اندر قبرین بادشاہان مصر کی ہین دور سے یہ عمارتین مانند پہاڑون کے نظر آتی ہین اور اسواسطے انھین پہاڑ مصنوعی کہنا چاہیے انکی شکل کا بیان اسطرح ہے کہ وہ نیچے سے نہایت چوڑی ہین اور جسقدر اوپر کو جاتی ہین اوسیقدر اونکا عرض کم ہوتا جاتا ہے اس نقشے کے ملاحظے سے کچھ کچھ تصور اونکی شکل کا دل مین آجائیگا سیڑھیان جو چارون طرف ان عمارتون کے واقع ہین بہت بلند اور چوڑی ہین سب سے بڑا پیرامڈ وہ ہے جسکو بادشاہ چیوپس نے بنایا ہے اور چیوپس ایک بادشاہون سلف مین سے ایک بادشاہ ملک مصر کا تھا وہ ٹکڑا زمین کا جسپر یہ پیرامڈ بنا ہوا ہے



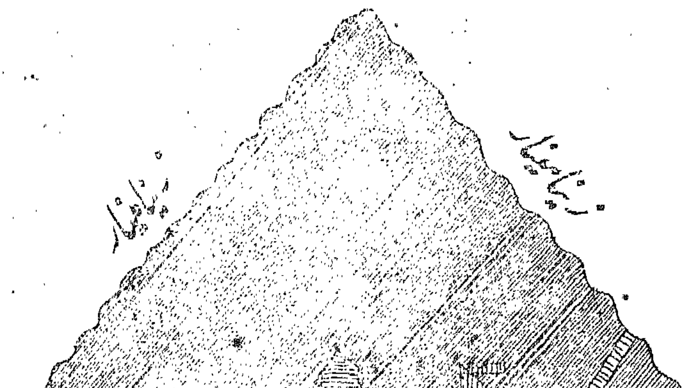
قریب [illegible] گز کی ہے اور اوسکی بلندی اب ایک سو ساٹھ گز کے قریب ہے سیاح لوگ اس پیرامڈ کے اندر گئے ہین اور

جہان جہان بڑے پتھر اوسکے آگے بڑھنے کے حارج ہوتے ہین اونکو بہت محنت اور
مشقت سے کاٹا ہے اور اوسکے اندر کئی کمرے ہین اور بعض اون کمرون مین قبرین
پائی جاتی ہین اس پرامڈ کی ہر سیڑھی اسقدر بلند ہے کہ آدمی کی چھاتی تک آتی ہے اور
غرض ہر سیڑھی کا آدمی کے طول کے برابر ہے قوم عرب مین سے مسافرونکو ان پرامڈ پر
چڑھنے مین مدد اور رہنمائی کرتے ہین اور اسیواسطے عربون کو مسافر اکثر کچھ دیا کرتے ہین
وہ بحفاظت تمام اوپر تک پونہچا دیتے ہین اور پھر نیچے اوتار لاتے ہین انکی بلندی
اسقدر ہے کہ بعض آدمی جنکو عادت بہت بلندی سے نیچے دیکھنے کی نہین چوٹی پرامڈ
کی پر سے نیچے دیکھنے سے غش آجاتا ہے اور طبیعت پریشان ہوتی ہے ان عمارتونکی
چوٹی پر سے ایک عالم نظر آتا ہے اور دریاے نیل دور تک نظر آتا ہے اور جسوقت دریاے
نیل طغیانی کرتا ہے اور گرد نواح کی زمین پر پانی ہی پانی نظر آتا ہے تو ایسا معلوم ہوتا ہے گویا
کھجور کے درخت پانی پر جمے ہوئے ہین تھوڑے ہی فاصلہ پر پرامڈ عظیم مذکورہ سے ایک
سنگ کا بنا ہوا ہے اس سر کی بلندی قریب ۲۰ گز کے ہے اور چھاتی اسکی قریب
تیرہ ۱۳ گز کے ہے افسوس ہے کہ اس تصویر کی ناک کو کسی نے توڑ ڈالا ہے
اور اوس کی شکل حبشیون کی سی ہے غرض کہ جتنے مینار یعنی پرامڈ
ملک مصر مین ہین ایسے بلند اور خوشنما بنے ہوے ہین کہ اکثر سیاحون
نے سیر کی لیکن تمام روے زمین پر ایسے بلند مینار نہین پاے گئے
اور جب اونکو انسان دیکھتا ہے تو یہ گمان مین بھی نہین آتا کہ یہ عمارتین
آدمی کی بنائی ہوئی ہین چنانچہ یہ بھی ایک عجیب چیزین دنیا مین پائی گئی ہین
اسواسطے ہم بھی نقشہ دو تین میناردن کا اس جا لکھتے ہین اور ہم

سر مذکور کے پاس ہر دو جانب کو دو مینار اور ہین اونکا بھی نقشہ لکھ دیا ہے



نقشہ مینار کلان کا جسکو بادشاہ چیوپس نے تعمیر کروایا تھا

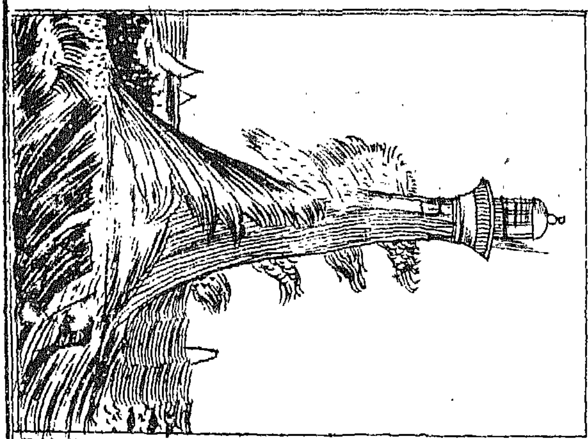


حال روشنی کے میناروں کا

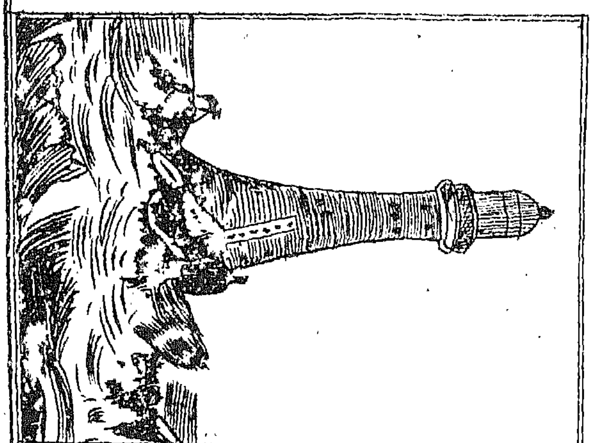
واضح ہو کہ یہ بہت بلند مینار سمندر مین پہاڑ پر سرکار نے واسطے روشنی کے بنوائی ہین
اور اکثر مینار ایسے مقام پر بنوائے جاتے ہین جہان کہ مقام خوف و خطر کے ہوتے ہین
چنانچہ جہان کہ یہ اول مینار بنوایا گیا ہے وہان راستے مین ایک بڑا پہاڑ تھا جو اگر راتکو

اندھیرے مین اوس راستے پر جہان جہاز جاتا تھا تو اکثر ٹکرا کر ٹکڑے ٹکڑے ہو جاتا تھا
اور جہاز والونکا بڑا نقصان ہوتا تھا چنانچہ اسیواسطے واسطے روشنی کے یہ مینار تعمیر کیا
گیا ہے اور ہر روز رات کو وہان روشنی ہوا کرتی ہے اور بسبب اسکے لاکھون روپیہ کا اسباب
اور سیکڑون شخص بچ جاتے ہین اور ایسے مینار بہت جہان کہ مقام خوف کے ہین
بنے ہوے ہین اور حال اس مینار کا مفصلا اسطرح بیان کیا ہے کہ یہ مینار ایک سمندر
مین جو کہ متصل انگلستان کے ہے تعمیر کیا گیا ہے اور یہ مینار اوس پہاڑ پر تیار کیا گیا ہے
جسکا ہم اوپر ذکر کر چکے ہین اور ایسا مضبوط و بلند بنا ہوا ہے کہ اوسکے تماشا سے
لوگون کو بڑا تعجب ہوتا ہے کہ یا الہی ایسا مضبوط و بلند پہاڑ پر کیونکر بنایا ہوگا اور بارہا
دفعہ طوفان اور تلاطم کی ٹکر پانی کی لگتی ہے لیکن اوسکو خبر بھی نہین ہوتی چنانچہ حال اوسکی
بانی کی تعمیر کا ناظرین کو اوسکے نقشے سے معلوم ہوگا اور اوسکی تعمیر کرنے والے
بڑی دانائی اور کاریگری کی ہے اور اوسکے معمار کا نام مسٹر سمیٹن
ہے اور ساکن لیڈس کا اور اوسنے تخمینا چار سال مین اوسکو تعمیر کیا چنانچہ شروع ۱۷۵۶ء مین
تو اوسنے بنانی شروع کی اور اخیر ۱۷۵۹ء مین اوسنے انجام دی اور یہ مینار ایک عجائبات روزگار
مین سے ہے اور یہ بھی ناظرین پر منکشف رہے اور یہ بھی سمجھنا چاہیے کہ علم اور عقل کے
زور سے کیا کیا انسان کرسکتا ہے یہ اتفاقا نہ تھی کہ انگریزون کو یہی طاقت
بخشی ہے کہ بسبب فضیلت کے کیا کیا کام کرتے ہین اور کچھ انگریزون ہی پر منحصر نہین
بلکہ جو شخص علوم اور فنون پر جو بھی توجہ کریگا وہی بہرہ وافی اوٹھاویگا دوسرا مینار روشنی
کا نام جسکا بل روک ہے یہ بھی انگلستان کے کنارے پر دریای شور کے نزدیک اندر
سمندر کے واقع ہے اور اوسپر ہمیشہ رات کو وقت روشنی ہوا کرتی ہے اور ہزارون جہاز اوسے

آدمیونکو اس سے بڑی
آسایش ہوتی ہے جو
قیمت
جسوقت پانی کی لہرین بلند
ہوتی ہین تو وہ سب
ڈوب جاتا ہے آلا چار
فیٹ اوپر پانی کے
رہتا ہے اوسکی بھی
تصویر ہم درج کتاب
کرتے ہین ان نقشونکو
دیکھو اور قدرت الٰہی
کا تماشا کرو یہ مینار
بھی جہان مین ایک
عجیب شی ہے اسواسطے نقشہ
اوسکا ملاحظہ ناظرین سے گذرتا ہو



نقشہ روشنی کے مینار کا



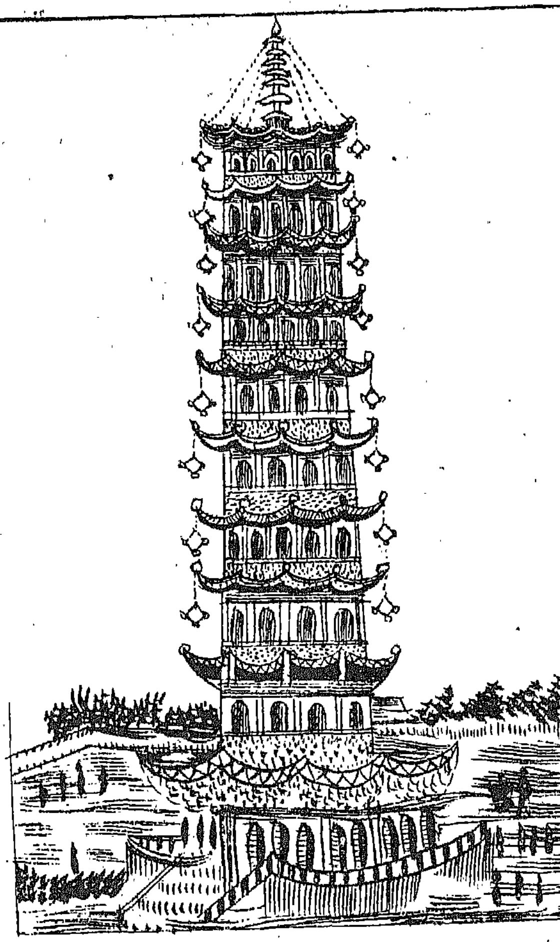
نقشہ دوسرے روشنی کے مینار کا

حال ایک مینار کا جو شہر نین کن یعنی دار الخلافہ چین مین واقع ہے

یہ مشہور اور عجیب مینار شہر نین کن مین واقع ہے اور شہر نین کن دار الخلافہ چین کا ہے اور حال اسکا قابل اطلاع اور خورسندی شائقین کے ہوگا بلندی اس مینار کی قریب دو سو فیٹ کے ہے اور بہ نسبت مینار قطب صاحب کے زیادہ چوڑا ہے اور یہ تمام اینٹ یا چینی سے بنا ہوا ہے اور ایسا خوبصورت و لطافت سے بنا ہوا ہے کہ ثانی اپنا کم رکھتا ہے چنانچہ ناظرین کو اوسکے نقشے سے خوبصورتی اوسکی ظاہر ہو جائیگی اور یہ مینار بھی ایک عجائبات روزگار سے

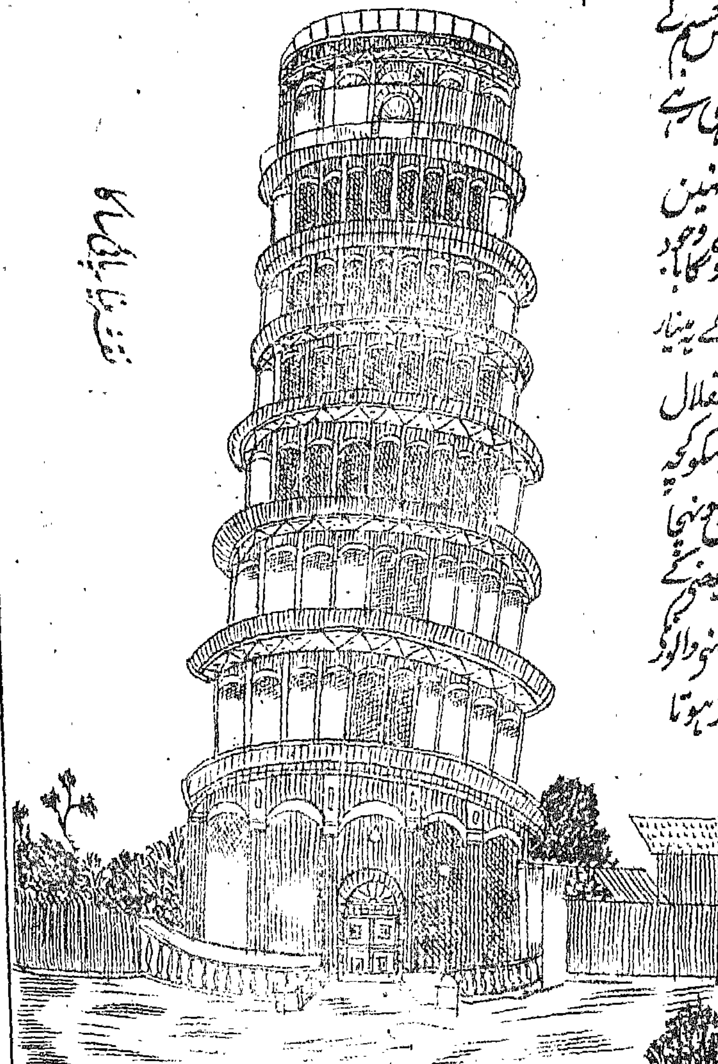
ہے اور قوم پرتگیز اسکو یہ
خیال کرتی تھی کہ یہ ایک
مانند عبادتگاہ کے واسطے
عبادت کے بنایا گیا ہے
لیکن اکثر یہ سنا او دیکھا گیا
کہ بادشاہ اور امیر لوگ واسطے
یادگاری کے بنواتے ہیں
مسٹر الرو چند ہمراہی اونکے
چین میں واسطے مشاہدہ
اس مینار کے گئے تھے اونھون
نے خوب سیر کی اور حال اور
نقشہ اسکا لکھا او بیان
کرتے ہیں کہ یہ بھی اسکا
لائق دیکھنے کے ہے چنانچہ

نقشہ مینار نین کن کا



ہمنے بھی واسطے تفریح اور آگاہی ناظرین کے اسکا نقشہ بھی کتاب ہذا میں مندرج کرا دیا بیان جھکے ہوئے مینار کا یہ مینار ملک اٹلی کے پائی سا شہر میں واقع ہے بلندی اوسکی قریب ۱۸۰ فیٹ کی ہے اور اسمیں تین سو چھبیس سیڑھیاں ہیں یہ مینار خط عمود سے کچھ زیادہ ۱۵ فیٹ سے جھکا ہوا ہے اور اوسمیں سنگ مرمر اور سنگ خارا لگا ہوا ہے اور یہ پہلوؤن سے بنایا بنائی ہوئی ہے اور اوسمیں آٹھ منزل ہیں بہت خوبی اور تناسب کے ساتھ بنایا گیا ہے دور سے بہت خوبصورت

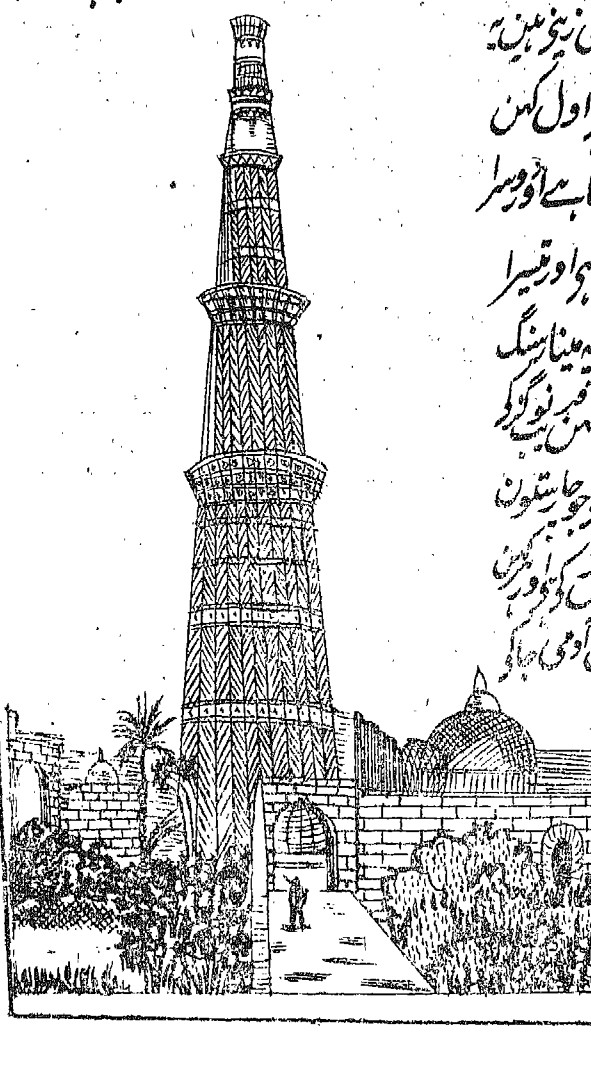
معلوم ہوتا ہے مدت تک وہ باب اسکی میل کے مختلف رائین تھین بعض کہتے تھے کہ معمار نے اوسے جانکر ٹیڑھا بنایا تھا لیکن اب یہ تحقیق ہو گیا ہے کہ وہ بسبب بنیاد کے مٹی کے اندر گھس جانیکے مائل ہو گیا سنہ ۱۱۷۴ عیسوی مین یہ عمارت بنی تھی یہ مینار ایک خوب مثال اس بات کی ہے کہ جب تک کہ ثقل کسی جسم کا سہارا پائے رہیگا یعنے اگر اس مرکز سے زمین کیطرف ایک عمود ڈالین تو وہ عمود اس جسم کے قاعدہ مین ہی رہے تو وہ مرکز نہین اولٹ جاویگا باوجود ترچھا ہونے کے یہ مینار مدت سے باستقلال تمام قائم ہے اوسکو کچھ آسیب نہین پہونچا بوقت اسکے دیکھنے کے یقین ہے کہ دیکھنے والونکو دلیر بست اثر ہوتا ہوگا



نقشہ منار پیسا

حال قطب صاحب کے مینار کا

یہ بہت بلند مینار قطب صاحب مین واقع ہے اور قطب صاحب دہلی سے سات کوس کے فاصلے پر جنوب غرب کیطرف ہے منجملہ عمارات اور چیزون عجیب و غریب کے یہ مینار بھی ایک عجیب عالیشان عمارت ہے کہ ثانی اسکی ہندوستان مین بلکہ دور دور مین نہین ہے اور اوسکو شمس الدین التمش غوری نے سنہ ۱۲۰۰ع مین تعمیر کروایا تھا اس مینار کا قطر قریب باون فیٹ کے ہے اور بلندی مین قریب سو گز کے ہے اور اوسکے اندر گردش دار راستہ اوسکے اوپر چڑھنیکا بنا ہوا ہے اور اوسمین تین سو چوراسی ۳۸۴ زینے ہین یہ



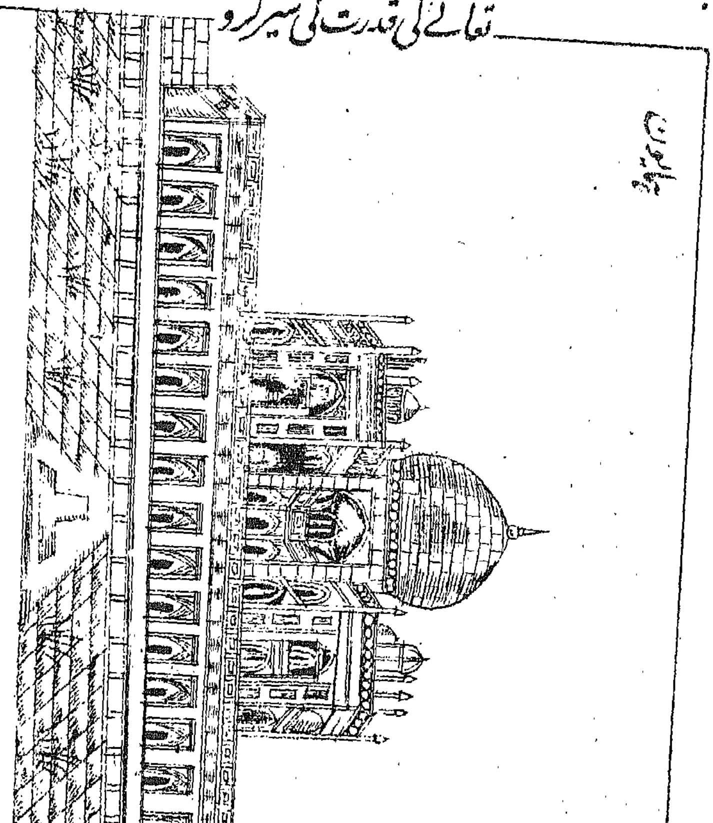
مینار پانچ کھنڈون مین منقسم ہے اول کھنڈ قریب چھتیس گز کے اونچا ہے اور دوسرا کھنڈ قریب سترہ گز کے بلند ہے اور تیسرا قریب چودہ گز کے یہانتک یہ مینار سنگ سرخ سے تعمیر کیا گیا اور چوتھا کھنڈ قریب نو گز کے ہے اور پانچوان کھنڈ مع برجی کے جو چار ستون سنگ سرخ پر قائم ہے قریب بیس گز کے اور برجی کے انجام پر ایک چھجا ہے جہان آدمی جا کے دم لیتے ہین اور اخیر کھنڈ سنگ مرمر کا ہے اوسکے کٹہرا سنگ لگوا دیا ہے تا کہ اگر کوئی شخص ہوشیار ہو تو ہوا کے جھوکے سے نیچے نہ گر پڑے

حال مقبرہ ہمایون کا

یہ ایک مقبرہ عجیب نفیس دلی سے ڈھائی کوس پر جنوب کیطرف اور اسمین ہمایون کی بیوی حاجی بیگم اور عالمگیر ثانی اور فرخ سیر اور دارا شکوہ وغیرہ مدفون ہین اس مقبرے کی تیاری سنہ ۹۷۳ ہجری مین حاجی بیگم ہمایون بادشاہ کی بیوی کی سعی اور ہمت سے شروع ہوئی اور سولہ برس کے عرصہ مین یہ مقبرہ تیار ہوا اور اوسکی تیاری مین پندرہ لاکھ روپیہ صرف ہوا تھا اور فردوس مکین کو مین پہلے اوتارا تھا مدت تک یہ بات جاری رہی کہ جو کوئی بادشاہی خاندان مین مرتا تھا اسمین دفن ہوتا تھا لیکن اب یہ بات موقوف ہوگئی ہے اس مقبرے کی عمارت ایسی خوب ہے کہ روے زمین پر بہت کم ہوگی سنگ مرمر تو وہ لطیف کہ موتی شاہوار اوسکے آگے دریاے خجالت مین ڈوب جاتا ہے اور سنگ سرخ وہ نادر کہ گلاب کی پنکھڑیون پر شرف لیجاتا ہے برج اسکا تمام سنگ مرمر کا گویا قدرت الٰہی کے دریا کا ایک موتی ہے قطع اس برج کی ایسی خوب ہے کہ آسمان باوجود اس عظمت وشان کے اوسکے آگے پانی کا بلبلہ معلوم ہوتا ہے صحن اوسکا بہت دلکشا کسی زمانے مین اسکے صحن مین ایک باغ بہت آراستہ تھا چارون طرف نہرین جاری تھین جا بجا حوض بنے تھے پانی لہراتا تھا فوارے چھوٹتے تھے سرو کے درخت لگے ہوئے تھے طرح طرح کے پھول کھل رہے تھے بلبلین چہچہاتی تھین اور اوسکی خوبیان جنت کو یاد دلاتی تھین کسی شاعر نے اس مقبرے کی تعریف مین یہ شعر کہا تھا حقیقت مین یہ شعر اوسپر نہایت موزون ہے

شعر ہر کہ میگوید کہ بینید شکل فردوس برین + گو بیا این قصر را یا باغ ہمایون ببین

اگرچہ عمارت اس مقبرہ کی قائم ہے کہین کہین سے جالیان ٹوٹ گئین ہین لیکن باغ بالکل ویران ہوگیا ہے اور وہ سرو کے درخت جو قد یار پر طعنہ مارتے تھے اور وہ گل جو زندگی بخش چہرہ حسینان پر تشنیع دیتے تھے نام کو بھی نہ رہے نہرین ٹوٹ گئین فوارونکا نام نہ رہا حوض بند ہوگئے مگر اب بھی کچھ کچھ نشان باقی ہے اگرچہ باغ ویران ہوگیا ہے لیکن عمارت مین کچھ فرق نہین آیا ہے اور ایسی انیسی عمارتین جہان مین کم پائی گئی ہین نقشہ اسکا دیکھو خدا تعالے کی قدرت کی سیر کرو

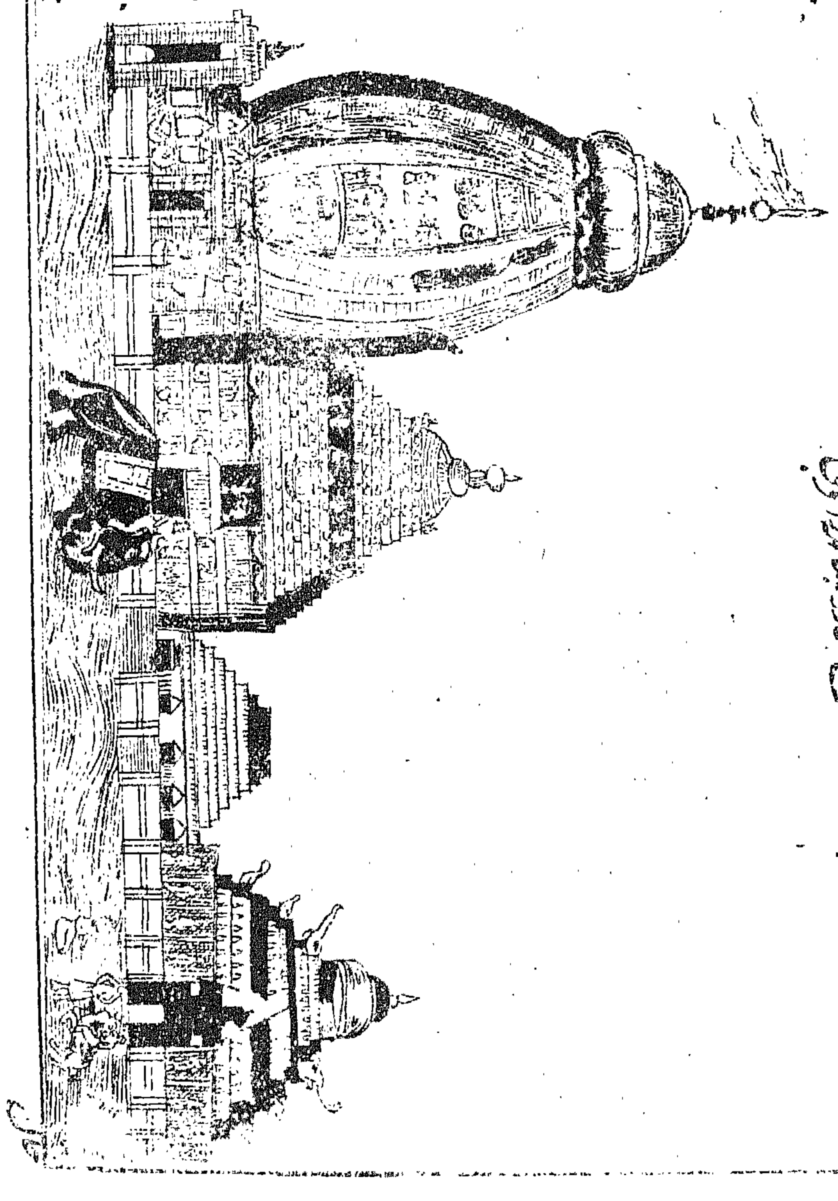


حال جگناتھ راے جی کے مندر کا

یہ مشہور عبادتگاہ اہل ہنود کی ضلع کٹک ملک اوڑیسہ مین واقع ہے گو حقیقت مین اسکا علاقہ سرکار انگریزی ہے لیکن نام کیواسطے وہان راجہ ملک خورد کا حاکم کہلاتا ہے یہ مندر قریب دریاے شور کے واقع ہے اور اسکے آس پاس بہت جنگل پایا جاتا ہے اور اسکے قریب ایک بستی ہے جسکو پوری کہتے ہین یہ ملک بہت مدت ہوئی کہ اہل اسلام نے فتح کیا تھا بعد ازان ۱۷۴۳ع مین وہ مرہٹون کے ہاتھ اور بعد اسکے ۱۸۰۳ع مین وہ تحت تصرف انگریزونکے مین آیا چند روز بعد راجہ ملک خرو نے کچھ فساد مچایا اسپر انگریزون نے فوج واسطے تنبیہ اور تادیب اوسکے بھیجی وہ قید ہوکر کمپو انگریزونمین آیا اور اسکو واسطے انگریزون نے پنشن مقرر کردی اور اختیار مندر مذکور کا اوسی ہی سونپ دیا اہل ہنود اصل اس مندر کی اسطرح سے بیان کرتے ہین زمانہ سلف مین کوئی راجہ ملک اوڑیسہ کا تھا اور وہ برہما جی کی عبادت کیا کرتا تھا اور اوسنے ایکدفعہ برہما جی سے درخواست کی تھی کہ کسیطور سے میری ساری گناہ معاف ہوجائین برہما جی نے فرمایا کہ اگر تو شوالہ بشن جی عرف جگناتھ راے جی کو جو پہلے زمانے مین تھا اور خاک مین دب گیا ہے تلاش کرکر اوسمین پھر پرستش بشن جی کی کراے اور شوالہ از سرنو تعمیر کرائے تو تیری ساری گناہ معاف ہوجائینگی اور یہ بھی کہا کہ ایک مچھوا قدیم سے ہے اور ابتداے دنیا سے اب تک جیتا ہے اور نزدیک پہاڑ نیلا کے رہتا ہے اوس سے حال مقام شوالہ مذکور کا دریافت کرلے چنانچہ راجہ مذکور اوس مچھوے پاس گیا اور اوس سے حال دریافت کیا اوسنے کہا کہ فی الحقیقت اگلے زمانہ مین ایک عبادت خانہ بشن جی کا تھا لیکن ازبسکہ انسان بدعتی ہوگئے اور پرستش اونکی ترک کردی تھی تو بشن جی سرگ لوک کو تشریف لیگئے تھے اور ساتھ اسکے مچھوے مذکور نے

راجہ سے یہ بھی کہا کہ اگر مفصل حال اس عبادتگاہ کا دریافت کیا چاہو تو لازم ہے کہ تو ایک
پہاڑی کوی یعنی زاغ پاس جا جو آمر ہے یعنی ہمیشہ سے جیتا ہے اور مرتا نہین ہے وہ تجھسے
سب حال کہدیگا چنانچہ راجہ مذکور اوس کوے کے پاس بھی گیا جسکے پر بسبب کبر سنی اور قدامت
بہت کے سفید ہو گئے تھے یہ درخواست کی کہ مجھے مقام عبادتگاہ مذکور کا بتا دے کوے نے کہا
سچ ہے کہ ایک عبادتخانہ بشن جی کا دریای شور پر واقع تھا اور وہ سونیکا بنا ہوا تھا اور اسمین
جواہرات جڑے ہوئی تھے از بسکہ زمانہ سب چیزونکا بنسبت نابود کرنیوالا ہے تو اوس عبادتگاہ
کو بھی ویسی پہنچا اور سمندر کے کنارہ کی خاک کی اوسکے اوپر تودے لگ گئے اور وہ قریب ہ کوس
کے ریت کے نیچے دبگیا بشن نے یہ چاہا کہ اس عبادتگاہ سے سرک لوگ جلاون اسواسطے اونھون
نے ایک پہاڑ جو متصل اس عبادتگاہ کے تھا اپنے متین درخت کی شکل سے تبدیل کیا چنانچہ وہ درخت
بھی غارت ہوگیا اور اوسکا ٹھنٹ دریای شور مین بہا پھرتا ہے یہ سب حال راجہ سے کہکر کوا راجہ
کے ساتھ ہوا اور اوسے اوسی مقام پر لیگیا جہان مندر سونیکا دفن تھا اور اپنی چونچ سے
کرید کر سونیکے مندر کی نشان دہی کی یہ حال دیکھکر راجہ مذکور برہما جیکے پاس پھر آیا اور عرض
کیا کہ اب مین کیا کرون اونھون نے فرمایا کہ اس زمانہ کی خلقت پاپی ہوگئی ہے اسواسطے تجھے لازم
ہے کہ سونیکا مندر بنوالیکن اوسی مقام قدیم پر پتھر اور لکڑی وغیرہ کا بنوا دے اور اوسمین وہی درخت
بشن جی کا جو سمندر مین بہتا پھرتا ہے منگوا کر اوسکی مورت بنوا اور سوا اس مورت کی
پیتا اونکی بھائی بلرام جی کی اور اونکی ہمشیرہ یعنی سبھدرہ جی کی استھاپن قائم کرا دے اور
اوس عبادتگاہ مین ہمیشہ پرستش کیا کر اور اپنی رعایا کو حکم دے کہ اسمین پوجا کیا کرین اور اس سبب
سے تو اور تیری خلقت سکھ چین حاصل کریگی جو کھانا واسطے بشن جی مہاراج کی تیار ہوا کریگا اوسکی
جھوٹھ یعنی پس خوردہ کھانیکا بڑا دھرم ہے چنانچہ یہان تک لکھا ہے کہ اگر کوئی کتا چاول یعنی

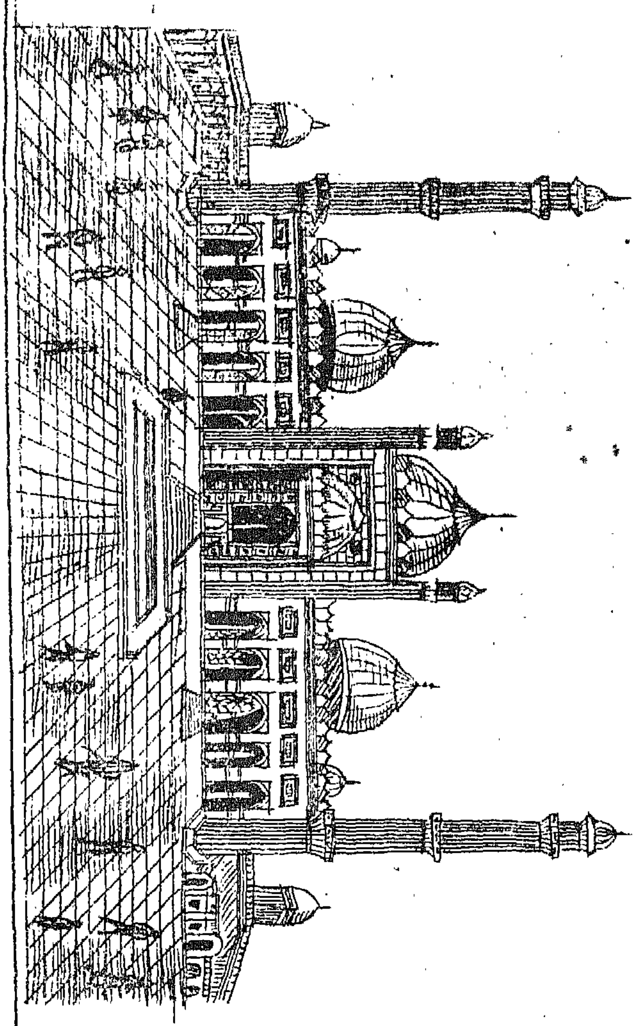
پہنچ پس جو رو بشن جی کو کہائے اور اوسکو انت مین بیکنٹھ کو کوئی برہمن کہائی تو اوسکو سارے گناہ معاف ہو جائینگے چنانچہ اوسی وجہ سے بموجب حکم برہما جی کے مندر بشن جی کا تعمیر کروایا اور وہ مندر ایسا عمدہ تعمیر کروایا تھا کہ مثل اوسکو جابجا کم پائی گئی ہیں اور وہ بھی دنیا میں ایک عجیب مکان ہے لہذا اوسکا نقشہ بھی واسطے ملاحظہ شائقین کے ثبت کیا ہے



نقشہ مندر بشن جی کا

حال جامع مسجد دہلی کا

یہ عجیب و غریب جامع مسجد اوسی شہر مین واقع ہے شاہنشاہ شاہجہان نے اپنی جلوس کے چوبیسوین سال مطابق ۱۰۶۰ ہجری مین اسکی تعمیر ہونیکا حکم دیا تھا اور عرصہ چھہ سال مین یہ عمارت بنکر طیار ہوئی تھی اسکا اہتمام قریب پانچ مہینے کے جعفر خان نے اور قریب دو سال کے خلیل اللہ خان نے اور تین برس او پانچ مہینے سعد اللہ خان وزیر نے اور بعد اوسکے مرنے کے روح اللہ خان داروغہ عمارت نے کیا ایک شخص نے اسکی بناے تاریخ مین یہ مصرع کہا ہے ع مسجد شاہجہان قبلہ حاجات آمد ۔ اگرچہ اس مصرع مین ایک سال کی کمی ہے لیکن چونکہ الفاظ اسکے بہت خوب ہین اسواسطے یہ تاریخ بادشاہ کو پسند آئی اس مسجد کی بنای مین دس لاکھ روپیہ صرف ہوئے ہین حلیہ اس مسجد کا اسطور پر ہے کہ اوسکے اوپر تین بڑے گنبد سنگ مرمر اور سنگ موسی کے ہین اور فرش اوسکے اندر کا بھی سنگ مرمر کا ہے اور صورت مصلی کی بطور محراب کے سنگ موسی سے تراشی ہوئی ہین اور فرش صحن کا سنگ سرخ کا اور اکثر مکانات سنگ سرخ سے تعمیر ہین اور مسجد کا طول ۱۰۹ گز کا اور عرض بتیس گز کا اور صحن کے بیچ مین ایک حوض ہے پندرہ گز سے بارہ گز کناری حوض کے سنگ مرمر اور سنگ موسی کے ہین مسجد کے اندر دو مینار بہت بلند سنگ سرخ سے بنے ہوئے ہین کہ اون پر چڑھنے سے ایک عالم نظر آتا ہے اور اکثر مصورون نے اوپر چڑھکر نقشہ تمام شہر کا کھینچا ہے شام کے وقت یہان ایک بازار لگتا ہے سب طرح کی خلقت کپڑا بیچنے والی اور خوانچہ والے وغیرہ وہان جاکر بیٹھتے ہین اور اکثر شہر کی خلقت جمع ہوتی ہے اوسوقت عجب کیفیت اور بہار وہان دکھلائی دیتی ہے کچھ بیان اوسکے کی زبان قلم کی قلم ہوتی ہے غرض یہ ہے کہ یہی سامان شہر شاہجہان آباد مین عجیب ہے اوسکو نقشہ کے ملاحظے سے کیفیت اوسکی معلوم ہو جائیگی



یہ عمارت بلند اسقدر ہے کہ ٹوپی والیکی ٹوپی اور پگڑی والیکی پگڑی نیچے گر اسکی طرف آنکھ اوٹھا کر دیکھا جاتا ہے تین طرف اسکی سیڑھیین واسطے چڑھنے کے سنگ سرخ کی بہت چوڑی اور لمبی نہایت صفائی کے ساتھ بنائی گئی ہین چارون طرف اسکی بازار نہایت خوش آیندہ اور آراستہ ہے شعر

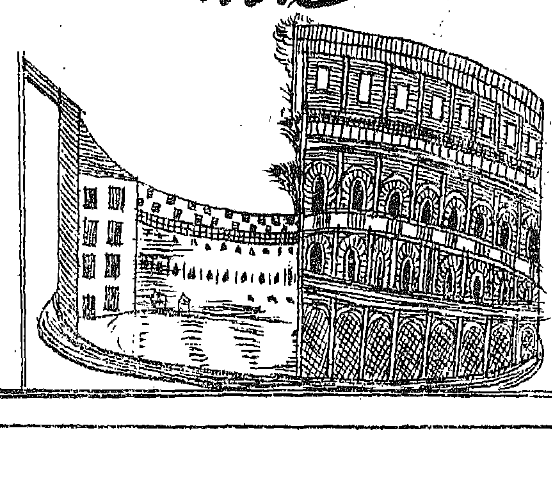
اسپر بہت موزون ہے شعر زہی صفا عمارت کہ وتماشا یش ٭ بدیدہ بازنگرد نگاہ ز دیوار الخ

حال تماشاگاہ روم کا

یہ عمارت یعنی تماشاگاہ روم کی بھی ایک عجیب مکان ہے اور قابل بیان ہم اسواسطے حال اس عمارت کا مع نقشہ اسکے کی قلمبند کرتے ہین مخفی نرہے کہ اس عمارت کو وس پیشن شاہنشاہ روم کے نے تعمیر کرانا شروع کیا تھا لیکن نپورے بنایا تھا کہ اس جہان فانی کو چھوڑکر متوجہ عالم باقی کا ہوا اور اسکے بعد شاہنشاہ طیطوس فرزند ارجمند

اوسکو نیسیر آراہوکر اس تماشاگاہ کو سنہ عیسوی مین بخوبی طیار کروالیا اور اوسمین
نو ہزار عجیب عجیب قسم کے جانوران گزندہ ودرندہ مثل شیر اور ہاتھی اور چیتے وغیرہ کے داخل کیے
اور اوسوقت مین جو عیسائی روم مین قید تھی اونسے وحشی جانورونکو شاہنشاہ طیطوس
لڑوایا کرتا تھا اور آپ تماشا دیکھتا اور اکثر اوقات آپسمین جمیع انونکی لڑائی کروایا کرتا اور ایکدفعہ
کا ذکر ہے کہ شاہنشاہ موصوف نے اس عمارت کے صحن مین پانی بھروادیا تھا تو اوسوقت
یہ مکان مانند ایک چھوٹے دریا کے معلوم ہوتا تھا اور پانی بھروا کر واسطے تماشا دیکھنے کے
جہاز بھی چلوائے تھے یہ عمارت رفعت مین بہت رفیع اور وسعت مین بھی وسیع
اسقدر ہے کہ ایکدفعہ قریب لاکھہ آدمی کے بخوبی آگئے تھے گرد اوسکا قریب سولہ سو فٹ
کے ہے اور بلندی مین آسمان پر خندہ زن ہے ایک مؤرخ ایمی اتلیس بیان کرتا ہے کہ
انسان جب اوسکی بلندی دیکھنے کے واسطے نظر اوپر کرتا ہے تو باصرہ بینائی سے قاصر
رہتی ہے کہ یہ عمارت کہاں تک بلند ہے صفائی مین اسقدر مصفا ہے کہ بہشت دیکھکر رشک
کھاتا ہے آدمی کو طاقت نہین کہ شمہ اوسکی تعریف بیان کرسکے اور خامۂ دوزبان اوسکی توصیف لکھنے مین
گردان ہے یہ عمارت انسان کی تیار کی ہوئی نہین معلوم ہوتی ہے اگر ملائک بلباس بشر آنکر تیار کرگئے ہون تو کیا

نقشۂ تماشاگاہ



عجب نہین اور اگر اسکو انسان نے تعمیر کیا ہے
تو معلوم ہوا کہ وہ آدمی اون دنون مین
بہت بزرگ تھے بہت دنونکا عرصہ
ہوا کہ اہل فرنگ نے بنظر سیر کے
کہ یہان ہماری قوم کے آدمی بہت
ستائے گئے تھے

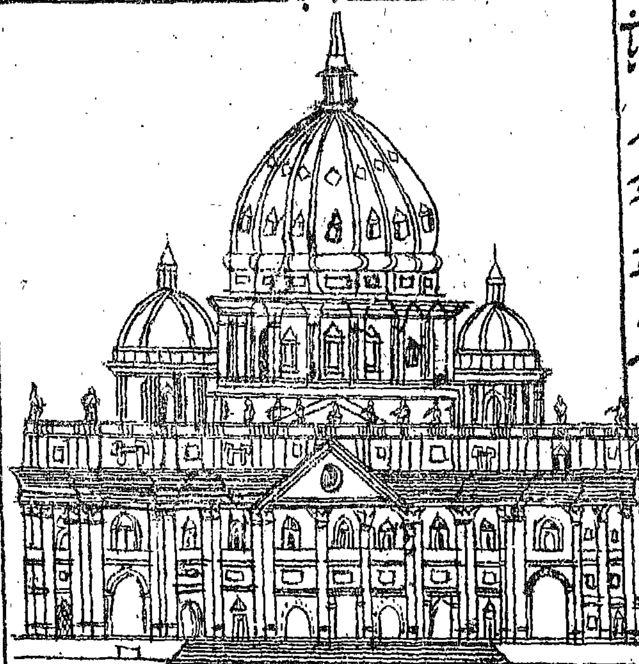
کہین کہین سے ڈھوا دیا ہے اور اوسکی پتھرون اور مصالحے کو لیجا کر گرجا گھر تعمیر کروائی ہین اور بعد اسکے جب کہ قوم گوتھ روم پر متصرف ہو گئی تھی تو اوسنے اسی اور بھی منہدم کر دیا تھا لیکن جب بھی اب تک یہ ایک بڑا خوبصورت مکان ہے کہ روی زمین پر کم ہونگے فقط۔

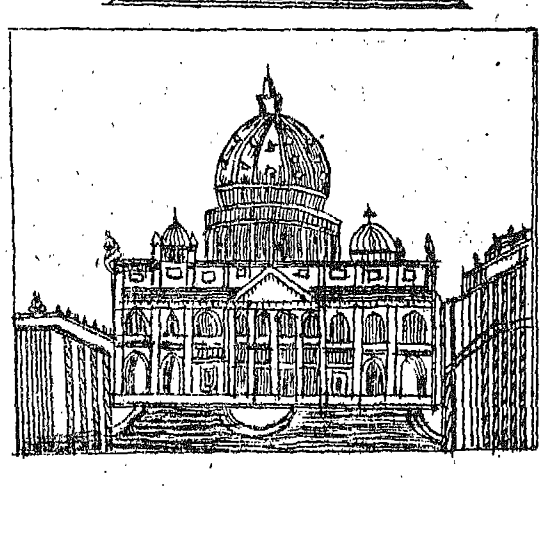
عبادتگاہ عیسائی

عبادت گاہ عیسائی روم میں کیری میں واقع ہے اور یہ عبادتگاہ مذکور سینٹ پیٹر کی کہلاتی ہے سینٹ پیٹر ایک بڑا ولی تھا اور اس عجیب و خوش قطع مکان کے مشاہدہ سے طبیعت دیکھنے والے کی بہت خوش او محظوظ ہوتی ہے اور ہر ایک طرف اسکے چوطرفی پٹری قطارین در محرابدار لگی ہوئی ہین اور کل ستون فرد ستکے دو سو چوراسی تو مدوّر اور اٹھاسی مربع ہین اور اون دروازون پر اور سب چیزیں یعنی گرجا گھر میں ہین سو جو ہین واسطے خوبصورتی کے تعمیر ہوئی ہین اور ہر ایک ستون اونمین کا بارہ بارہ فیٹ بلند ہے اور دو چشمے اوسکے ادھر ادھر بہتے ہین اور انکا پانی نو نو فیٹ اونچا اوچھلتا ہے اور اوسکے دیکھنے سے بڑی تر و تازگی حاصل ہوتی ہے اور حقیقت مین یہ چیز نہایت خوبصورت اور مشہور ہے اور اسکی برابر بہت کم ہین اور اسکی بلندی اور چوڑائی سب سے افق ہے اور یہ عبادتگاہ بڑی حیران کرنیوالی ہے لیکن سب مین زیادہ خوبصورت چیز اسکا گنبد ہے اور اس بڑے گنبد کے پاس دو اور چھوٹے چھوٹے سے گنبد بہت لطافت سے بنے ہوئے ہین اور بڑے گنبد کو اگر ہم اندر سے دیکھیں تو بڑا کھوکھلا اور ڈراونی صورت کا معلوم ہوتا ہے اور کل بلندی اس گرجا گھر مذکور کی چار سو تیس فیٹ کی ہے یعنی مینار قطب صاحب سے یہ عبادتگاہ دوگنی بلند ہے بس اسی قیاس پر اسکی چوڑائی اور ڈھانچ کا خیال کرنا چاہیے کہ جس حالت مین اوسکی بلندی قطب صاحب کی مینار سے دو چند ہے تو اور سب باتین مثل چوڑائی وغیرہ بھی اسکی دو

[illegible]

بافراغت لیٹ سکتی ہین اوسکو اوپر چڑھنی سی ایک عالم اور ہزارون کوسون کی چیزین نظر
آتی ہین اور ہر سال ونتیسوین جون کو چار ہزار چراغون اور دو ہزار مشعل قندیل وغیرہ کا اوس
برج مذکورۂ بالا پر روشنی ہوا کرتی ہی اور اوسوقت نہایت ہی اچھا معلوم ہوتا ہی کہ قلم اوسکی تعریف
لکھنے مین لنگون ہی اور اس رخ مین واسطے مداخلت کے پانچ دروازے ہین اونمین اول دروازہ بہت متبرک
خیال کیا جاتا ہی اور لوگ وقت
بوقت شام واسطے سیر کرنیکو
ہر روز مجتمع ہوا کرتے ہین اور
ایک بازار لگ جاتا ہی اور
اوسوقت اور بھی رونق
ہو جاتی ہی کہ بیان سی باہر
ہی اور ہر روز نہ گرد
ہزار سینٹ پیٹر کے
جسکے نام پر عبادتگاہ مشہور
ہی ایک سو چراغونکی روشنی
ہوا کرتی ہی اور اس عبادتگاہ
کی ایک کتاب مین دو نقشے
ہین واسطے ملاحظہ ناظرین
کے ان دونون نقشونکو کتاب ہذا
مین درج کروا دیا ہے





حال روضۂ ممتاز محل کا

یہ روضہ شہر اکبرآباد سے ڈیڑھ کوس کے فاصلے پر جانب شرقی مین واقع ہے یہ روضہ بعینہ
نقل روضۂ رضوان ہے بلکہ ہشت بہشت کا مقابل ہے اس عمارت کی مانند روی زمین
پر کوئی عمارت نہین ہے صحن اوسکا بہت وسیع ہے مینارین اوسکی بہت رفیع ہین سنگ مرمر سے
اگرچہ یک لخت تعمیر ہے مگر انواع الوان اور اقسام کے پتھرون کی بھی توقیر ہے آیات قرآن مجید کو
سنگ اسود سے تراش کر سنگ سفید مین اس خوبی سے وصل کیا ہے گویا یاقوت رقم خان
ابھی کہین لکھتے لکھتے اوٹھکر چلا گیا ہے فرش چبوترے کا عالم طلسمات ہے واللہ ایک ایک ٹکڑا پتھر
کا قیمتی جواہرات ہے کاریگرون نے یہ عمارت ایسی جڑاو جڑی ہے کہ بڑے بڑے دستکار
اوستادونکو دانت مین اونگلی دینی پڑتی ہے نقش و نگار دیکھکر تماشائی نقش دیوار
ہو رہتے ہین بجز سبحان اللہ اور واہ واہ کے اور کچھ کہہ نہین سکتے علیٰ ہذا اس روضے
کے اندر ایک باغ ہے کہ اوسکی خوبی ہی نرالی ہے یعنی بستہ خاطرون کو واسطے شگفتگی کے
سجالی روشون پر دورویہ سرو اور صنوبر خرامان ہے کیارونمین قسم قسم کے گل بجان
شمشاد ایک پیر سے کھڑا ہوا دست بدعا ہے کہ الٰہی قیام اسکا قیامت تک قائم
رہے ہر ایک قطعہ مین لالے کی ایسی بہار ہے گویا کہ سرخ پوشون کی بستہ قطار نہرین بجا بجا
روان فوارے قرینہ بقرینہ خروشان ہے پانی حوضون کا آب زمزم اور لب بلبل ہے اشجار
درہم و برہم ہے ہوا اوسکی نسیم سحر سے بھی معتدل ہے فضا اوسکی فضائے کشمیر سے مقابل ہے اگر
ایک ہفتہ اس فردوس کی سیر کرے مبتلائے ضیق النفس ہم صحت کا مارا ہو مرغان خوش آواز
عجب عجب طرح کے چہچہے کرتے ہین گویا خالق کی ثنائین تسبیح پڑھتے ہین یہ اشعار
اس پر بہت موزون ہین شاید اسی کی تعریف مین کہے گئے ہین ابیات

روضه‌ها نهرها سلسال	دوحه سجع طیرها موزون	آن پر از لاله‌های رنگارنگ
وین پر از میوه‌های گوناگون	باد در سایهٔ درختانش	گسترانید فرش بوقلمون

الغرض یہ مقبرہ ارجمند بانو بیگم مخاطب بممتاز محل بیوی شاہجہان بادشاہ خلد آرامگاہ کا کہلاتا ہے اور اسمین ممتاز محل اور شاہجہان بادشاہ کی قبرین ہین اور دونو قبرون پر یہ کتبہ کندہ ہے

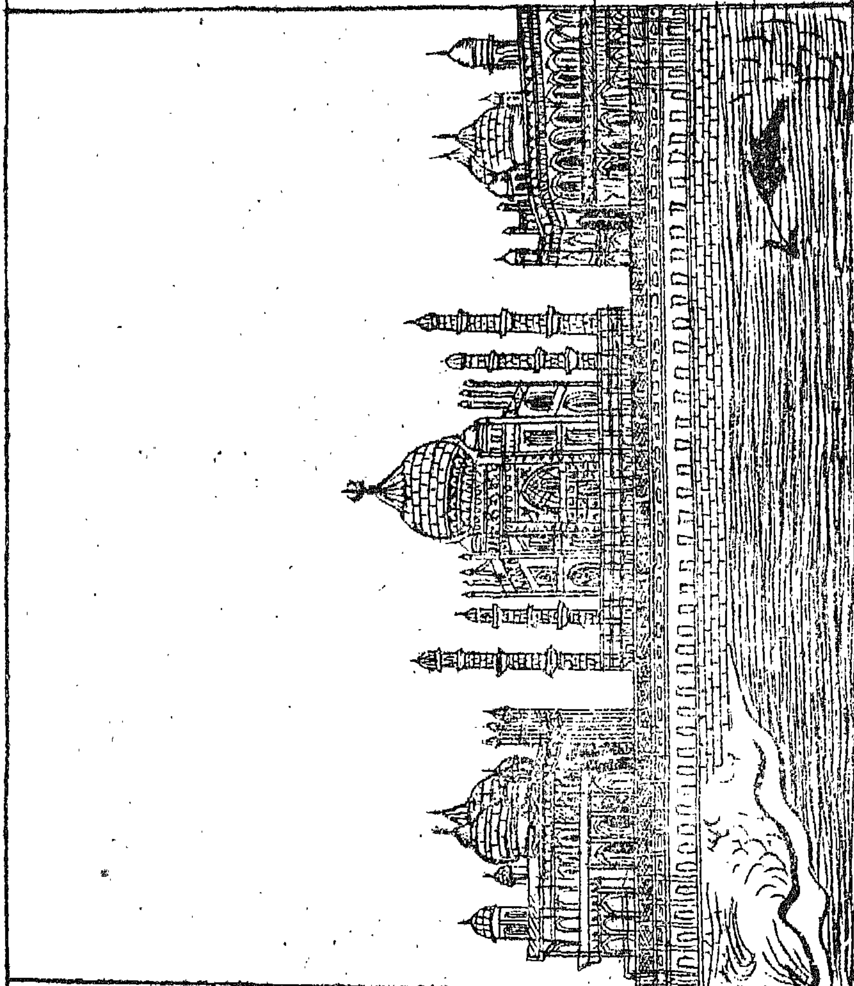
	کتبۂ قبر ممتاز محل	

مرقد منور ارجمند بانو بیگم مخاطب بہ ممتاز محل توفیت سنہ ۱۰۴۰

	کتبۂ قبر حضرت شاہجہان بادشاہ	

مرقد منور مطہر بادشاہ رضوان دستگاہ خلد آرامگاہ حضرت علیین مکانی فردوس آشیانی صاحب قران ثانی شاہجہان بادشاہ غازی طاب ثراہ و جعل الجنۃ مثواہ در شب بست و ششم شہر رجب سنہ ہزار و ہفتاد و شش ہجری ازین جہان فانی بعشرتگاہ جاودانی انتقال کرد اس روضے کی بنا کے تاریخ مین ایک شخص نے یہ مصرع کہا ہے مصرع جای ممتاز محل جنت باد ٭ اور اسکی تیاری مین تین کرور سترہ لاکہ اٹھالیس ہزار چھبیس روپیہ خرچ ہوا ہے اسکے نقشے کے ملاحظے سے کیفیت اس مکان کی معلوم ہوجاتی بالفعل اس قصر عظیم الشان مین سرکار کمپنی کا اختیار ہے اور آراستگی اور پیراستگی کی بھی سرکار ہی مختار ہے یکشنبہ کے دن ہمیشہ وہان میلا ہوتا ہے اور ہر ایک تماشائی تماشے سے دل کا غم کہوتا ہے چونکہ لب جمن اس روضہ عالی کی بنیاد ڈالی ہے لہذا اوسکی آب و ہوا سے اور بھی نظر کو بحالی ہے اور یہ نقشہ اس مکان عالیشان کا جو ہمنے واسطے ملاحظۂ ناظرین کے درج کیا ہے دریاے جمن کی طرف سے کھینچا ہوا ہے وہانسے جو کچھ کہ مکانات اور کیفیت اس روضے کی معلوم ہوتی ہے سب

اس نقشے مین مندرج ہے فقط

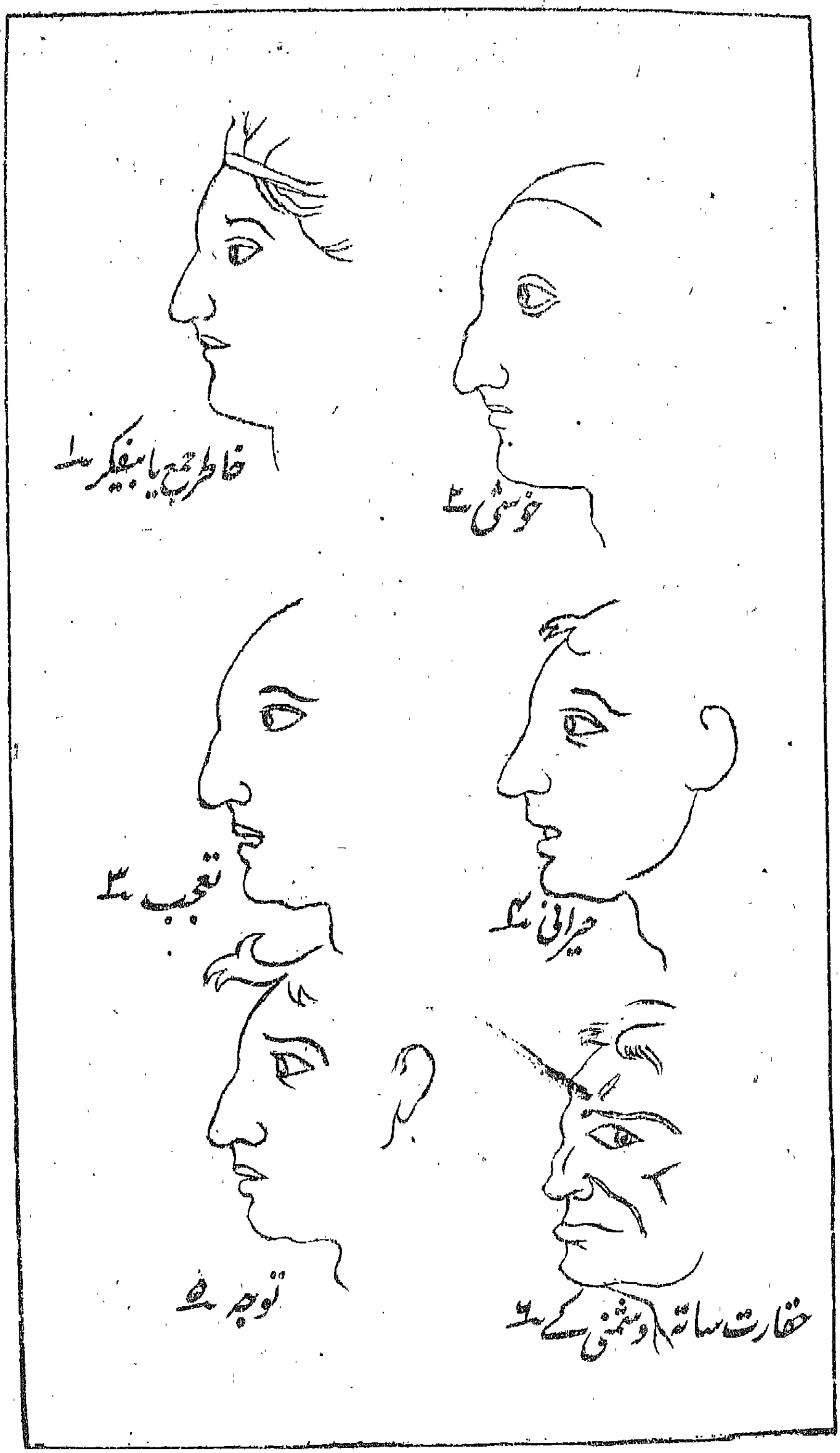


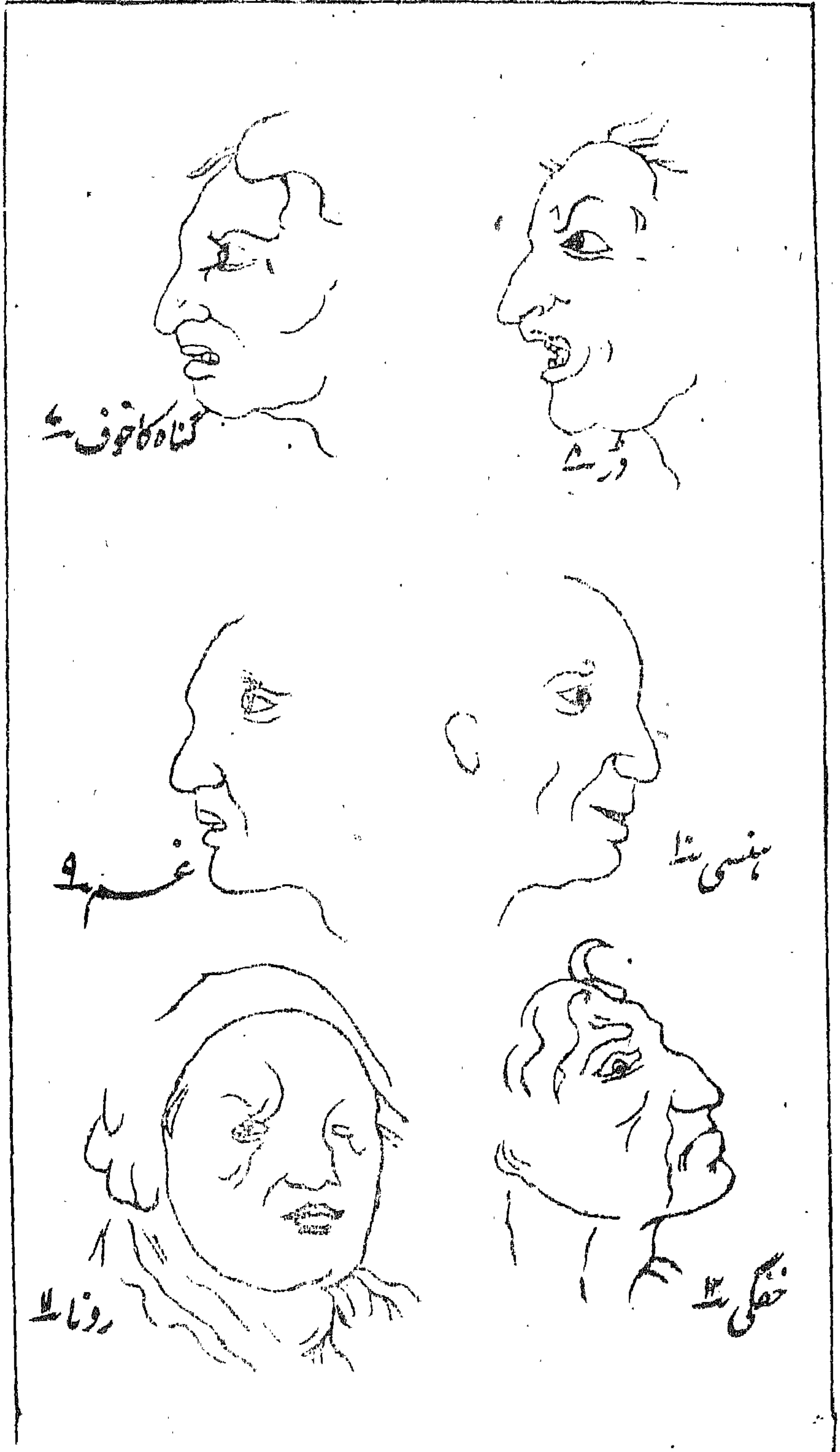
اشکال مختلفہ حالات انسانی

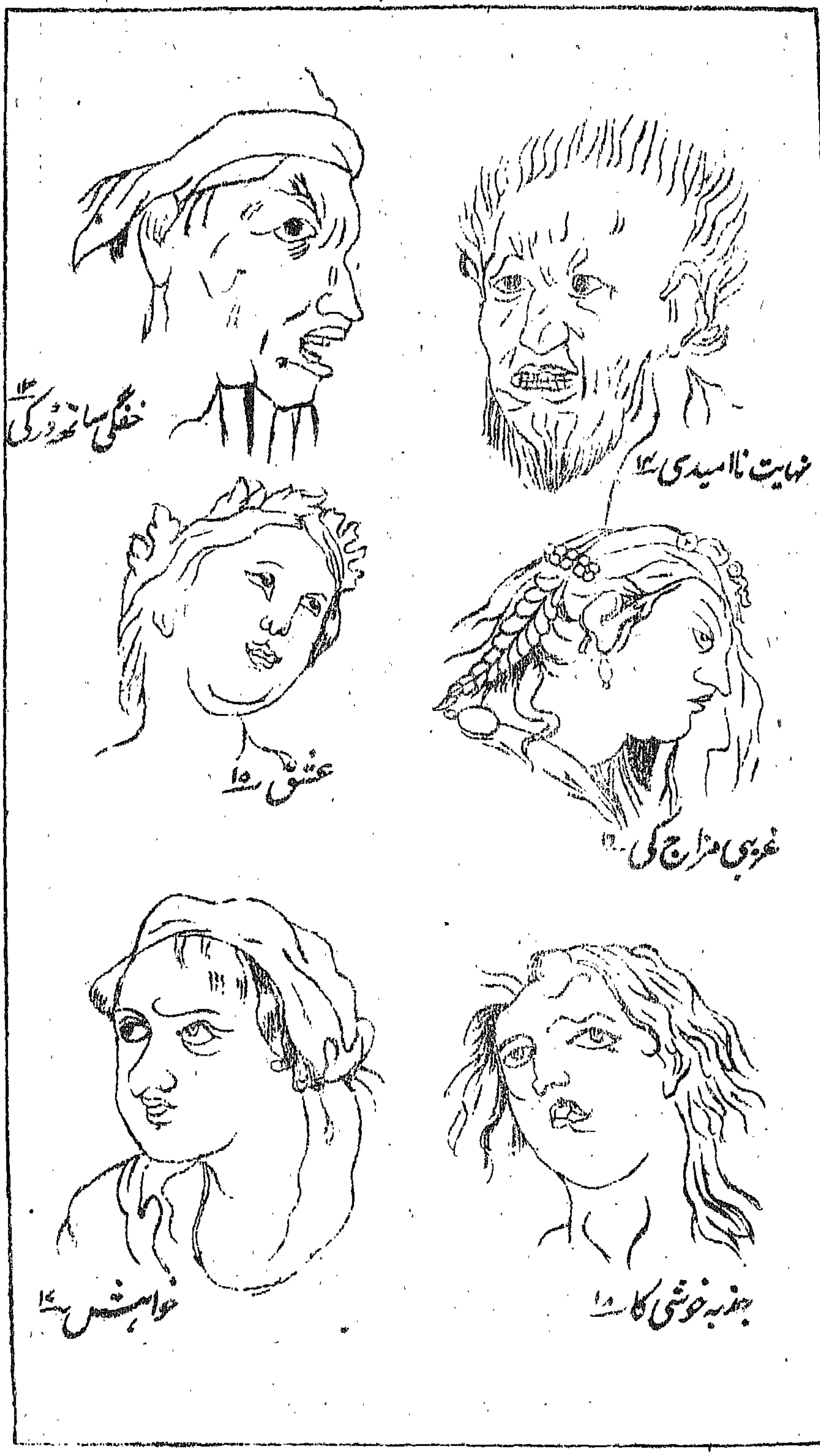
یہ بات ظاہر ہے کہ جو بات جس شخص کے دلمین ہوتی ہے وہ چہرے پہ بھی ظاہر ہوجاتی ہے مثلاً اگر کسی شخص کے دلمین کچھ فکر یا غم ہوتا ہے تو وہ ضرور ہے کہ اوسکا چہرہ بھی متفکر اور غمگین معلوم ہو اور جس شخص کے دلمین خوشی ہوتی ہے تو اوسکے چہرے پر بھی خوشی اور انبساط پائی جاتی ہے چنانچہ ہم اسجا سب طرح کی اشکال مختلفہ ثبت کرتے ہیں

کہ جسوقت انسان رنجیدہ ہوتا ہے تو اوسکا چہرہ کسطور کا ہو جاتا ہے اور جسوقت آدمی
کو دلمین خوشی ہوتی ہے تو اوسکا چہرہ کس ڈھنگ کا معلوم ہوا کرتا ہے اور جسوقت
انسان کے دلمین خوف ہوتا ہے اوسوقت منہ اوسکا کیونکر بنجاتا ہے اور یہ بھی صاحبان
روشنضمیر پر واضح ہو جیو کہ یہ حال بہی بہت نادرات سے ہے اور سیکڑون روپیہ
خرچ کرکر ایسے نقشجات ہمین دستیاب ہو سکتے ہین اب یہان سے مین ہر ایک چہرے
کا جدا جدا بیان کرتا ہون غور سے ملاحظہ کرو ۞ اول شکل کے ملاحظے سے یہ بات
ثابت ہوگی کہ جس شخص کے دلمین امن ہوتا ہے اور کسیطرح کی فکر نہین ہے
اوسکی شکل اسطور کی بنجاتی ہے ۞ اور جس شخص کے دلمین خوشی ہوتی ہے اوسکی
شکل ایسی ہوتی ہے جیسی کہ شکل دوسری ہے ۞ اور شکل تیسری کے ملاحظے
سے یہ بات معلوم ہوگی کہ یہ شخص کسی چیز کو دیکھکر تعجب کرتا ہے یعنی جب ایک آدمی کسی
چیز کو دیکھکر تعجب کیا کرتا ہے تو اوسکی شکل ایسی بنجاتی ہے ۞ اور جسوقت کہ انسان کسی
بات کو سنکر یا دیکھکر کہ وہ قریب قیاس اوسکے نہو وہ نہایت حیران ہوتا ہے تو اوسکی
شکل ایسی ہوجاتی ہے جیسی کہ شکل چوتھی ہے ۞ اور شکل پانچوین کے مطالعہ سے یہ معلوم
ہوتا ہے کہ یہ شخص دل ہی دل مین کسی چیز پر فکر رہا ہے ۞ اور شکل چھٹی مین یہ بات ظاہر
ہوتی ہے کہ یہ شخص کسیکو بنظر حقارت او دشمنی کے دیکھ رہا ہے اور جسوقت
کوئی شخص کچھ گناہ کرتا ہے اور پھر وہ اپنے گناہونکی طرف دیکھکر جو خوف کیا کرتا ہے
تو اوسکی شکل ایسی ہو جاتی ہے جیسی کہ ساتوین ہے اور جسوقت آدمی کچھ چیز خوف
کی دیکھکر خوف کیا کرتا ہے اوسکی شکل ایسی بنجاتی ہے جیسی کہ اٹھوین ہے ۞ اور نوین
شکل سے یہ ظاہر ہے کہ یہ شخص غمگین ہے ۞ اور دسوین شکل سے یہ معلوم ہو جائیگا کہ یہ آدمی ہنستا ہے

اور بروقت رونے کے آدمی کی شکل ایسی ہو جاتی ہے جیسی کہ گیارہوین ہے
اور جسوقت کوئی شخص غصہ مین ہوتا ہے اوسکی شکل ایسی ہو جاتی ہے جیسی کہ
بارہوین ہے ؛ اور جسوقت کہ ایک شخص طاقت مند ایک کمزور شخص کو مارتا
ہے اور وہ غصہ بھی ہوتا ہے اور ڈرتا بھی جاتا ہے تو اوسکی شکل ایسی ہو
جاتی ہے جیسی کہ تیرہوین ہے اور بروقت نہایت نا امیدی ہونے کے کسی
بات سے انسان کی شکل ایسی ہو جاتی ہے جیسی کہ چودہوین ؛ اور پندرہوین
شکل سے یہ ظاہر ہوتا ہے کہ یہ شخص نہایت عشق مین گرفتار ہے اور
جسکے مزاج مین نہایت عاجزی ہوتی ہے اوسکی شکل سولہوین ہے اور انسان
جب کچھ چیز چاہتا ہے جب اوسکی شکل ایسی ہو جاتی ہے جیسی کہ سترہوین
ہے ؛ اور جسوقت کہ آدمی کو نہایت جذبہ خوشی کا ہوتا ہے اوسکی اٹھارہوین
شکل ہے ؛ اور جس شخص کے دلمین خوف ہوتا ہے یعنی ایک شخص بیمار رہتا ہے
اور ایک شخص کو یہ خوف ہو کہ شاید یہ بیمار مر جائے تو اوسکی شکل ایسی بنجاتی ہے
جیسی اونیسوین ہے ؛ اور شکل بیسوین سے یہ معلوم ہوتا ہے کہ یہ شخص کسیکو تاکید
کر رہا ہے ؛ اور جسوقت انسان کو نہایت ہی خوف اور ڈر لگتا ہے اوسکی
شکل ایسی ہو جاتی ہے جیسی کہ اکیسوین ہے ؛ اور بروقت رحم آنے کے
آدمی کی شکل ایسی ہو جاتی ہے جیسی کہ بائیسوین ہے ؛ اور حاسد آدمی کا چہرہ
بوقت حسد کرنے کے ایسا ہو جاتا ہے جیسا کہ تیئیسوان چہرہ ہے ؛ اور
جسوقت کہ آدمی کو بیماری یا زخم وغیرہ کی بہت تکلیف ہوتی ہے تو اوسکا
چہرہ ایسا بنجاتا ہے جیسا کہ چوبیسوان ہے ؛


خاطرجمع یا بیفکر ۱
خوشی ۲
تعجب ۳
حیرانی ۴
توجہ ۵
حقارت ساتھ دشمنی کے ۶


ڈر ۷
گناہ کا خوف ۸
ہنسی ۱۰
غم ۹
خفگی ۱۲
رونا ۱۱


خفگی ساتھ ڈر کی ۱۳
نہایت ناامیدی ۱۴
عشق ۱۵
غریبی مزاج کی ۱۶
خواہش ۱۷
جذبہ خوشی کا ۱۸



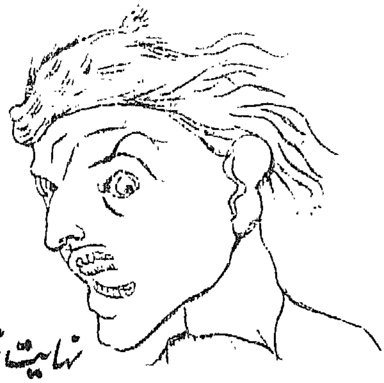
ناپسندی ۳۰



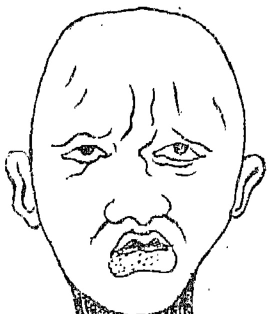
خوف کسی آنے والی چیز کا ۲۹



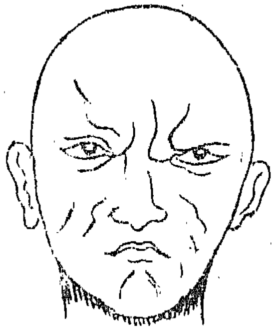
جسم ۳۲



نہایت خوف ۳۱



تکلیف جسمی یا دلی ۳۴



حسد ۳۳

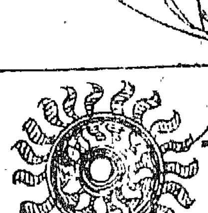
حال خوردبین کا

اب یہان سے حال خوردبین کا لکھتا ہون اور حال اسکا بھی بہت نادرات سے ہے غور سے سنیے ہوا اور قدرت الٰہی کا تماشا کہ واضح ہو کہ خوردبین ایک ایسا آلہ ہے کہ اسکو ذریعہ سے نہایت چھوٹی چھوٹی اشیا بڑی معلوم ہوتی ہین اور وہ مثل شیشے کے ہوتی ہین اور جس شئے کو دیکھنا منظور ہوتا ہے اوسکے ذریعے سے دیکھتے ہین اور اوس وقت دیکھنے سے چیز دیکھی گئی کا قد نہایت زیادہ ہو جاتا ہے اکثر ناظرین نے دیکھا ہوگا کہ بعض آئینے ایسے ہوتے ہین کہ اونمین چہرہ آدمی کا بڑا اور زیادہ معلوم ہوتا ہے باعث اسکا یہ ہے کہ یہ آئینہ ہموار نہین ہوتا ہے بلکہ وہ ذرا ابھرا ہوتا ہے یہی حال خوردبین کے شیشہ کا ہوتا ہے بذریعہ خوردبین کے ایسی ایسی عجیب باتین دریافت ہوتی ہین کہ قبل ایجاد ہونے اس آلۂ مفید کے وہ آدمیون کے وہم مین نہین گذری تھین ازانجملہ عجیب باتون سے ایک یہ ہے کہ پانی مین چھوٹے چھوٹے کیڑے ہوتے ہین وہ اسقدر چھوٹے ہوتے ہین کہ بوقت دیکھنے کے نظر مین نہین آتے ہین ہرچند ہم پانی کو چھان لو اور نہایت صاف کرین پھر بھی اگر کوئی بذریعہ خوردبین کے اوسمین دیکھیگا تو معلوم ہو جائیگا کہ بعد ہزار دفعہ چھان لینے کے بھی چھوٹے چھوٹے کیڑے اوسمین موجود ہین چنانچہ ایک شخص برہمن بڑا پرہیزگار تھا اور حتی الامکان وہ زندہ چیز کو کبھی نہین ضائع کرتا تھا جب وہ راستے مین چلتا تو آدمی اوسکے آگے جھاڑو دیتے جاتے اسواسطے کہ ایسا نہو کہ کوئی کیڑا وغیرہ اوسکے پاؤن کے نیچے آکر مرجاوے اور جب کھانا کھاتا تو اوس وقت ہر طرح کی احتیاط ہوا کرتی کہ کوئی جانور مارا نجاوے ایک انگریز نے جو مزاج مین شرارت رکھتا تھا اوس برہمن سے کہا تم ناحق اسقدر پرہیز کرتے ہو تم تو ہزارہا کیڑونکو پی جاتے ہو اور اسواسطے ثبوت اظہار

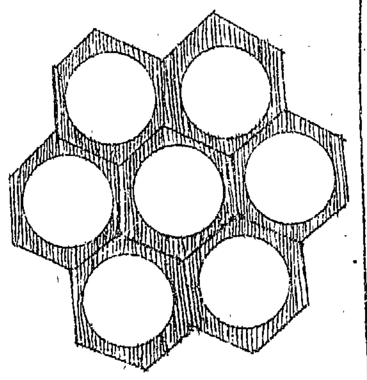
کی دس فرنگی نے اوسکو چھپے ہوئے اور صاف ہوئے پانیمین جسکو وہ پیا کرتا تھا ذریعہ
خوردبین کے بہمین نذ نور کو ہزارہا کیڑے حرکت کرتے ہوئے دکھلائی شیلیدہ
کرکے یہہ مین نہایت تجبید ہوا اور قسم کھائی کہ مین پانی کبھی نہ پیونگا اور اس عہد کو
اوسنے نہ توڑا آخر کو زیادتی تشنگی سے تڑپ کر مر گیا ۞ اس دائرہ مین وہ شکلین ان
چھوٹے جانورون اور کیڑون کی جو پانیمین دیکھے گئے ہین مندرج ہین خوردبین کے ذریعہ سے
یہ بات تحقیق ہوئی ہے کہ جنکو لوگ مونگے کے درخت کہتے ہین وہ دراصل درخت نہین
ہین بلکہ وہ عمارتین ہین جو نہایت چھوٹے کیڑون نے واسطے اپنی بود و باش کی تعمیر کی
ہین اور یہ کیڑے اس قدر چھوٹے ہین کہ بغیر ذریعہ خوردبین کے نظر نہین آتے ہین



اس آلہ کی ذریعہ
جو جو اور چھوٹے
جانور انکو دیکھا ہے
اور اونکی کیفیت
معلوم ہوتی ہی اوسکا
ہم بیان کرتے ہین
نہایت دلچسپ ہے
ظاہر ہو جیو کہ ایک
قسم کا جانور جسکا
نام ہن ہے کہ وہ نہایت چھوٹا ہوتا ہے اور اوسکو بغیر
خوردبین کے نہین دیکھ سکتے ہین اس جانور کے سر کو



جب خوردبین مین دیکھا ہے تو اتنا بڑا معلوم ہوتا ہے جیسا کہ یہان لکھا ہے بغور
ملاحظہ اس شکل کے معلوم ہوگا کہ جب یہ کیڑا ایکدفعہ کسی انسان کے بدن مین جگہ پکڑ لیتا ہے تو وہانسی
اوسکا چھٹانا بہت ہی مشکل ہے ۔ خوردبین مین پردار جانورونکو دیکھنے سے بہت لطف
حاصل ہوتا ہے اور گھٹنون تک اونکی آنکھین سینگ بازو ڈنک بال چھوٹے چھوٹے
پر جو انکے بدن پر ہوتے ہین دیکھنے کو جی چاہتا ہے جب خوردبین مین سے مکھی کو ملاحظہ
کرتے ہین تو معلوم ہوتا ہے کہ اوسکی آنکھ بہت سے شیشون کی بنی ہوئی ہے جو پاس
پاس مثل جال کے لگے ہوئے ہین اور یہ شیشے ایک آنکھ مکھی کی مین کئی ہزار سے



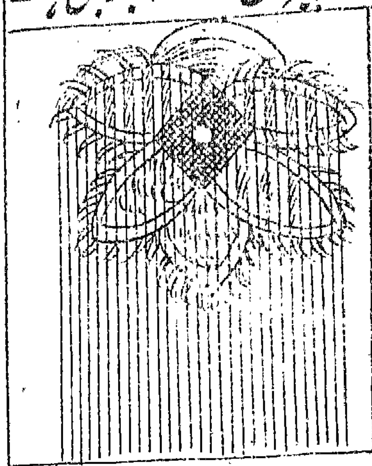
زیادہ شمار کیے گئے ہین اور اوسکی آنکھ خوردبین
مین سے اتنی بڑی معلوم ہوتی ہے جیسے
کہ یہان مندرج ہے اور جسوقت پانون
مکھی کے خوردبین سے دیکھے جاتے ہین تو ایسے معلوم
ہوا کرتے ہین جیسے کہ ہمنے یہان لکھے ہین ۔

اور جب مچھر کے ڈنک کے اجزا اونکو جدا کرتے ہین



اور خوردبین سے دیکھتے
ہین تو اونکی صورت
تیرون اور چاقون
کی سی معلوم ہوتی
ہے اون ڈنکون کی
شکلین یہ ہین ۔

مکڑی کے بہت سے اجزا بہت اچھے ہیں اور وہ چیز جس سے وہ جالا بنتی ہے

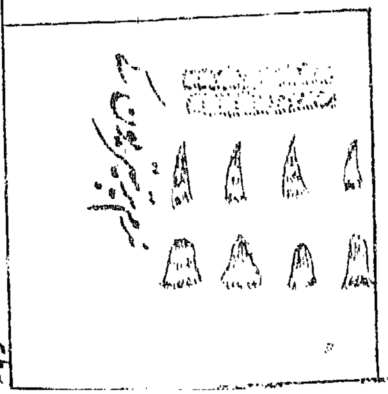


سب سے زیادہ لائق دیکھنے کے ہے یہ شکل
اوس جزو مکڑی کی ہے جس سے وہ جالا
بنتی ہے جیسا کہ خوردبین میں معلوم ہوتا ہے
جالا مکڑی کا اگرچہ بوسیلہ خوردبین کے بہت ہی باریک معلوم
ہوتا ہے لیکن بنا ہوا بھی بہت ریشوں کا ہے
اوس کے بھی بہت باریک زیادہ ہیں اور
جو تھوڑی دور پر اون چھیدوں میں سے جو مکڑی کے جسم میں ہوتے ہیں اور جن میں سے وہ نکلتے
ہیں آپس میں ملجاتے ہیں ؛ مکڑی کی ہر ٹانگ کے
سرے میں ایک نوکدار بہت اچھا آنکڑا جو بطور
کسی چیز کے بند ہو جاتا ہے ہوتا ہے ؛ اور
مکڑی کی ٹانگیں اور ناخن جو خوردبین سے دکھائی
دیتے ہیں اونکی شکلیں ہم لکھتے ہیں ؛ نرم پر تیتریوں

زہر کا بھرا ہوا ناخن مکڑی کا

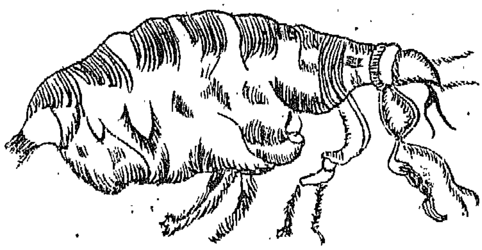


کے جسم پر ہوتے ہیں جب اونکو خوردبین سے دیکھتے ہیں ذرا ذرا سے چھلکوں کے
بنے ہوئے معلوم ہوتے ہیں اونکی شکلیں یہ



ہیں ؛ اور جس وقت خوردبین میں سے پسو
کو مشاہدہ کرتے ہیں تو اوسکی شکل اتنی بڑی
معلوم ہوا کرتی ہے جیسے کہ بیان مندرج
ہے ؛ غرض یہ ہے کہ جو خوردبین میں سو

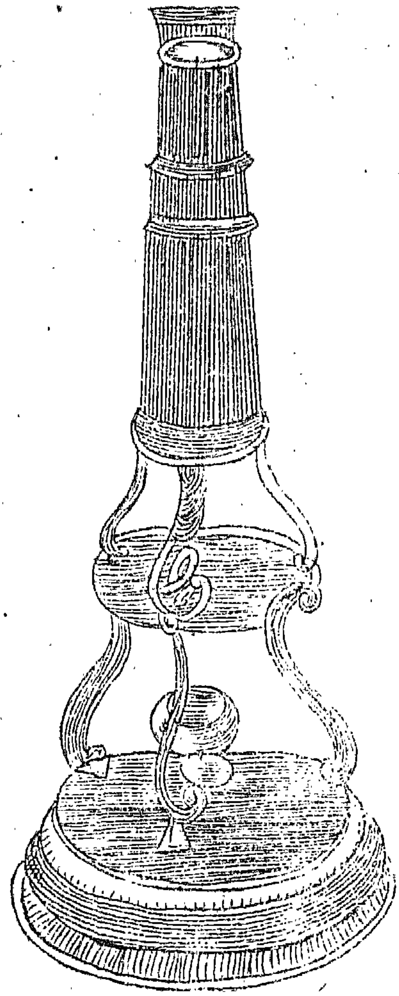
بڑی بڑی مفاد حاصل ہوتے ہین اور ہروقت دیکھنے کے اوس سے کسی چیز کی کوئی نئی کیفیت معلوم ہوا کرتی ہے



شکل پسو کی

اور زمانۂ قدیم مین اس آلہ کو لوگ نہایت کم جانتے تھے لیکن اب ادا نایان فرنگ نے اس آلہ کو بہت رواج دیا ہے اور اوسکے سبب سے بہت اچھی اچھی باتین دریافت کی ہین عرصہ چند روز کا ہوا کہ اس احقر نے بوسیلۂ خوردبین کے ایک بال کو جسپر جون بیٹھی تھی دیکھا تھا وہ بال مثال شاخ ایک نیب کے درخت کے معلوم ہوتی تھی اور جون اوسپر مثال بندر کے پھرتی معلوم ہوئی —
اسجاے ہم شکل خوردبین کی بھی درج کتاب ہذا کرتے ہین ؛

وھو ھذا



نقشہ خوردبین

حال کی خوردبین زمانہ سلف کا جواب نہین پائی جاتی ہین

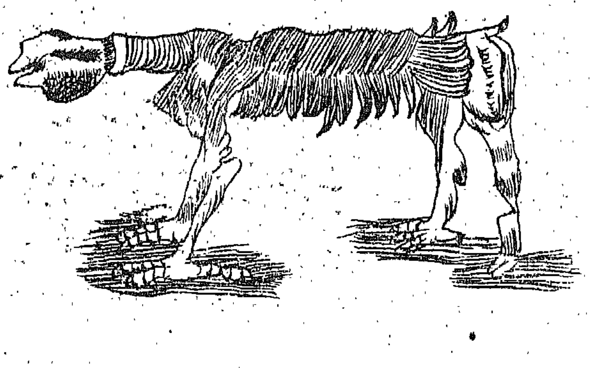
واضح ہو کہ انسان کیسی ہی تحقیقات کرے لیکن پھر بھی صنعت الٰہی سے بخوبی ماہر نہین ہوسکتا کوئی مقام نہین جہان کہ اوسکی صنعتین جلوہ گر نہین ہین +

بوسیلہ خوردبین کے دریافت ہوا ہے کہ ہر ایک جگہ انواع انواع کے نباتات اور حیوانات موجود ہین اور بعض حیوانات و نباتات ایسے چھوٹے ہین کہ محسوس نہین ہوسکتے

علی ہذا القیاس کیسے کیسے بڑے مہیب جانور روے زمین پر ہین کہ اون کے دیکھنے
سے کمال تعجب آتا ہے ایسا معلوم ہوتا ہے کہ پیشتر جب کہ آبادی بہت کم تھی جانور
ویرانہ میدانون مین رہا کرتے ہونگے لیکن جب کہ آبادی انسان کی زیادہ ہوتی
تب وہ میدان اون جانورون سے خالی ہوگئے اور اوسطور سے وہ صفحۂ
ہستی سے گم ہوگئے۔ جنوبی امریکہ کے میدانون مین بڑے بڑے
حیوانون کی ہڈیان پائی جاتی ہین یہ ہڈیان کیچڑ مین گڑی ہوئی معلوم دیتی ہین
اور بعض اوقات جبکہ دریا خشک ہوجاتے ہین وہ ہڈیان درختون کے تھنہ
کی مانند زمین سے اوبھری ہوئی دکھائی دیتی ہین۔ اون ہڈیون کو ایک انگریز
ذی مرتبہ شہر لندن مین لایا تھا اون ہڈیون مین سے زیرناف کا حلقہ ہڈیونکا ایسا
تھا کہ دو آدمی اوسمین سے آرپار نکل سکتے ہین۔ ایک اور انگریز نے بڑی مشقت
سے خشک دریاؤن مین سے سب اعضا کی ہڈیان نکال لین اور کھوپری اور
پیٹ کی ہڈی اور دم وغیرہ بھی اوسکی ہاتہ آئین۔ جبکہ اون سب ہڈیون کو اپنی اپنی
درست مقامون مین جوڑا تو معلوم ہوا کہ پچھلا دھڑ اس جانور کا بڑا زور آور ہوگا
زیرناف کی ہڈیون سے یہ معلوم ہوتا ہے کہ اس جانور کے پٹھے رانون کے سبب
بڑے زور آور ہونگے۔ رانون کی ہڈیان بہت بڑی تھین طول مین تو قریب
بارہ گرہ کے اور موٹائی مین قریب ایک گز دو گرہ کے انہی سے یہ معلوم ہوا کہ
اوسکی رانون کی ہڈیان ہاتھی کی رانون کی ہڈیون سے تگنی ہونگی پچھلے پاؤنکے
ٹخنون کی ہڈیان پانچ گرہ باہر ابھری ہوئی ہین اس سے معلوم ہوا کہ اوسکی پچھلی ٹانگین بڑی
زور آور ہونگی بعضے یہ کہتے ہین کہ پنجہ اس جانور کا سوا گز لمبا اور پانچ

گرہ ہوتا ہے ۔ وہ شخص جو تشریح اعضاے حیوانات سے بخوبی واقف ہین
کہتے ہین کہ اس جانور کے جو پچھلے پانون کے ٹخنے ابھرے ہوے تھے اسواسطے تھے
کہ وہ پچھلے دو پانون پر جھککر اگلے پانون سے زمین کو کھودا کرے ۔ کمال تعجب کی
بات ہے کہ باوجود ایسے ثقیل البدن ہونے کے اس جانور کا سر بہت چھوٹا ہے
اور کسی کو شاید کم یقین آوے کہ ایسے بھاری جسم پر ایسا چھوٹا سر ہو لیکن
ایک شخص نے پیٹ کی گرہون اور گردن کی گرہونکو مطابق پایا اس سے یہ بات
صادق آئی کہ گو اس حیوانکا جسم بھاری ہے لیکن سر اسکا بہت چھوٹا ۔
اس جانور کے اگلے دانت بڑے بھاری اور عجیب طور کے ہین ۔ بعضے
یہ خیال کرتے ہین کہ اس جانور کے سونڈ بھی تھی ۔ لیکن ہاتھی کے مانند
اوسکی سونڈ نہین ہوسکتی کیونکہ گردن اوسکی ایسی لمبی ہے کہ منہ اوسکا زمین تک پہنچ
سکتا ہے دانت اوسکے شیر اور چیتے کے دانتون سے مختلف ہین لیکن وہ اس
طریق سے آپسمین ملے ہوے ہین کہ رگڑے بہت جاتے ہین اس سبب سے وہ گویا دفعتہ
کے واسطے وہ دانت جلدی مڑتے ہونگے اب ان دانتون سے یہ معلوم ہوتا ہے کہ یہ جانور
درختونکی جڑ کو کھاتا ہوگا اوسکے بڑے پنجون اور چنگلون سے یہ معلوم ہوتا ہے کہ
وہ چھچھوندر کے مانند زمین کھودتا ہوگا اور زمین مین سے درختون کی جڑونکو نکال کر
کھاتا ہوگا ۔ یہ بھی دریافت ہوا ہے کہ اس جانور کی پشت پر سیپیان سیپیان سی لگی ہوئی
تھین ۔ کانٹے سے ابھرے ہوے تھے تو اب دیکھا چاہیے کہ یہ سیپیان
کسواسطے تھین ۔ اسکا باعث یہ معلوم ہوا ہے کہ یہ جانور اس زور سے زمین
کو کھودتا ہوگا کہ بروقت زمین پر گرنے کے وہ اوسکے پیٹھ پر پڑتی ہونگی

اور واسطے اس بات کے کہ اس ہڈی کے گرنے سے صدمہ جانور کو نہ پہونچے پیٹھ اوسکی ایسی مضبوط بنائی گئی۔ اس سے کچھ تسلی نہین ہوتی اور نہ ہم یہ خیال کر سکتے ہین کہ ایسے ایک بڑے مہیب جانور کا اور کوئی دشمن ہو جسکی حفاظت کے لیے یہ کانٹے اوسکی پیٹھ پر ہین۔ قصہ مختصر اس جانور کے دریافت ہونے سے یہ معلوم ہوتا ہے کہ پیشتر ایسا کوئی زمانہ ہوگا کہ جب ایسے ایسے مہیب جانور صفحۂ زمین پر رہا کرتے ہونگے اور رفتہ رفتہ بسبب انقلاب چند در چند کے یہ سب جانور نیست و نابود ہو گئے اور انسان اونکی جگہون پر قائم ہوے جس مقام پر سے یہ ہڈیان پائی گئین وہان سو سو کوس تک پتھر پڑے ہونگے اور کچھ پایا نہین جاتا ہے یہان تک کہ وہان کے باشندے اون ہڈیون کو لکڑی کی جگہ جلانے کے کام مین لاتے ہین۔ تصویر اس جانور کی ایک اور تصویر سے جو کہ شہر مدراس مین کھنچی اوتاری گئی ہے فقط۔



حال ایک نادر جانور کا جسکو دریائی گھوڑا کہتے ہین

سبحان اللہ عجب صانع ہے پروردگار عالم کہ اپنی قدرت کاملہ سے کیا کیا عجب باتین پیدا کین کہ انسان ضعیف بنیان کو یارا ادراک اونکے کا نہین بلیت وہ الحق ایسا ہی معبود ہے + + + قلم جو لکھے اوس سے افرود ہے + یون تو اللہ نے عجب عجب باتین پیدا کین ہین کہ ہر ایک مین اوسکی بیچونی ثابت ہوتی ہے لیکن پیدائش جانورون مین سے چند جانور نہایت عجیب بحسب تلاش صاحبان انگریز کی سے ایسے دیکھنے مین آئے کہ بے اختیار دل نے چاہا کہ مین بھی اپنی کتاب مین اونکا حال مع اونکی تصویر کے درج کر کے مطالعین کو قدرت کاملہ اپنے معبود کی کا تماشا کراؤن۔ مخفی نرہے کہ یہ جانور کہ جسکا نام دریائی گھوڑا کہتے ہین اور بعض نے گاو بحری مشہور کیا ہے اور یہ جانور اکثر بحار امریکا مین رہتا ہے روسی اسکا اکثر شکار کرتے ہین پوست اسکا بہت دل دار یا موٹا اور بڑے کام کا ہوتا ہے اور دو نو دانت اسکے ہزار درجہ بہتر ہاتھی دانت سے ہوتے ہین اور بہت سفید اور لطیف ملائم اون کے سنگ مرمر بھی شرمندہ ہوتا ہے۔ اور اسکی آنکھین مدور اور لامع مثل کوکب رخشان کے معلوم ہوتی ہین قد اس جانور کا ہاتھی سے ذرا چھوٹا ہے وزن مین قریب پچاس من کے ہوتا ہے خوراک اسکی مچھلی یا پودے جو سمندر کی کنارے پر پیدا ہوتے ہین ہے اور ہر وقت دیکھنے اوسکی شکل مہیب کو ہر بشر خوفناک ہوتا ہے اور حواس منتشر ہو جاتے ہین لیکن یہ غریب بہت ہوتا ہے کسیکو آزار نہین دیتا ہے بلکہ جسوقت آدمی اوسکا شکار کرتے ہین تو وہ روتا اور چلاتا ہے اور یہ دریا مین سے واسطے تلاش خوراک وغیرہ کے اکثر

نکلتے ہین اور آپس مین بڑا اختلاط رکھتے ہین اسکی شکل کو دیکھو اور رب العالمین کی صنعت اور بیچونی کا ملاحظہ کرو ۞ وہو ہذا

دریائی گھوڑا



بیان ایک عجیب جانور کا جسکو اوسٹرچ کہتے ہین

یہ ایک عجیب پرند جانور ہے کہ اوسکا قد دو چند آدمی سے ہوتا ہے اور اسقدر قوت اوسمین ہوتی ہے کہ دو آدمیونکو اپنے اوپر بہ آسانی لیجا سکتا ہے یہ جانور اکثر ملک افریقہ مین پایا جاتا ہے اور اوسکی رفتار اسقدر ہے کہ گھوڑے کا سوار اگر اوسکو پکڑا چاہے تو بھی مشکل سے اوسکے ہاتھ آوے گا جب آدمی اوسکا شکار کرتے ہین تو وہ پھیر کھا کر چلتا ہے یعنے اوسکی عادت یہ ہے کہ وہ سیدہا نہین بھاگتا ہے بلکہ ایک نصف دایرہ مین چلتا ہے اور

آدمی اوسکے پیچھے نہین چلتے ہین بلکہ وہ اپنے گھوڑے کو سیدھا بھگاتے ہین
یعنے قطر دائرہ مذکور پہ چلتے ہین اور اس ترکیب سے جانور مذکور کو جا پکڑتے ہین
اور جا کر اوسے سونٹون سے مار ڈالتے ہین۔ بعض آدمی کہتے ہین کہ رفتار
اوسترچ کی بہت عمدہ اور اچھے گھوڑونسے زیادہ ہے اس جانور کو لوگ
شتر مرغ بھی کہتے ہین کسواسطے کہ اول تو اوسکا قد قریب شتر کے قد کے ہوتا ہے
اور دوم یہ کہ اوسکی گردن بہت لمبی ہوتی ہے اور متشابہ گردن شتر کے ہوتی ہے جب
آدمی اسکو شکار کرنے کے لیے اوسکے پیچھے بھاگتے ہین تو وہ اول اول سہل سہل
چلتا ہے لیکن بعد ازان جب اوسکے جسم مین گرمی آتی ہے تو وہ نہایت
بھاگتا ہے اور جب آدمی اوسے گھیر لیتے ہین تو وہ ناچار اور مایوس ہو کر اپنے
سر کو کسی جھاڑی یا ریتی مین گھسیڑ دیتا ہے اور چپکا ہو رہتا ہے۔ اس جانور کے
پر بہت کام کے ہوتے ہین اور اسکا گوشت بھی برا نہین ہوتا ہے اور اوسکے
گوشت کو قوم عرب کھایا کرتی ہے۔ ایک صاحب جو ملک افریقہ مین گئے
تھے وہ بیان کرتے ہین کہ مین نے دو پلے ہوے اوسترچ دیکھے اور واسطے
تماشے کے دو حبشیونکو اونپہ سوار کروایا جب اون جانورون نے اپنی پیٹھ پر
بوجھ معلوم کیا تو وہ بھاگے اور اونکی رفتار اسقدر زیادہ تھی کہ وہ مین پاؤن کھلتے
ہوے نہین معلوم ہوتے تھے بلکہ ایسا معلوم ہوتا تھا کہ وہ زمین سے علیحدہ علیحدہ
بھاگے جاتے ہین۔ صاحب موصوف بیان کرتے ہین کہ میری دانست مین کوئی
چالاک سے چالاک گھوڑا انگلستان مین نہین ہے کہ اس جانور کے برابر دوڑ سکے مختصر
یہ ہے کہ یہ جانور بہت عجیب ہے اسواسطے ہم بھی اوسکی شکل مع ایک حبشی سوار کے

مندرج کرتے ہین کیا کیا عجب عجب صنعتین اور قدرتین ہمارے رب العالمین کی ہین کہ انسان اونکو دیکھکر حیران ہوجاتا ہے ❊

تصویر جانور اوسٹرج یعنی شتر مرغ



حال ایک عجیب و غریب قسم کی چیونٹیونکا

مخفی نرہے کہ پڑہنے حال ان نادر چیونٹیونکے سے عجب خالق کی شان یاد آتی ہے اور انسان کے دل پر نہایت حیرانی چھاتی ہے اس قسم کی چیونٹی ملک حبش مین ہوتی ہین اور یہ جانور کئی قسمون مین منقسم ہوتے ہین جنکا حال آگے مفصل لکھونگا ایک تعجبی بات ان چیونٹیون مین یہ پائی گئی ہے کہ یہ عمارت اور گھر واسطے بود و باش کے ایسی ایسی عمدہ تیار کرتی ہین کہ وہ صنعت اور حکمت مین انسان کی عمارتون سے بھی

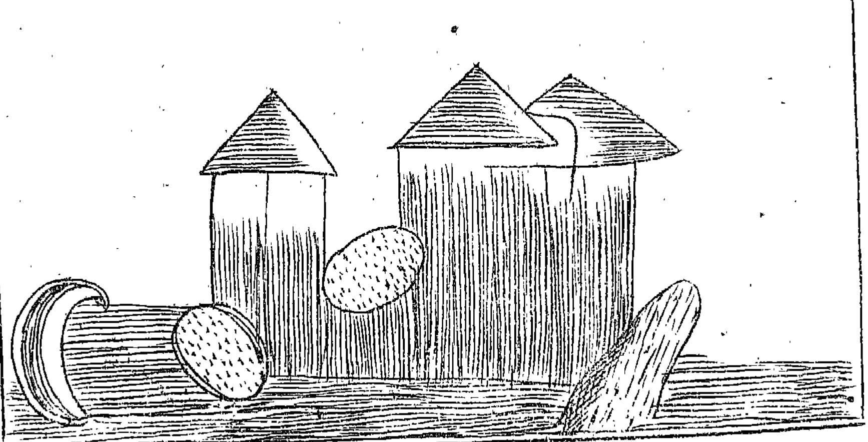
شروع لیگئی ہین بعضی عمارتین تو یہ جانور ایسی بناتے ہین کہ وہ باہر سے مثل مخروطون مصلح
یعنے گاجرون کی سی ہوتی ہین اور بعض مانند استوانون یعنے بشکل ڈھولونکے
تعمیر کرتے ہین اور اون مکانون کے اندر قسم قسم کے کمرے اور دالان تشخیص ہوتے ہین
اور ان مکانون کی کل بلندی بارہ فیٹ کی یعنی قدآدم سے ڈہائی گنی ہوتی ہے اور
اون کے مشاہدے سے انسان کی طبیعت پر عجب طرح کی حیرانی آجاتی ہے اور یہ
خیال کرتا ہے کہ کیا قدرت کاملہ کردگار کی ہے کہ ذرا سے کیڑے نے کیا کیا بلند عمارتین تیار
کی ہین اور جب یہ جانور مکان بناتے ہین تو بارہ ہی فیٹ زمین کے اندر بھی مکانات
چنتے ہین اور ایک اور نہایت تعجب کی یہ بات ہے کہ ان چینٹیون مین تین قسم کی خلقت ہے
اوّل تو ان چینٹیون مین سردار لوگ ہوتے ہین کہ وہ طول مین چوگنی ہندوستان کی
چینٹیون سے ہوتے ہین اور دوم اونمین سپاہی لوگ ہوتے ہین کہ وہ سردارون
کی آدہے ہوتے ہین اور سوم درجہ کے مزدور لوگ انکا طول قریب ہندوستانی
چینٹیون کے برابر ہوتا ہے لیکن ہندوستان کے چینٹیون سے بہت زیادہ
عقلمند ہوتے ہین کسواسطے کہ یہ بہت اچھی اچھی اور بلند بلند عمارتین تعمیر کرتے ہین
اور ان کیڑون مین جو سپاہی ہوتے ہین وہ مکانون کی حفاظت کرتے ہین اور
انکو سردار قوم مین سے ایک بادشاہ اور بادشاہزادی بھی ہوتے ہین اور اونکے پر
واسطے اوڑنے کے بھی ہوتے ہین اگر کوئی شخص اونکے مکانمین جاکے سوراخ کرے
تو یہ دیکھا گیا ہے کہ وہ جو سپاہی مقرر ہوتے ہین وہ خفا کر سوراخ کے پاس آتے ہین
اور غل مچاتے ہین اور معلوم ایسا ہوتا ہے کہ وہ اس بات کے متلاشی ہوتے ہین
کہ وہ کونسا اونکا حریف ہے جسنے اون کے مکان مین سوراخ کیا بعد تھوڑی دیر کے

پھر مزدور لوگ اوس سوراخ کے پاس آتے ہین اور وہ اوسکو مرمت کرکے بند کردیتے ہین اور جب ان جانورن مین سے کسیکو حمل ہوتا ہے تو وہ دو ہزار دفعہ زیادہ موٹائی ہین اور قریب ایکہزار دفعہ زیادہ وزن مین اپنے خاوند سے ہوجاتا ہے اور ہر جانور کے اسی ہزار انڈے نکلتے ہین اور اون انڈونمین سے مزدور چیونٹی ہین بچونکو نکالکر پرورش کرتے ہین اور اس قسم کے چیونٹونکو حبشی لوگ کہایا کرتے ہین اور اگر کوئی شخص ان کیڑون کے گہر مین گھس جاوے تو وہ اوسی فی الفور کہا جاوین اور کبھی چھوڑین

نقشہ مکانات جانوران چیٹی



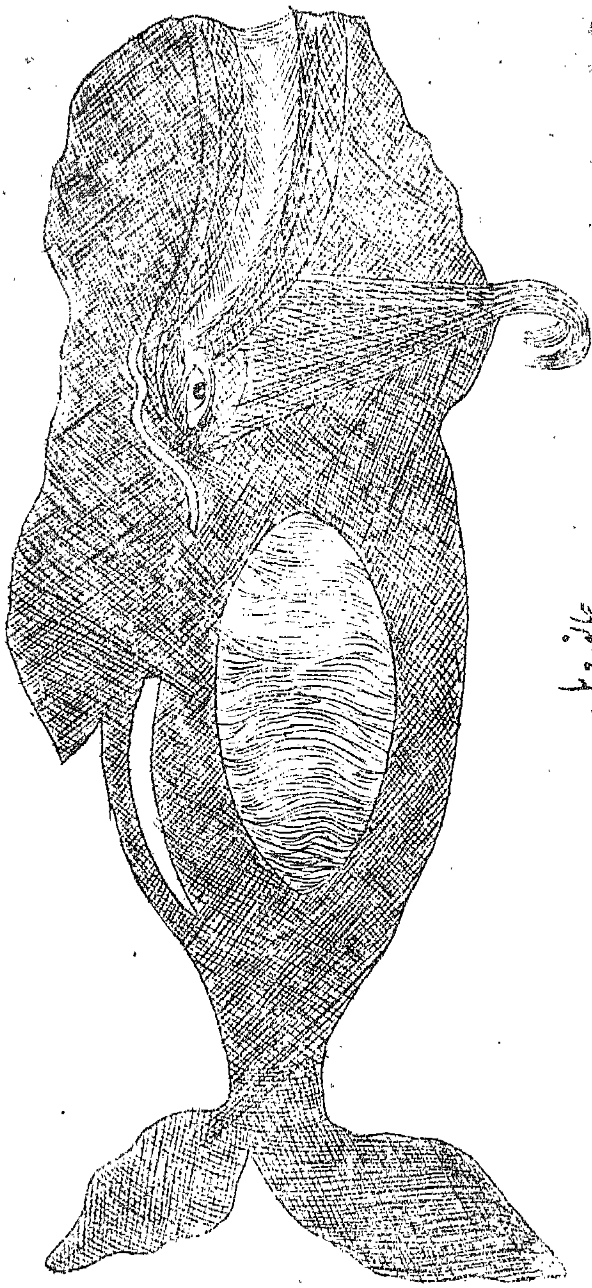
نقشہ مکانات جانوران چیٹی



بیان جانور ویل کا

ویل ایک نہایت بڑا عجیب جانور ہے اور سمندر مین ہوتا ہے اور جتنا کہ یہ جانور لمبا اور موٹا ہے آج تک کوئی جانور مثل اسکے دریا مین یا خشکی کی جگہ مین نہین پایا گیا ہے اسکا قد طول مین قریب ۲۲ گز کے اور گولائی مین قریب ۱۳ گز کے اکثر ہوتا ہے لیکن بعضے ویل ۴۰ گز کے طول کے دیکھے گئے ہین یہ ایسا بڑا مچھ ہوتا ہے کہ اپنی دُم کو حرکت دینے سے کشتیون کو اولٹ دیتا ہے حکماے سلف بیان کرتے ہین کہ پہلے زمانہ مین اس قسم کے جانور بڑے بڑے سمندرون مین رہا کرتے تھے لیکن اون سمندرون مین وہ اب نہین پائے جاتے ہین اور اوسکا باعث یون بیان کیا گیا ہے کہ پہلے زمانہ مین اونکو آدمی شکار نہین کرتے تھے اور نہ بڑے بڑے سمندرون مین آدمی جہاز چلایا کرتے تھے لیکن جب سے جہازرانی کی ترقی ہوئی اور آدمیون نے اونھین دق کرنا شروع کیا تو وہ اوس سمندر مین چلے گئے جو قطب کے نزدیک ہے کیونکہ وہان بسبب نہایت سردی اور زیادتی برف کے جہاز نہین جاتے ہین بعض حکمانے لکھا ہو کہ ویل کی عمر ہزار برس کی ہوتی تھی اور اس باعث سے پہلے زمانہ مین ویل بڑے بڑے ہوتے تھے کیونکہ وہ زیادتی عمر کے ساتھ قد مین بھی زیادہ ہوتے تھے جبسے آدمیون نے اون کو شکار کرنا اور مارنا شروع کیا اوسوقت سے کوئی بڑی عمر اور بڑے قد کے ویل نہین پائے جاتے ویل مین تین چیزین انسان کے فائدہ کی ہوتی ہین اول تیل دوم عنبر جس سے اچھی اور خوشبودار اور کم دہوئین کی بتیان بنتی ہین اور سوم ہڈی کہ اوسکے ہزارہا اسباب بنتے ہین واسطے حاصل کرنے ان تین چیزونکے

اکثر قوم فرنگیونکی انکی تلاش مین جہاز لیکر شمال کے سمندر کیطرف خصوصاً جزیرہ
گرین لینڈ کے کہ قریب امریکا شمالی کے قطب شمال کے واقع ہے جایا کرتے ہین
اور ترکیب مارنے ویل کی یہ ہے کہ چار پانچ کشتیون پر چند آدمی سوار ہوکر اوسجگہ
جہان ویل دکھائی دیتا ہے جاتے ہین اور ایک آدمی ایک نیزہ نوکدار مثل کٹار کے
کہ جسکی بہت سی ڈور بندھی ہوتی ہے زور سے اوپر اوس جانور کے مارتا ہے اور
اس ترکیب سے اوسے زخمی کرتا ہے اور بفور زخمی ہونے کے ویل یا تو نیچے
کو غوطہ مارتا ہے یا تھوڑا سا پانی کے اندر ہوکر آگے کو تیرتا ہے لیکن از بسکہ ڈور
ڈھیلی ہوتی جاتی ہے تو کٹار مذکور اوسکے جسم مین داخل رہتا ہے اور جب ویل
تھک جاتا ہے تو وہ دم لینے کیواسطے اوپر اوٹھتا ہے اور اوسوقت ایک دوسرا
شخص ایک اور کشتی سے ایک ایسا ہی کٹار ڈور مین بندھا ہوا طرف اوسکے پھینکتا
ہے اور اوسے زخمی کرتا ہے اور اسی طور سے اوسے کئی بار زخمی کرتے
ہین یہانتک کہ وہ ضعیف ہوکر اوپر پانی کے ٹھہر جاتا ہے اور بعد اسکے بہت
سے آدمی کشتیون پر اوسکے قریب جاکر لمبے لمبے بھالونسے اوسکو بالکل مار ڈالتے ہین



جانور وہیل

حال جانور کونگرو کا

حال اس جانور کا بھی بہت عجیب ہے اور لکھنا اسکا باعث خرسندی مطالعین کا
ہوگا مخفی نرہے کہ یہ جانور جزیرہ نیو ہولنڈ مین پایا جاتا ہے قد اسکا قریب بھیڑ
کے ہوتا ہے اور یہہ سر کیطرف پتلا اور دُم کیطرف سے موٹا ہوتا ہے سر اسکا قریب
قریب مشابہ ہرن کے سر کے ہوتا ہے رنگ اس جانور کا زرد ہوتا ہے اور نہایت
عجیب بات اسکی حال مین یہ ہے کہ اوسکے پیٹ مین ایک تھیلا ہوتا ہے اور
اوسمین وہ اپنے بچونکو جب چاہے جب رکھہ لیتا ہے مثلاً جب وہ کہین جاتا ہے اوسوقت
اپنے بچونکو تھیلہ مذکور مین ڈالکر چلا جاتا ہے ایک سیاح نے ایک ایسا کانگرو
دیکھا ہے کہ اوسکا طول نو فیٹ کا یعنی قریب تین گز کے تھا یہ جانور آدمی سے
بہت ڈرتا ہے اور جب اوسے آدمی نظر آتا ہے تو بڑی بڑی زقندین مارکر
اوس سے بھاگ جاتا ہے شکل اس جانور کی نہایت خوب ہوتی ہے اور ہر وقت دیکھنے
کے اوس جانور کو عجب قدرت الٰہی نظر آتی ہے چنانچہ اوسکی تصویر بھی ہم اس جاے
درج کرتے ہین باب اول بفضل رب العالمین انجام ہوا

جانور کونگرو



باب دوم مملو مضامین پندآگین

قناعت

قناعت ایک نیکی عظیم ہے اور اس سے وہ خوبی مراد ہے کہ جسکے ذریعہ سے انسان تھوڑی سی آمدنی پر گذارہ کر لیتا ہے اور جس حالت مین اللہ تعالے نے اوسے رکھا ہے اوسمین وہ خوش اور شاکر رہتا ہے اگر سب انسان یا اکثر صاحب قناعت ہوتے تو دنیا مین جسقدر رنج اور تکلیفین اب دیکھی جاتی ہین اوس سے آدہی بھی نہ مشاہدہ کیجاتین واضح ہو کہ انسان کو حرص اور لالچ اور بلند نظری بہت خراب کرتی ہے بسبب ہوس کے انسان بہت سی مصیبتون مین گرفتار ہوتا ہے لیکن بادشاہ سے لگا کے غریب تک ہوس سے کوئی خالی نہین ہے یہ سب کو دامنگیر ہے اور اوسنے سبکو اس دنیا کی مصیبتون مین مبتلا کر رکہا ہے اکثر مشاہدہ کیا جاتا ہے کہ آج ایک آدمی علاقہ وزارت کا حاصل کرتا ہے کل اوسکی گردن ماری جاتی ہے آج ایک بادشاہ ملک گیری کر رہا ہے کل وہ مقتولین مین شمار کیا جاتا ہے اور اوسکی سلطنت اور دولت اور حشمت بیگانون کے ہاتہ لگتی ہے باعث اسکا یہ ہے کہ اس قسم کے آدمیون مین قناعت بہت کم پائی جاتی ہے اگر انکو نہایت دولت اور حشمت حاصل ہو جائے پھر بھی وہ واسطے زیادتی اوسکی کے کوشش کرینگے اور اس کوشش مین کسی خوف سے نہین ڈرتے ہین اور بالکل بیباک ہو کر جو بات چاہتے ہین اوسے عمل مین لاتے ہین بادشاہونکو یہ خیال نہین ہوتا ہے کہ جتنا ملک اونکے قبضہ مین ہے وہی کافی ہے اور بجائے اور ملک گیری کرنے کے اپنے ملک کا انتظام کرین بلکہ وہ اور ملک پر چڑہائی کرنے کو

اور فتح کرتے ہین پھر وہ ایک اور مہم اختیار کرتے ہین اوسمین وہ مارے جاتی ہین
اور ساری اونکی دولت و حشمت ایک لحظہ مین بسبب بے قناعتی کے جاتی
رہتی ہے اہل روم جنکی دار السلطنت شہر رومیہ کبرے تھا اسقدر بلند نظر تھے
اور خالی قناعت سے کہ باوجود حاصل ہونے بہت سے ملکون کے پھر بھی وہ
ملک گیری سے باز نہین رہے نتیجہ اسکا یہ ہوا کہ اور قومین اونپر غالب آئین اور
اخیر کو وہ نہایت کمزور ہوگئے یہانتک چند روز مین سلطنت اونکی خاک مین ملگئی
اور نام و نشان باقی نرہا جو شخص قناعت نہین رکھتے ہین وہ ہمیشہ ناخوش اور ناراض رہا
کرینگے اگر اون پاس دولت ہے وہ پھر بھی محتاج رہینگے کسواسطے کہ اونمین
قناعت نہین ہے جو شخص قانع ہے وہ اپنی حالت مین خوش ہے اور
کسی چیز کی احتیاج نہین اوسے محتاج کیونکر کہہ سکتے ہین اور اگر ایک آدمی
پاس بہت دولت و حشمت ہے اور پھر بھی وہ کسی شے کا محتاج ہے
اوسے کیونکر متمول کہہ سکتے ہین اکثر ایک سپاہی جس کی اوقات چار پانچ
روپیہ کی ہے زیادہ خوش ہوتا ہے بہ نسبت اپنے بادشاہ کے اور سبب
اسکا یہ ہے کہ یہ غریب آدمی سوکھی روٹی کھاکر خوش رہتا ہے خلاف اسکے
بادشاہ مذکور کو یہ آرزو رہتی ہے کہ فلانا ملک فتح کیجیے اور مہم اختیار کیجیے
صاحب قناعت بہت سی آفتون سے محفوظ رہتا ہے وہ اون جھگڑون مین نہین خلل
دیتا ہے جن سے دل پر خلل اور بے چینی رہتی ہے اوسکو اپنے جھونپڑے مین
زیادہ تر آرام اور آسایش ہوتی ہے بہ نسبت ایک امیر کو اپنے محلون آراستہ
سے بہم پہونچتی ہے اسکی مثال مجھے یہان خوب یاد آئی ہے واضح ہو کہ

ڈائیونیشس بادشاہ جزیرہ سسلی کا تھا اور ایک شخص ڈیموقلیس اوسکے واقف کارون
مین تھا ڈیموقلیس اکثر شان و شوکت سلطانی مشاہدہ کر کے بہت حسرت
سے کہا کرتا کہ دیکھو سلطنت مین کس کس قدر آرام اور عیش اور عشرت
ہوتی ہین اگر بادشاہ بوقت دن کے یہ کہتا ہے کہ رات ہے تو سب تصدیق
عرض کرتے ہین فی الحقیقت رات ہے جو اوسکے منھ مین سے بات نکلتی ہے
وہ فوراً عمل مین آتی ہے بلکہ اوسکے اشارہ ہی سے کام نکلتا ہے ساری خلقت
اوسکے چہرہ کو دیکھتی رہتی ہے اگر اوسکے چہرہ پر خوشی ہوتی ہے تو سب خوش
ہین اور اوسکی خوشامد کرتے ہین اور اگر اوسکو ذرا بھی ملول پاتے ہین تو مانند
بید کے کانپتے ہین اگر وہ چاہے تو ایک ضعیف آدمی کو امیر بنا دے اور ایک امیر ذیشان
و شوکت والے کو ایک لحظہ مین خاک مین ملا دے ڈائیونیشس اکثر یہ باتین حسرت کی ڈیموقلیس
کی سنا کرتا ایکدن اس بادشاہ نے ڈیموقلیس سے یہ فرمایا کہ تجھے حسرت سلطنت کی کیا کرتا
ہے تو اسکا مزا چکھ لے اور چند روز کے واسطے تو بادشاہت اختیار کر چنانچہ ایسا ہی
ہوا ڈیموقلیس نے تخت سلطانی پر جلوس فرمایا اور سب امیرون نے نذرین گذرانین
اور آداب بجا لائے جب وقت طعام نوش کرنے کا پہونچا ڈیموقلیس ایک بہت نفیس مکان مین
گیا اور وہان دیکھا کہ بہت اچھی اچھی نعمتین چنی ہوتی ہین اور نہایت اچھے فرش بچھے
ہوئے اور آراستہ ہین اور نوجوان خدمتگار حاضر ہین کوئی مورچھل ہاتھ مین
کوئی رومال لیے کھڑا ہے اور کوئی شراب کا پیالہ لیے ہوئے کھڑا ہے بہت اچھے باجے
بج رہے ہین اور خوش الحان پریان اپنے ناچنے سے حاضرین کو مسرور کرتی ہین اور سب لوگون
کی آنکھین طرف ڈیموقلیس کے لگی ہوئی ہین کہ جو وہ حکم دے وہ فوراً

محل مین آوے جسطرف ڈیموقلیس اپنی نظر اوٹھاکر دیکھتا ہے اوسیطرف سے حاضرین
تسلیمات بجالاتے ہین اور حسین خدمتگار بہت انکسار کے ساتھ تبسم کرکے اوسکو
دلکو خوش کرتے ہین القصہ ڈیموقلیس نے کھانے کھاتے وقت جب مکان کی چھت
کیطرف نظر کی دیکھتا کیا ہے ایک چمکتی ہوئی شمشیر ایک بال سے بندھی ہوئی ٹھیک
اوسکے سر پر آویزان ہے اسطرح سے کہ اگر ذرا بھی جنبش کھاوے تو وہ بال مین سے
ٹوٹ کر ڈیموقلیس کے سر پر گرے اور اوسے ہلاک کرے یہ مشاہدہ کرکے ڈیموقلیس کے
حواس پراگندہ ہوگئے اور سارے عیش و عشرت کو بھول گیا اوسوقت وہی نقرئی [illegible]
آلودہ معلوم ہونے لگے اور خوبصورت چیزین بری و بدنما لگین یہان تک کہ اوس سے
وہان بیٹھا نہ گیا اور وہان سے اوٹھکر ڈایونیشس بادشاہ قدیم کے قدمون پر گرا
جب بادشاہ قدیم نے استفسار حال کیا عرض کیا کہ مین ایسی بادشاہت سے باز آیا کسی
دشمن نے میرے سر پر تلوار لٹکا رکھی ہے قریب تھا کہ مین مر جاتا مین یہ چاہتا ہون
کہ بادشاہت آپ ہی کو مبارک ہو اور مین اپنی غریب حالت ہی مین خوش رہونگا
ڈایونیشس نے یہ فرمایا کہ اے ڈیموقلیس تجھے یہ خیال رکھنا چاہیے کہ بیرونی حالت کو
مشاہدہ کرکے تو اپنے تئین مصیبت زدہ تصور کرنے لگے تو نہین جانتا کہ بادشاہت مین
بہت رنج ہوتا ہے اور اس سے یہ لازم آتا ہے کہ سب انسان اپنی اپنی حالت پر
قناعت کرین اب ملاحظہ کرنا چاہیے کہ حرص اور قانع ہونے سے کیا کیا نقصان پیدا
ہوتے ہین ڈیموقلیس نے حرص کرکے کیا پھل پایا اگر وہ تھوڑی دیر اور وہی بیٹھا رہتا تو
تلوار ٹوٹ کر اوسکے سر پر آن پڑتی اور اپنی حرص ہی مین ہلاک ہوتا غرض یہ ہے
کہ انسان کبھی حرص نہ کرے جس حالت مین خدا نے اوسے رکھا ہے اوسی حالت مین

شاکر اور خوش رہے اور یہ سوچے کہ خدا نے جو مجھے اس حالت میں رکھا ہے کچھ فائدہ دیکھ لیا ہوگا یا اوسکے نزدیک یہی مناسب ہوگا غرض یہ ہے کہ جو شخص مرضی الٰہی سے باہر نکلکر دام حرص میں گرفتار ہوگا بیشک یہاں بھی وہ حقارت اور ذلت اوٹھائیگا علاوہ اسکے یہ کتنا بڑا نقصان ہے کہ ہمارے پروردگار کی نظر و نہیں بے وقار ہو جائیگا

بیت قناعت بہر حال اولے تر است + قناعت کند ہر کہ نیک اختر است ::

عبادت

اگرچہ عبادت کے فوائد یہاں لکھنے کچھ ضرور نہیں ہیں کسواسطے کہ خورد و کلان پر فوائد عبادت کے ظاہر اور باہر ہیں لیکن چونکہ اکثر خلقت عبادت کرنے اپنے معبود کی سے بالکل غافل اور کاہل ہیں لہذا چند سطور در باب عبادت کے رقم کرتا ہوں اور ناظرین سے امید واثق رکھتا ہوں کہ اسپر غور اور عمل کرین واضح ہو کہ یہ دنیا چند روزہ اور جاے امتحان ہے ہر شخص کی نیکی اور خدا پرستی اور استقلال یہاں اللہ تعالے آزماتا ہے اور جو کوئی نیکیان کرتا ہے تو وہ عاقبت میں اللہ تعالی کے ہان مورد انعام کا ہوتا ہے اور خدا تعالے اوس شخص سے نہایت خوش ہوتا ہے پس جس وقت یہ ثابت ہو اکہ یہ دنیاے فانی اور ناپائدار اور جاے امتحان ہے پھر کیون اکثر لوگ عبادتسے پرہیز کرتے ہیں ہم اکثر امیرونکو دیکھتے ہیں کہ اونہیں ذرا طرف اپنے معبود کے توجہ نہیں ہوتی ہے اور تمام روز و شب اونکے عیش و عشرت میں گذرتے ہیں اور عاقبت کا خیال اونکے دل سے بالکل مٹ جاتا ہے اور وہ یہ نہیں سمجھتے کہ ہمارا پروردگار ہمسے ایک روز ہمارے عملونکو پوچھیگا تو پھر ہم کیا جواب دینگے واسطے اون لوگون کہ وہ ذرا اس طرف بے خیال ہوکے اس دنیا کی ناپائدار لغو عیش میں مشغول ہوتے ہیں اور اچھے اچھے نیک

کام اور عبادت کردگار کی کرکے پائدار خوشیون اور عیشونکو نہین حاصل کرتے ہین انکو یہ سمجھنا چاہیے کہ ہم جو یہان عیش مین مشغول اور مشغوف ہین تو یہ چند روز کے ہین اور نتیجہ انکا برا ہے اور ہم جو یہان اپنے اوپر سختی اوٹھا کر اللہ تعالے کی عبادت اور جو جو احکامات الہی ہین اونکو بجا لاوینگے تو ہمکو عاقبت مین انکا نتیجہ اچھا ملے گا اور بہ سبب عیشون اس جہان فانی کے وہان عیش کروڑون درجہ زیادہ نصیب ہونگے اب ہماری التجا ہے یہ بھی مراد نہین ہے کہ بالکل سب عیشون کو ترک کرکے آدمی تارک دنیا ہو جاوے یہ بھی حکم الہی نہین ہے کہ اس دنیا کو چھوڑ دو بلکہ یہ ہے کہ اس دنیا مین رہو اور عیش کرو لیکن مجھے نہ بھولو اور یہ بھی نہ ہو کہ ان عیشو مین پھنسکر میری عبادت اور نیک کامون مین مشغول نہو اب ہم یہان سب پر اعتراض نہین کرتے ہین بلکہ اکثر لوگونمین یہ پایا گیا ہے کہ عبادت اللہ سے اور اور نیک کامو نسے محترز ہین اب یہان سے سب خاص و عام کو چاہیے کہ عبادت اللہ اور کرنے نیک کامو نسے کبھی مجتنب نہوین آیندہ اختیار بدست مختار سمجھانا ہمارا کام ہے چاہے کوئی عمل مین لاوے یا نہ لاوے ❖

حال سخاوت کا

نہایت بزرگ نیکیون مین سے سخاوت بھی ایک بڑا اسجا ہے ہم معنی سخاوت کی یہی نہین لیتے ہین کہ کسی شخص کو روپیہ پیسے یا کھانے کپڑے سے مدد کرنا بلکہ ہم یہ کہتے ہین کہ اگر کوئی شخص کسی اور کو بھی صلاح بتادے یا گمراہی سے راہ پر لے آوے یا اوسے علم سکھاوے یا کسی اور مصیبت مین سے خلاص کرے تو یہی شخص سخی ہے الغرض جو شخص اپنا کسیطرح کا حرج ذاتی کرکر

دوسرے کی آرام کے واسطے کوشش کرے وہ شخص بیشک سخی ہے جسوقت
تعریف سخاوت کی ہوچکی تو لازم ہے کہ ہم اوسکے فوائد کثیر کا جو خلقت کو پہونچتے ہین
بیان کرین اور غور کرو تو ایسا معلوم ہوتا ہے کہ اللہ تعالے نے نیکی سخاوت
کی انسان کو اس مدنظر سے بخشی ہے کہ جو جو انسان موافق احکام اور قوانین اللہ
تعالے کے بیکس اور مصیبت زدہ ہون اونکے حیات اور گذارہ کے واسطے او
انسان جنکے قواے درست ہین کوشش کرین اگر سخاوت انسان مین نہوتی
تو حقیقت یہ ہے کہ انسان انسانیت سے خالی ہوتا ہزارہا اشخاص جواب کوشش
نہین کرسکتے ہین بسبب نہونے کھانے یا پوشاک کے قطعاً جہان فانی سے
روانہ ہوا کرتے اور کسی کو اونکے باب مین کچھ خیال بھی نہوتا البا غریبون اور
محتاجونکی نبض تک بھی نہ دیکھتے اور نہ کوئی اسپتال محتاجونکے لیے ہوتا بازارون اور
کوچون مین لاشین محتاجون اور فقیرونکی نظر آتین جو بسبب باقی بھوک یا نہونے پوشاک کے
یا نہونے علاج اونکی بیماری کے مرجاتے یہ دنیا جو کہ باغ کے مانند ہے بعیہ اسکا
اس نیکی بزرگ کے کھلی ہوئی ہے مانند ایک دوزخ کے نظر آتی اور انسان اور
چرند پرند جانورون مین کچھ فرق نہین ہوتا اور چند روز مین خلقت خدا کی ویران ہو
جاتی علاوہ اسکے سواے آرام اور خوشی کے جو بیکسون اور محتاجون کو بذریعہ سخاوت
کے پہنچتی ہین ایک فائدہ عظیم یہ ہے کہ سخی آدمی کو عجب طرح کا سرور حاصل ہوتا ہے
کہ وہ نہ تو ناچ دیکھنے سے آتا ہے اور نہ پلاؤ کھانے سے اور نہ شراب پینے سے یہ
خوشیان ناپائدار مانند ہوا کے ہین جبتک ہم ناچ دیکھتے ہین ہم خوش ہوتے ہین
لیکن انسان ہمیشہ قابل ناچ دیکھنے کے نہین ہوتا انسان پر ہزارہا طرح کی

مصیبتین اور تکالیف ہوتی ہین اون تکلیفات کے وقت ناچ سے سرور نہین حاصل ہوسکتا ہے اوسوقت بلاؤ بدمزہ معلوم ہوتا ہے اور شراب کڑوی لیکن جو سرور سخاوت سے حاصل کرتا ہے وہ ہر مصیبت کو خوشی سے سہہ سکیگا کیونکہ اوسکو یہ دلجمعی ہے کہ مین نے موافق مرضی اللہ تعالے کے کام کیا ہے اگر اوسکو نہایت سخت بھی بیماری ہو یا وہ نہایت مفلس ہو اوسے کچھ پروا نہین ہوگی کیونکہ اوسکا دل تسہ سے خیال کرتا ہے کہ بیماری اور مفلسی فقط جسم کو رنج دے سکتی ہین اور چند روز کی ہین بعد اسکے مجھے اس نیکی کے ثمرہ مین بہت کچھ ملیگا یہ بات تو سب آدمیون پر روشن ہوگی کہ جسوقت کوئی کار سخاوت کا کوئی آدمی کرتا ہے اوسکو ایک عجب طرحکی خوشی حاصل ہوتی ہے اور یہ خوشی اللہ تعالے کی طرف سے ہے بعض مکار یہ کہا کرتے ہین کہ انسان نمود اور اپنی تعریف بہت چاہتا ہے اسواسطے اور ونکو دکھلانے کے لئے وہ سخی ہوجاتا ہے اس جا ہم دو سوال کرتے ہین اول تو یہ کہ اور شخص کیون اوسکی تعریف کرتے ہین اور تعریف بھی دلی بیان سے یہ معلوم ہوتا ہے کہ سب انسان کے دل پر یہ نقش ہے کہ سخاوت ایک بڑی نیکی ہے اور سخی آدمی لائق تعریف کے ہے علاوہ اوسکے اکثر یہ واقع ہوتا ہے کہ بوقت سخاوت کرنے کے سوا سخی اور شخص کے جسپر سخاوت کی گئی ہے اور آدمی نہین ہوتا ایسی صورت مین بھی سخی کو نہایت خوشی ہوتی ہے اب ہم دریافت کرتے ہین اس بات کو کون کون اشخاص مستحق سخاوت کے ہین یعنے وہ کون آدمی ہین کہ جنکی مدد کرنا ہر انسان پر لازم ہے اب واضح ہو کہ فقط وہ آدمی

جو اپنی زندگی کے لیے کوشش نہین کرسکتے ہین وہی مستحق سخاوت کے ہین علاوہ اِنکے
وہ مستحق سخاوت کے ہین جن پر یکایک کوئی آفت ناگہانی آجاوے یا جو ایسے اشخاص
ہین جو ایک دفعہ کی مدد سے قابل اس بات کے ہوجاینگے کہ آیندہ کو وہ اپنے
گذارے کے واسطے کوشش کرسکین گے یا وہ آدمی جو ایسی مصیبت مین
ہین کہ وہ فقط اپنی کوشش سے اپنے تئین اوس مصیبت سے خلاصی نہین
کرسکتے سوا ایسے آدمیون کے اور آدمیون پر جو اپنی کوشش سے
اپنا گذارہ کرسکتے ہین سخاوت کرنا فقط بیفائدہ ہی نہین ہے بلکہ ایک طرح کی
خطا ہے اور موجب رنج اور مصیبت خلقت خدا کا ہے اکثر اشخاص اہل
ہند کی یہ رائے ہے کہ خواہ کسی شخص پر سخاوت کرو سخاوت ہر صورت مین مفید اور
اچھی ہے واضح ہو کہ یہ اونکی بڑی غلطی ہے ہمنے ابھی بیان کیا ہے کہ علت غائی سخاوت
کی پہونچانا آرام اور جہان تک بنے وہان تک کم کرنا رنج اور مصیبت خلق خدا
ہے اب یہ بات صریح ظاہر ہے کہ غیر مستحق کو فائدہ پہونچانا گویا مستحق کو محروم رکھنا ہے
کسواسطے اس دنیا مین وہ اشخاص جو مستحق سخاوت کے ہین یعنے جو اپنی کوشش
سے اپنا گذارہ نہین کرسکتے تھوڑے سے نہین ہین بلکہ بیشمار ہین پس اس صورت
مین یہ بات کوئی سخی نہین کہہ سکتا کہ مین سب محتاجون اور مستحقون سخاوت
کر چکا اسواسطے مین اب آدمیون کے لیے مدد کرتا ہون جو محتاج نہین ہین
یعنے جو اپنے گذارہ کے لیے کوشش کرسکتے ہین - جب یہ حال ہے دنیا کا
تو صاف ظاہر ہے کہ اگر کوئی شخص سخاوت بیجا کرے گا وہ گویا محتاجون کے
استحقاق تلف کرتا ہے مثلاً فرض کرو کہ ایک شخص فقط اتنا مقدور رکھتا ہو کہ

دس روپیہ مہینا خیرات اور سخاوت مین خرچ کرے اب اوسکو یہ بات چاہیے کہ بجاے
دس روپیہ بیس آدمیون ہٹے کٹونکو دیوے کہ وہ اگر ذرا بھی محنت کرین تو اپنی
قوت گذاری کر سکتے ہین اوسے چاہیے کہ دس بیکسون کو مثل اندہون
لنگڑون لولون اور کوڑہیون اور اور آدمیون کے جو اپنے گذارے کے واسطے
کوشش نہین کر سکتے دیوے اب اگر کوئی سخی پہلی قسم کے آدمیون پر سخاوت کرے تو جو مستحق
ہین سخاوت کے اونکو محروم رکھیگا جو اشخاص محنت کر سکتے ہین اگر اونکو وہ اپنی دس روپیہ نہ دے
تو وہ ناچار ہو کر کوشش کرینگے اور اپنا گذارہ کر سکین گے لیکن بیچارے جنکو قوت
درست نہین وہ بیشک مر جاینگے اب اسکا عذاب اوس شخص پر جسنے سخاوت بیجا
کی ہے پڑے گا۔ مرقومہ بالا بیان سے لوگونکو خصوص اہل ہنود کو نہایت
غور کرنا چاہیے کیونکہ اہل ہنود چھانٹ چھانٹ کے ایسے آدمیون پر سخاوت
کرتے ہین جو ہٹے کٹے ہین اور جو خوب اچھی طرح سے کوشش کر سکتے ہین ہمنے بچشم خود
دیکھا ہے کہ یہان کے صاحب سرمایہ دار اور مہاجن وغیرہ سیکڑون سنڈے مسنڈے لوگون
کو جو باباجی کہلاتے ہین کھانا کھلاتے ہین اور نقدی پیش کرتے ہین اگر کوئی
دیکھے تو ان فقیرونکے یہ قوے ہوتے ہین کہ وہ مانند پہلوانون کے ہوتے ہین
اب ذرا غور کرنا چاہیے کہ ان کاہل وجود مفت خورونکی مدد کرنا کتنا محتاجونکو اونکے
استحقاق سے محروم رکھنا ہے اکثر اہل ہنود یہ سمجھتے ہین کہ ان فقیرونکی دعا سے نجات
ہوتی ہے اور خدا خوش ہوتا ہے افسوس ہزار افسوس کیا انکی عقل ہے کہ
ان جیسونکی دعا خدا کے یہان قبول ہوگی واضح ہو کہ خدا منصف ہے اور چاہتا ہے
کہ مستحق اپنے استحقاق سے کبھی محروم نہ رہے اور جو باعث محروم رکھنے کا ہو

او سپر اوسکا غضب بیشک آتا ہے ؀

سستی کے بیان مین

حکمایان اور دانایان سلف نے کہا ہے کہ سستی سے ہر طرح کی برائی پیدا ہوتی ہے
اگر غور کیا جاوے تو یہ قول حکما کا بالکل صحیح دریافت ہوگا سستی مانع ہے واسطے
تحصیل کسی قسم کے علم اور فن اور ہنر کے لئے جو شخص سست ہوگا ممکن نہین کہ وہ
کوئی علم تحصیل کرے یا کسی فن یا ہنر مین کمال حاصل کرے بہت سے آدمی ہمت فہیم
اور عاقل ہوتے ہین لیکن بسبب سستی کے اون سے کچھ نہین ہو سکتا ہے اور جو
لوگ اونکے برابر ذہین نہین رکھتے ہین بلکہ پہلے درجے کے کند ذہن اونسے ہر بات
مین آگے نکل جاتے ہین اور سست آدمی پیچھے رہجاتا ہے اور ہمیشہ پشیمان رہتا ہے
جو جو استعداد اور لیاقتین خدا تعالے نے اوسے بخشی ہین وہ سب بیکار رہتی ہین
یہ استعدادین اور لیاقتین مانند اون بیج کے ہین جو کسان بنجر زمین مین ڈالتا ہے
الغرض بسبب سستی کے ساری عنایتین اور بخششین اللہ تعالی کی بیکار اور ضایع
ہو جاتی ہین دیکھا گیا ہے کہ دو شخص ایک ہی باپ کے بیٹے اور ایک ہی گھر
مین پرورش پائے ہوئے اور دونون کی ایکطرح کی ناز برداری اونکے باپ دادا کو
منظور تھی پھر بھی ایک تو فاضل ہوا اور دوسرا جاہل ایک علاقہ دار ہوا اور دوسرا محتاج
اور بے روزگار ایک معزز اور صاحب وقار اور دوسرا ذلیل اور بے مقدور اور
جب باعث اس فرق عظیم کا دریافت کیا گیا ہے تو ظاہر ہوا ہے کہ ایک انمین کا
سست اور کاہل ہے اور دوسرا محنتی اور چالاک ایک نے اپنی اوقات عزیز لہو و لعب
مین ضایع کی اور دوسرے نے مطالعہ کتب اور صحبت عاقلون مین

صرف کاہل آدمی سست ہوتا ہے نتیجہ یہ ہے کہ وہ بیروزگار ہوگا پس اپنی اوقات گذاری کے واسطے یا تو وہ گدائی اختیار کریگا یا چوری کریگا اور باعث کرنے ایسے بد کاموں کے وہ گرفتار انواع انواع کی عقوبتوں کا ہوگا اور لعنت اور ساری خلقت کی اوسکو ملنے لگیگی سوا اسکے جب ایک آدمی کو کام نہیں ہوتا ہے تو اوسے اپنے دن کاٹنے مشکل ہوگئے ہیں اور اوسکو بری بری باتیں سوجھتی ہیں وہ بے شغلی کے واسطے اپنی بھلاوٹ کے اختیار کرتا ہے اور اس کے سبب اوسپر خرابیاں واقع ہوتی ہیں برخلاف اسکے جو شخص محنتی ہیں وہ ہمیشہ خوش رہتی ہیں اونکا وقت اچھے کام میں گذر جاتا ہے اور اونکی روز بروز ترقی ہوتی ہے اونکے دوست اور رشتہ دار اونکی ترقی سے سرور حاصل کرتے ہیں اور سب اونکی تعظیم اور عزت کرتے ہیں سست آدمی اکثر کہا کرتے ہیں کہ ہمارے کرنیسے کیا ہوتا ہے جو ہماری قسمت میں لکھا ہے وہی ہوگا اور اس ترکیب سے اپنے الزام کو بیچارے قسمت پر ڈالتے ہیں وہ نہیں سمجھتے کہ کوشش کرنا انسان پر فرض ہے اور اگر مقصد بعد کرنے کوشش کے بھی حاصل نہو تو اوسوقت الزام لگانا قسمت پر چاہیے لیکن جب تک کہ آدمی حتی الامکان مشقت اور کوشش نہ کرلے اوسوقت تک اوسکو یہ حق نہیں پہنچتا کہ الزام دینے والا قسمت کا ہووے وہ شخص بڑا نامرد ہے جو محنت اور مشقت سے چھپکر آرام ڈھونڈھے واضح ہو کہ آرام اوسی کے واسطے ہے جو کہ محنت سے نہیں چھپتا جو اپنی ذات سے محنت اور مشقت نہیں کرتے اونکو ہزار طرح کی بیماریاں لاحق ہوجاتی ہیں اور بہت سی عادتیں بری اونکے ساتھ لگ جاتی ہیں جس شخص کا وقت

کاروبار مختلف مین بٹا ہوتا ہی اوسکا دن بے معلوم گذر جاتا ہے اور اوسکو گھنٹون تک
پلنگون سے اوٹھ جاتے ہین برخلاف اسکے سست آدمی کا بدن بسبب سونیکے دراز
ہوجاتا ہے وہ بسبب زیادہ لیٹنے اور نکمے بیٹھے رہنے کے ضعیف اور ناتوان
ہوجاتا ہے ہمیشہ آرام کرنے سے آرام بھی ایک باعث بے آرامی کا ہوجاتا
ہے جو لوگ عاقل ہوتے ہین گو اونھین اپنی اوقات گذاری کے واسطے
کچھ پروا نہین او بہت سا سرمایہ اپنے پاس رکھتے ہین لیکن پھر بھی وہ کچھ کام
محنت کا کیا کرتے ہین تاکہ آسایش بدن کو رہے اور بروقت آنے کسی کار
محنت کے اوس سے بری نہووین چنانچہ اکثر مشاہدات سے یہ دیکھا گیا ہے
کہ جو امیر اور بادشاہ لوگ محنت سے گھبراتے ہین اور عیش و عشرت مین
مشغول رہتے ہین اونکو نتیجہ اوسکا بہت برا ملا ہے یعنے اگر کوئی اونپر غنیم
یا دشمن اونکا چڑہ آیا ہے تو بسبب اونکی عادت سست اور نکمے ہونیکے وہ کچھ
کوشش نہ کرسکے ہین اور اپنے ملک کو مفت برباد کردیا ہے اب اس ہمارے
شہر شاہجہان آباد مین اکثر لوگ اعلے سے ادنے تک طرف عیش کے
بہت مائل ہین اور ذرا سی محنت اپنے ہاتھ سے نہین کرتے اور اگر کوئی کام
بسبب لاچاری کے کرنا پڑتا ہے تو اوسے نہایت بے دلی سے انجام دیتے ہین
اور یہ نہین جانتے کہ محنت کرنا ہر شخص پر فرض ہے اور اوسی سے صحت بدن مقصود
ہے اکثر امیر اور امیرزادگان کو بسبب عیاشی و کاہلی و بیہودگی کے شاکی کمزوری
اور اختلاف بیماریون کا پاتے ہین الغرض مشقت ہی ایک وسیلہ ہے آرام کا اگر مشقت
نہوتی تو آرام بھی نہوتا اب بیان پیشہ سپاہیون اور عام اور اعلے اور ادنے لوگون کا کیا جاتا ہے

کہ سستی کو کار نہ پڑوین اور حتی الوسع محنت سے دست بردار نہووین ؛

عالی حوصلہ ہونا

واضح ہو کہ عالی حوصلہ وہ شخص ہے جو کہ اپنے اوپر زحمت اوٹھا کر اور ونکی بھلائی مین مصروف ہووے جو شخص کہ عالی حوصلہ ہوگا وہ ہر دل عزیز ہوگا لوگ اوسکی ثنا خوان ہوتے ہین اور اوسکی مجلس سے خوش ہوتے ہین علاوہ اسکے کہ اس دنیا کے لوگ اوسکی عزت اور تعظیم کرین وہ اللہ تعالے کے یہان بھی مورد انعام و اکرام کا ہوگا عالی حوصلہ ہونا بھی ایک حکم احکامات الٰہی مین سے ہے ایک کتاب مین ایک حکیم دانشور نے اس باب مین بہت خوب لکھا ہے چنانچہ ہم اوسکے قول کا بجنسہ ترجمہ کرکے حوالہ قلم کرتے ہین وہ یہ ہے کہ چاہیے کہ سب لوگ اسپر عمل کرین قولہ پیار کرو تم اپنے دشمنونکو اور عزیز رکھو اور مہربانی کرو تم اوپر اونکے جو کوستے ہین تمہین ؛ بھلائی کرو واسطے اونکے جو ناپسند کرتے ہین تمہین ؛ اور دعا مانگو واسطے اونکے جو آزار دیتے ہین اور دق کرتے ہین تمہین تب تم نزدیک ہمارے پروردگار کے عزیز ہوگے ؛ حقیقت یہ ہے کہ جو جو باتین کہ اس حکیم موصوف نے اوپر لکھی ہین جس کسی مین یہ ہین اوسی شخص کو عالی حوصلہ کہنا چاہیے اسوقت مجھے بہت عجیب ایک مثال دربارہ عالی حوصلہ ہونیکی یاد آئی اوسکو ثبت کرتا ہون ناظرین کو لازم ہے کہ اسپر غور کرین مخفی نرہے کہ ایک شخص نے ذرا سے بیٹے کو مار ڈالا اور مارکر بھاگ گیا اور بھاگ کر اوسی شخص کے باغ مین جسکا بیٹا اوسنے مارا تھا پناہ لی اور اس بات سے غافل تھا کہ یہ باغ اوسی شخص کا ہے جسکے بیٹے کو مین نے قتل کیا ہے جبکہ مالک باغ نے اوس سے پوچھا کہ تو باغ مین کس واسطے آیا ہے اوسنے اوس سے کہا کہ مجھے لوگ مارتے ہین سو مین نے آپ کے باغ مین آکر پناہ لی ہے

آپ میرے تئین بچائیے مالک باغ نے اوسکو بہت تواضع سے کہا کہ یہ باغ حاضر ہے آپ
اسمین آرام کیجے لیکن بعد اسکے مالک باغ کو خبر ہوئی اور یہ ثبوت کو پہنچا کہ یہی
شخص جسنے میرے باغ مین پناہ لی ہے قاتل ہے میرے بیٹے کا ہے بوقت ثبوت ہونے
اس بات کے صاحب باغ نے اوس شخص سے کچھ نہ کہا اور یہ سوچا کہ اس شخص نے میرے
باغ مین پناہ لی ہے تو یہ مقتضائے مروت سے بعید ہے کہ مین اس سے کچھ عوض لون
اور اوسے رہا کیا اور آپ اللہ کی مرضی پر صابر رہا تو اب وس شخص کو عالی حوصلہ
کہنا چاہیے اور اوسکی عالی حوصلگی پر صدہا تحسین و آفرین کرنی لازم ہے اب سوچنا چاہیے
کہ اس شخص نے اپنی عالی حوصلگی سے کتنا نام پیدا کیا اور ضرور ہے کہ اوسکی اللہ تعالی کو دنیا
بھی عزت ہوئی ہوگی کیون نہو جو کوئی اللہ کی مرضی پہ چلے گا وہ ہی صبر
کا اونکا فائدہ وافی حاصل کریگا نتیجہ اس تمام مضمون کا یہ ہے کہ انسان حتی المقدور عالی حوصلہ
ہونے مین کوشش کرے عالی حوصلہ شخص کی آدمی بڑی عزت اور ادب کرتے ہین علاوہ
اسکے وہ نیک نام اور شہرۂ آفاق تمام جہان مین ہو جاتے ہین ؎

سچ بولنے کے فائدے

سچ بولنے سے بڑے بڑے اور بہت بہت فائدے حاصل ہوتے ہین لیکن افسوس ہے
کہ ایسی ظاہر بات پر اکثر لوگ ذرا خیال نہین کرتے ہین اور اکثر جھوٹ بولنے کو استعمال
مین لاتے ہین — سچ بولنے والی کی سب خاص و عام تعظیم اور عزت کرتے ہین اور ہر ایک
لوگ اوسکا اعتبار اور بھروسا کرتا ہے اور ہر ایک معاملے مین ہر ایک شخص اوسکی
صلاح چاہتا ہے علاوہ ازین سچ بولنے والے کا دل صاف اور بے فکر رہتا ہے
برخلاف اسکے جو جھوٹ بولے گا وہ ہمیشہ رنج اور فکر اور مصیبت مین رہیگا اگر وہ ایک بات

جھوٹ کہے گا تو اوسکو ہزار جھوٹ باتین اور اوسطرح کہنی اوسکی بات کے کہنی پڑینگی
اور ہمیشہ فکر اور رنج مین رہیگا کہ جھوٹ میرا کسی پر ثابت نہو جاوے اور یہ مشاہدہ کیا گیا
ہے کہ جھوٹ اکثر ظاہر ہو جاتا ہے اور بروقت انکشاف ہونے جھوٹ کی جھوٹ بولنے
والے کو بڑی ندامت اور خجالت اوٹھانی پڑتی ہے اور پھر لوگ اوسکا کبھی کسی بات
مین اعتبار نہین کرتے ہین اور اوسکو بنظر حقارت دیکھتے ہین اوسکے پاس بیٹھنے سے نفرت کرتے
ہین کسی شخص نے حکیم ارسطو سے یہ سوال کیا کہ جھوٹ بولنے مین کیا لوگونکو فائدہ ہوتا ہے
اوسنے کہا کہ سب لوگ جھوٹ بولنے والے کا اعتبار نہین کیا کرتے ہین خواہ وہ
سچ ہی بولے لیکن اوسکے دلپر نقش ہو جاتا ہے کہ فی الحقیقت یہ جھوٹ ہی بولتا ہے
لاحول ولا قوۃ معاذ اللہ منہ سبحان اللہ ذرا اس مقام پر غور کرنا ضرور ہے کہ کتنا بڑا نقصان
جھوٹ بولنے سے نکلتا ہے کہ پھر کوئی اوسکا اعتبار نہین کرتا ہے اور اوس شخص کو بوقت
ضرورت کے کوئی شخص روپیہ پیسہ قرض سے نہین دیگا علاوہ روپیہ کے کوئی
چیز اوس شخص کو مستعار نہین ملیگی۔ ایک کتاب مین مذکور ہے کہ ایک گڈریا یعنی
بھیڑ بکری چرانیوالا ہمیشہ بروقت چرانے لیجانے ریوڑ کے جھوٹ یہ چلایا کرتا کہ میرے ریوڑ مین بھیڑ
بھیڑیا آیا ہے کوئی میری مدد کرے اور اس بھیڑیے کو مارے ورنہ یہ تمام بکریان
میری کھا جاویگا بوقت چلانے اوسکے کئی دفعہ لوگ آئے اور مارنے اوس بھیڑیے
کے جمع ہوئے اور بوقت جمع ہونے کے لوگون نے دیکھا کہ یہ شخص صرف بطور ہنسی
جھوٹ بولا کرتا ہے اتفاقا ایکدفعہ ایسا اتفاق ہوا کہ فی الحقیقت بھیڑیا اوسکے گلہ مین آ گیا
اور وہ پھر چلایا کہ کوئی میری مدد کیواسطے آوے بھیڑیا میری بکریونکو کھائے لیتا ہے غرضکہ
وہ بھیڑیا بہت سی بکریونکو کھا گیا اور بہت سیونکو مار گیا اور لیگیا اور آدمیون نے

اوسکو چلانے اور فریاد کرنے پر کچھ خیال نکیا کہ حسب دستور جیسے کہ جھوٹ چلایا کیا تھا
ویسا ہی اب بھی چلاتا ہے اب دیکھنا چاہیے کہ یہ ایک بہت خفیف مثال ہے جھوٹ
بولنے کی نقصان کے علاوہ اس مثال کی ہزارہا مثالین ہین کہ جھوٹ بولنے
مین بڑا زیان پیدا ہوتا ہے اور جھوٹ بولنے والے کیواسطے کچھ یہی بات نہین ہے
کہ وہ فقط اس دنیا ہی مین ذلیل اور خوار ہو بلکہ اللہ تعالی کے یہان بھی لائق سزا کے قرار
دیا گیا ہے واضح ہو کہ سچ بولنے والے سے اللہ تعالی بھی بہت خوش ہوتا ہے جیسے کہ
حضرت شیخ سعدی شیرازی نے فرمایا ہے ❊ بیت ❊

راستی موجب رضاے خداست ❊ کس ندیدم کہ گم شد از رہ راست

اور سچ بولنے سے ایک اور فائدہ یہ ہے کہ جو شخص سچ بولے گا وہ بیشک دیانت
دار بھی ضرور ہوگا وہ کسی کے مال پر خیانت کبھی نہین کرے گا ایک فقرہ کا ذکر ہے
کہ شہر انگلستان مین ایک امیر نامی سوداگر کہ نام جسکا ہتی افرڈ جلیٹس تھا دیوالہ نکل
گیا اور اوسکو قرض بھی بہت دینا تھا لیکن وہ بہت دیانت دار سچا آدمی تھا اوسنے
سب اپنے قرض خواہونکی دعوت کی اور بعد دعوت کھلانے کے اوس شخص نے
اون سبھونکو ایک ایک رکابی مین جتنا جتنا روپیہ اوسکو قرض کا دینا تھا
دیدیا وہ سب قرض خواہ اوسکے بہت ثنا خوان ہوئے یہانتک کہ سب شہر کی
خلقت اوس شخص سے نہایت خوش ہوئی اور بادشاہ نے اوسکو صرف دیانت دار
اور سچا سمجھکر اپنا مصاحب اور صلاح کار بنایا اب غور کرنا چاہیے کہ سچ بولنے
سے کتنا بڑا استفادہ حاصل ہوسکتا ہے حاصل کلام کا یہ ہے کہ سچ بولنے سے بہت
فائدہ ہے ہر شخص کو لازم ہے کہ حتی المقدور سچ بولا او جھوٹ بولنے سے محترز اور مجتنب رہے

ہمدردی اور مروت کے بیان میں

اس جہان میں ہزارہا رنج اور خوشی خدا نے پیدا کی ہیں اور اللہ تعالیٰ کی جو بڑا رحیم ہے بعض ایسی خوبیاں بھی انسان میں بخشی ہیں کہ اونکے ذریعے سے رنج انسان کے ہلکے اور سہہ لینے کے قابل ہوجاتے ہیں ان نیکیوں میں سے ہمدردی و مروت بھی بہت خوب نیکیاں ہیں فائدے ہمدردی اور مروت کے بیشمار ہیں اگر یہ نیکیاں انسان میں نہوتیں اور وہ آدمی جن پر مصیبت اور صدمے نازل ہوتے ہیں وہ مایوسی اور دقت بدرجہ کمال اوٹھاتے اور اونکا دلاسا اور دلجوئی کرنیوالا کوئی نہوتا خیال کرنا چاہیے کہ جب ایک آدمی پر کوئی قہر الٰہی ہوتا ہے تو ہمدردی اور دلسوزی اور آدمیوں کی اوسکو کسقدر آرام پہونچاتی ہے ایک بات دلسوزی کی بے بہا ہے کہ اوسکے ذریعے سے آدمی کو زیادہ تشفی حاصل ہوتی ہے بہ نسبت ایک آدمی بے پرواہی سے کسی آدمی کی کسیطرح سے مدد کرے تو فائدہ اس دنیا میں دیکھا گیا ہے کہ جب کوئی آدمی مغموم یہ دیکھتا ہے کہ کوئی اور آدمی میرے دل کے رنج سے واقف ہوکر میری طرح سے واسطے میرے غم کے رنج کرتا ہے اوسے ایک طرح کی تشفی حاصل ہوتی ہے بوقت مصیبت و حادثہ کے ایک آنسو ہمدردی کے سے زیادہ دل رنجیدہ کو راحت حاصل ہوتی ہے بہ نسبت ایک لاکھ روپیہ کے جو بے پرواہی سے کوئی شخص مصیبت زدہ کو بخشدے مثلاً غور کرنا چاہیے کہ جب آدمی کسی رنج یا مخمصہ میں گرفتار ہوا اور کوئی آدمی اوسے صلاح نیک اور بہبود واسطے بھلائی آیندہ کے بتادے تو اوس رنجیدہ خاطر کو کتنا آرام دلی پہونچ سکتا ہے اس جا پے مجھے ایک خوب مثال مروت اور ہمدردی کی

یاد آئی اور وہ لائق اطلاع ناظرین کے ہے قریب شہر بصرہ کے ایک شخص و
نیک عبدومر نامی رہا کرتا تھا اور اوسمین ہمدردی اور مروت بدرجہ کمال
تھی وہ ایکدن جنگل کو نکل گیا اور آسمان اور زمین قدرت اللہ کی کو مشاہدہ کرتا ہوا
چہل قدمی کرتا تھا یکایک آواز کھڑکھڑانے کی درختوں کے بیچ مین سے آئی عبدومر اسکا
باعث دریافت کرنے کے لیے اوس سمت کو جہاں سے آواز کھڑکھڑانے کی آئی تھی گیا
اور دیکھا کہ ایک آدمی لاغر ننگے سر ایک جا بیٹھا ہوا ہے اور اوسکی آنکھین زمین کیطرف
لگی ہوئی ہین اور ایسا معلوم ہوتا ہے کہ وہ کسی شی کا متلاشی ہے لیکن اوس
شے کے حاصل ہونے کی اوسکو مایوسی ہے اوسکے چہرہ پر مصیبت اور رنج اوسکے
دل کا ظاہر تھا اور مانند ایک گمراہ آدمی کے وہان چپکا چپکا بیٹھا تھا عبدومر
اُس آدمی کو اسطور سے رنجیدہ دیکھکر اوسکے نزدیک گیا اور پوچھا کہ اے بنی آدم
تو کون ہے اور تیرا کیا نام ہے اس سوال کا جواب اوس مغموم شخص نے
کچھ نہ دیا اور ذرا آنکھین اوٹھا کر اور عبدومر کیطرف دیکھکر پھر آنکھین نیچی کرلین
اسپر عبدومر نے کہا کہ اے آدمی کیا کوئی ایسا بنی آدم مین سے نہین ہے
کہ تیرے رنج کو دور کر سکے کہ تو میرے سوال کا جواب نہین دیتا ہے اگر کوئی
دوا واسطے رنج تیرے کے ہو تو مجھے بتا کہ وہ کیا ہے اور کہان ہے کہ اوسے
حاضر کرون بعد اسکے بیچارے نے جواب دیا کہ میرا نام مردان ہے اور میرا باپ
ایک بڑا سوداگر شہر بصرہ مین تھا بعد اوسکے مرنے کے ساری دولت میرے
ہاتھ لگی لیکن چونکہ مین نے یہ بات سن رکھی تھی کہ فضول خرچی اور زیادتی عیش و
عشرت کی اس دنیا مین بُری ہوتی ہے مینے اوس دولت کو زمین مین دفن کیا اور

روزمرہ کے خرچ کے موافق رکھکر کفایت شعاری سے گذران کی اور یہ طریقہ
رکھا کہ ہر روز مسجد میں جا کر نماز پڑھا کرتا اور نصیحتیں پیغمبر کی سنا کرتا لیکن باوجود اس
نیک چلنی کے خلقت مجھسے رنجیدہ رہتی اور مجھپر طعنہ زنی کرتی ہر کوئی مجھکو کنجوس
کہتا ہے اور کوئی دنیا کا کتا یہانتک کہ میری ساری خوشی جاتی رہی اور میرا دل
پریشان ہوا اور میں اپنے شہر اور گھربار کو چھوڑ کر اس جنگل میں آن بیٹھا ہوں اور
پریشان ہوں کہ کیا کروں یہ سب ماجرا سنکر عبد و مر نے کہا کہ اے مردان تو نے
بڑی غلطی کی یہ تو سچ ہے کہ فضول خرچی کرنا اور عیش و عشرت اس دنیا سے بچنا اچھی بات
ہے لیکن اللہ نے دولت اسواسطے نہیں بخشی ہے کہ اوسکو تو زمین میں دفن کرکے
اوٹھا او سے اچھی طرحنی کام میں لاوے اور نہ بندوں خدا کو اوس سے مدد
کرے مردان نے کہا تو میں کیا کروں عبد و مر نے جواب دیا کہ صبح ہوتے ہی تو
اپنے گھر کی طرف کوچ کر او جہان تیری دولت دفن ہے اوسی کھود کر غریب و
محتاجوں کو بخش اور جو مصیبت زدہ تیرے دروازے پر آویں اور سوال
کریں اونھیں مایوس پھرانے دے اور اونکا خاوند اور مربی بن اور اس کے سبب
بہتیری تجھے خوشی اس جہان میں بھی اور جہان دوسرے میں حاصل ہوگی
یہ نصیحت عبد و مر کی دلمیں رکھکر مردان اپنے گھر طرف چلا اور جو عبد و مر نے کہا
تھا وہی کیا اور جب اونسے فائدہ دولت کا معلوم ہوا اور نیکنامی حاصل کی
اپنے دم اخیر تک عبد و مر کو دعا کرتا رہا۔ اب انسان کو چاہئیے ذرا غور کرنا
لازم ہے کہ ہمدردی اور مروت سے کتنا بڑا فائدہ حاصل ہوتا ہے عبد و مر
کی مروت اور ہمدردی پر صد ہا آفرین کرنی چاہیے کہ اوسنے کتنا بڑا کام کیا

کہ ایک بیچارہ مصیبت زدہ نادان کو اپنی ہمدردی اور مروت سے راہ پر لایا اور
اپنی صلاح سے اوسکو نزدیک خدا کے بھی عزیز کیا اور اس دنیا مین بھی ۔
ہر انسان کو لازم ہے کہ مروت اور ہمدردی کو اپنے دلمین جگہ دے اور ہر ایک
آدمی کے درد کا شریک ہووے اور مصیبت زدہ انسان کو ہمدردی اور تشفی
سے اوسکو تشفی دے اور اچھی اچھی باتین سکھا دے تاکہ وہ ہر شخص نیکنام
ہو جاوے اور خدا بھی اوسکو پسند کرے ۔

بلند نظری کے بیان مین

واضح ہو کہ بلند نظری اعتدال کے ساتھ ایک بہت خوب بات ہے اسکے ذریعے
سے انسان بہت کوشش کرتے ہین اگر انسانمین بلند نظری بالکل نہوتی تو دنیے
جو جو کار نمایان ہوے ہین وہ کبھی ظہور مین نہ آتے اگر روٹی کھا کر اور پانی
پیکر انسانکو خیال دوسری بات کا نہوتا اور وہ نہایت جمعی اور خوشی سے اپنی
ساری عمر کو گذار دیتا تو آج کے دن جو جو بڑی بڑی باتین اس دنیا مین دیکھی
کیجاتی ہین اور کی گئی ہین وہ کہان ہوتین جس جا سے آج جامع مسجد شان
و شوکت سے کھڑی ہوتی ہے وہان شاید دو چار ٹوٹے پھوٹے جھونپڑے
ہوتے اگر شاہجہان کو یہ خیال ہوتا کہ عبادت جنگل اور ویرانے مین بھی ہو سکتی
ہے پس کیا ضرور ہے کہ ناحق اسقدر خرچ اور بکھیڑا کرکے ایک ایسا مکان
بنوانا چاہیے انسان کے دلمین یہ بڑی آرزو ہوتی ہے کہ مین تسلط حسی اور
انسانو پر بزرگی حاصل کرون اور بعد میرے مرنے کے میری عالی حوصلگی
اور میری عقل کی علامتین باقی رہین اور مجھے خلقت آیندہ یاد رکھے اکثر حکما اور علما

اور فاضل ایسی ایسی مشکل کتابیں لکھ گئے ہیں کہ اونکے مطالعہ سے آدمی نہایت محظوظ
اور مستفید ہوتے ہیں پس اگر اونمین بلند نظری نہ ہوتی تو اونسے ایسی محنت اور
مشقت کے کام کیونکر ہو سکتے اگر وہ یہ خیال کرتے کہ کیا ضرور ہے ناحق محنت و
مشقت اوٹھائیں لطف یہی ہے کہ اپنی زندگی کو آرام مین گذاردین تو یہ کتابین
علمیہ کہان ہوتین اور نام اونکا کیونکر قائم رہتا بلند نظری سپاہیونکو جانسے بڑہکر عزیز
ہے صرف اسواسطے کہ عہدہ کی ترقی ہو اور اور آدمیونسے زیادہ شجاع تصور کیے
جائیں سپاہی فرقہ کے آدمی اپنی زندگی کو ناچیز تصور کرتے ہیں وہ بالکل بیباک
ہو جاتے ہیں اور توپ کے منہ مین گھس جاتے ہیں صرف اسواسطے کہ عہدہ بڑہے
اور نام رہے اب ہمنے یہانتک خاص اوس بلند نظری کی تعریف کی ہے جو ساتہ اعتدال
کے ہوتی ہے لیکن جب بلند نظری بے اعتدالی کیساتہ ہوتی ہے اوس سے بہت
نقصان واسطے خلق کے متصور ہوتا ہے بہت سے ایسے بادشاہ گذرے ہین
کہ وہ بیحد بلند نظر تہے وہ خیال کیا کرتے تہے کہ کوئی بادشاہ اس جہان مین
ایسا نہو کہ جو ہماری فرمان برداری نکرے پس دیکہو کہ اس سے کسقدر نقصان
خلق خدا کو ہوے چنگیزخان ایک بڑا شاہنشاہ قوم تاتارین سے گذرا ہے
اوسنے بہت سے ملک فتح کیے اور چین اور روس اور ایران کو اوسنے پامال
کیا اور جس شہر کو اوسنے فتح کیا اوسکا نام ونشان باقی نہ رکہا باعث اسکا یہ تہا
کہ وہ بلند نظر تہا اور یہ خیال کیا کرتا کہ شاید شہر میرے فتح کیے ہوے مین پہر فتنہ
پیدا ہو جاوے اوسکا نام ونشان باقی نرکہا چنانچہ ایک مورخ لکہتا ہے
کہ جس جگہ کو لشکر اس بادشاہ کا گذرتا وہان سیکڑون کوسون تک سوا

ویرانی کے اور کوئی شے نپائی جاتی تھی اور یہ ویرانی گویا نشانی اوسکی غضبناکی کیوجہ
کی تھی پس اس مقام پر غور کرو کہ اس بادشاہ کی بلند نظری سے عوام لوگونکو کتنا
نقصان پہونچا تھا علاوہ اسکے اگر ایک شخص کی بلند نظری سے نقصان عوام کو پہونچے
بلند نظری سے خود بلند نظرونکو بھی نقصان پیدا ہوتے ہین اکثر سلطنتین صرف
اسیواسطے بگڑ گئی ہین کہ وہانکے بادشاہ بہت بلند نظر ہوئے ہین اورنگ زیب جسکو عالمگیر
کہتے ہین ایک بڑا مشہور بادشاہ خاندان تیموری مین سے گذرا ہے اوسکو یہ بلند
نظری تھی کہ کسیطور سے ساری ریئس دکن کے اوسکے فرمان بردار ہو جاوین
چنانچہ اوسنے بہت سال مہم دکن مین رکھی اور لاکھون آدمی تلف ہوئے اور
بیشمار روپیہ صرف ہوا اور اسی کے سبب بنیاد بربادی سلطنت اوسکی کی پڑی
اور زوال خاندان تیموری کا ہونا شروع ہوا اگر یہ بادشاہ اسقدر بلند نظر نہوتا
اور دکن کی تسخیر مین اسقدر کوشش نکرتا بلکہ بجاے مہم کرنیکے اپنی سلطنت ہندوستانکے
انتظام مین مصروف رہتا تو علاوہ آرام اپنی رعایا کے خاندان تیموری کو اسقدر
جلد زوال نہوتا ایک اور مثال بلند نظری کے نقصانون کی اور لکھی جاتی ہے کہ جو مصیبت
اور رنج خلق خدا کو بسبب بلند نظری کے نازل ہوتے ہین واضح ہو کہ بونا پارٹ
ایک افسر توپخانہ اہل فرانس کا تھا لیکن اسکے دلمین بلند نظری زیادہ از حد تھی وہ بوقت
ہنگامہ افسر فوج کا ہو گیا اور آخرکو بادشاہ سارے ملک کا ہو گیا بعد ازان اوسنے اور
بادشاہونکے ملکون پر مہم کی اور بہت سی لڑائیان جنمین نہایت کشت و خون ہوا
فتح کیمن اور بلند نظری کو جاری رکھا واضح ہو کہ ملک روس مین نہایت سردی
ہوتی ہے اوسنے عین مہم سرما مین تو وہان آدمی کا گذارا نہایت مشکل سے ہوتا ہی

اسقدر برف پڑتی تھی کہ اوس موسم مین سفر کرنا غیر ممکن ہی لیکن بوناپارٹ
بسبب اپنی بلند نظری کے یہ گوارا نہ کرسکا کہ شاہنشاہ روس اوس سے سرکش ہو اور فرمان
بردار نہ ہو جاوے خاص موسم سرما مین بوناپارٹ لاکھون فوج جمع کرکے ملک
روس کی سرحد کیطرف کوچ کیا اور متواتر کئی لڑائیون مین فتح و شکست فاش دیکر
اوس شاہنشاہ کو مغلوب کیا پھر بھی اوسکو صبر نہ آیا اور اوس نے چاہا کہ مین خاص ملک روس کی
دار الخلافت کو جا لوٹون جب شاہنشاہ روس ارادہ بوناپارٹ سے آگاہ ہوا تو اوسنے
اپنی ساری رعایا کو حکم دیا کہ کوئی شے قسم اسباب مین سے جو چلنے کے قابل ہو کہین چھپا دو
اور مکانون شہرونکو اوتار ڈالو اور ملک کو ویران کر دو تاکہ جب فوج بوناپارٹ کی آوے
اونھین نہ تو کھانا ملے اور نہ لکڑی وغیرہ جس سے آگ پیدا ہو جاوے اور گرمی حاصل
ہو چنانچہ خاص شہر موسکو جو دار الخلافہ ملک روس کا تھا اوسکو رعیت روس نے بموجب
حکم اپنے شاہنشاہ کے مسمار اور پامال کر دیا اور لکڑی بلکہ ایک تنکا وہان نام کو نہ رکھا
جب فوج بوناپارٹ کی وہان گذری وہ ماری سردی کے تباہ ہو گئی اور سپاہیون
نے اونکے اسباب کو لوٹا اور قتل کیا اس ترکیب سے قریب کئی لاکھ آدمی بوناپارٹ کے
مارے گئے اب غور کرنا چاہیے کہ اگر بوناپارٹ اسقدر گوارا کرتا کہ شاہ روس کو اپنی
حکومت سے آزاد رہنے دیتا تو یہ غضب اور حادثہ کیون واقع ہوتا اخیر نتیجہ اس
طمع اور زیادتی بلند نظری کا یہ ہوا کہ شاہنشاہ بوناپارٹ خود مع باقی فوج کے ملک
ویران وسیع مین سے بھاگ گیا اور ہزار دشواری سے وہ اپنے ملک فرانس مین
پہونچا لیکن باوجود اس ذلت و خواری کے پھر بھی اوسنے اپنی بلند نظری کو جاری
رکھا اور لڑتا رہا اور اکثر بادشاہون و سلطنتونکو اوسنے خاک مین ملا دیا —

حقیقت یہ ہے کہ اس شاہنشاہ بوناپارٹ کے برابر بہادر اور نامی شاہنشاہ آج تک کوئی
بادشاہ فرنگستان میں نہیں ہوا ہے لیکن کیسا ہی کوئی شخص بہادر اچھا ہو مگر پھر بھی
یہ دنیا ایسی ہے کہ کسیکو ایک طرح پر نہیں رہنے دیتی ہے اور ہمیشہ اسمیں انقلاب
ہوتا رہتا ہے آخر کو وہ شاہنشاہ مذکور انگریزوں سے لڑا اور شکست پائی اور انگریزوں
نے اوسے قید کیا اور وہ بعد چند برس کے قید ہی میں مر گیا اب اس مقام پر
ذرا عقل کو کام فرمانا چاہیے کہ کسقدر خلقت خدا کی کو اور خود بلند نظر شخص کو نقصان
پہونچ سکتا ہے حاصل کلام کا ہمارے یہ ہے کہ خواہ غریب یا امیر کوئی شخص ہو
اوسے درجہ اعتدال سے زیادہ کوئی بات نہ کرنی چاہیے ورنہ بیشک انجام
اوسکا برا ہوگا ✤

کفایت شعاری

آدمی روز ولادت سے روز وفات تک اپنے قوا اور ہوش حواس میں ہمیشہ
صحیح اور سالم نہیں رہتا ایام طفلی میں وہ محض بیکس ہوتا ہے اندنوں میں وہ اور لوگونکی
محنت سے پرورش پاتا ہے اور بعد گذرنے جوانی کے اسکے اعضا کمزور ہونے لگتے ہیں
اور یہانتک نوبت پہونچتی ہے کہ اس سے ذرا بھی محنت نہیں ہو سکتی ہے اس
زمانہ میں اگر اسکے پاس سرمایہ نہو تو ضرور ہے کہ وہ اپنی اولاد وغیرہ کے واسطے پرورش کے
بھروسا کرے اسوقت وہ بالکل اونکے حکم میں ہوگا اور جسطرح وہ اوس سے
پیش آوینگے وہ اوسے سہنا پڑیگا کیا خوب بات ہو اگر وہ اپنے ایام جوانی میں کفایت
نظر رکھے اور اپنی آمدنی سے کچھ پس انداز رکھتا جاوے تاکہ ایام پیری میں کسی کا محتاج
نہو اگر ایک آدمی جتنی کہ آمدنی ہو اتنا ہی خرچ رکھے تو اوسکے پاس ہرگز کچھ نہیں بچیگا

اور یہ حال ہوگا کہ جب تک اوسکے ہاتھ پیر چلتے رہینگے تب تک وہ روٹی کھا کھا دیگا
لیکن بڑھاپے مین نوبت گدائی کی پہونچے گی اور اوسوقت طبیعت کو کتنا کچھ رنج
حاصل ہوگا بعض وقت ایسا دیکھنے مین آتا ہے کہ اولاد ناخلف نکلتی ہے اور اپنے
بزرگونکی پرورش اور ناز برداری بہت بیزاری اور حقارت کے ساتھ کرتی
ہے ایسی صورتون مین بے سرمایہ والے بزرگونکو اپنی اولاد ناخلف سے انتہا
سی کتنا کچھ رنج حاصل ہوگا اور اپنی پہلے کی فضولی پر کتنا افسوس آویگا اس ملک
مین اکثر اہل قلم کا یہ مقولہ ہے کہ اے صاحب یہی خوب ہے کہ ساری عمر نوکری کرتے
رہین لیکن دیکھنا چاہیے کہ یہ کیا بیوقوفی ہے نوکری بھی ایک قسم کی غلامی ہے
آدمی ایام خدمت گذاری مین بالکل خداوند کی مرضی پر رہتا ہے اوسے ہر طرح کی آزادی
نہین حاصل ہوتی اور تمام عمر ایک شخص کا غلام رہنا بڑی خرابی ہے اس غلامی سے
جہان تک ہو سکے جلد رہائی پانی چاہیے آدمی کو یہ ہمیشہ خیال کرنا چاہیے کہ اپنی ساری
عمر عزیز کو غلامی مین بسر کر دون اوسے یہ بھی خیال کرنا چاہیے کہ انسان کے ذمہ اور
بھی بہت سے کام ہین جنکا کرنا باعث نجات عقبیٰ اور نیک نامی اور خوشی
اپنی ذات کی ہوتی ہے لیکن اگر وہ ہمیشہ روٹی کی فکر مین پڑا رہے تو
ان باتون کی طرف بہت توجہ نہین کر سکتا پس اس صورت مین اسے
چاہیے کہ اوائل عمر مین بہت محنت کرے اور اپنے اخراجات مین کفایت
رکھے تاکہ جلد اسکے پاس سرمایہ جمع ہو جاوے اور وہ نوکری کی غلامی سے آزاد ہو کر
اپنے دل او توجہ کو اور عمدہ کامون کیطرف مصروف کرے اور اپنی باقی حیات
کو عبادت معبود اور فائدہ رسانی خلق مین جو بڑی خدا پرستی ہے صرف کرے

واضح ہو کہ غرض ہماری کفایت شعاری سے کنجوسی نہیں ہے کنجوسی ایک قسم کی
بدائی ہے اور کفایت شعاری ایک قسم کی نیکی ہے کفایت سے ہماری غرض یہ ہے
کہ جتنا مال صرف کرنے کی ضرورت ہو اوتنا ہی صرف کریں اوس سے کم اور نہ زیادہ
اپنے کاموں کو ایسی طور پر انجام دینا چاہیے کہ جہاں تک ممکن ہو تھوڑی خرچ کر کے بہت
فائدہ حاصل ہو اگر ایک آدمی چار گرہ کپڑے کے واسطے اپنا انگرکھا تنگ کر ڈالے
وہ اتنا ہی بیوقوف ہے جتنا کہ وہ شخص جو چار گرہ زیادہ خریدتا ہے اور اوسے خراب
کر ڈالتا ہے اکثر اس زمانے کے آدمی فرماتے ہیں کہ فضول خرچ خوب ہی اوسکی خوبی
نیت ہی وہ ایسا فیاض ہے کہ اوسکے نزدیک سیکڑوں روپیہ کچھ قدر نہیں رکھتے
وہ یہ بھی کہا کرتے ہیں کہ ایسے لوگوں کے سبب سے بہت آدمی پرورش پاتے ہیں
خلاف اسکے فلانا تو بڑا کنجوس ہے وہ تو کوڑی کوڑی جمع کرتا ہے اوسکی کمائی سے
کسکو فائدہ ہوتا ہے دیکھنا چاہیے کہ یہ کیسی غلط اور قیاسی باتیں ہیں فضول خرچ
کے مال سے بہت تھوڑے آدمیوں کو فائدہ ہوتا ہے وہ تو اپنے روپیہ کو بیکار
کاموں میں ضائع کرتا ہے اوسکے سرمایہ سے چند سست اور کم محنتی آدمی پرورش پاتے ہیں
لیکن خلاف اوسکے کفایت شعار آدمی کے مال سے بیچارہ محنتی آدمی نیک نیت مردوں کو فائدہ
ہوتا ہے کیونکہ کفایت شعار آدمی اپنے روپیہ کو صندوقوں میں نہیں
بند کر رکھیگا وہ یا تو اپنے آپ کسی کام میں لگاویگا یا کسی کارخانہ والے یا کسی محنتی آدمی
کو قرض دیوے گا ہر دو صورت میں بہت مزدور اوسکے مال سے روٹی کما
کھاوینگے اگرچہ نظر غور سے دیکھیں تو فضول خرچی میں بہت سے نقصان ہیں
کہ فضول خرچ آدمی اپنا مال بیفائدہ کاموں میں صرف کرتا ہے وہ اپنی وسیلے

راحت و آرام کو کھوتا ہے اور بیچارہ محنتی مزدور ونکی روٹی کما کھانے کو اسباب بہم
کر ڈالتا ہے فضول خرچ آخرکار مفلس ہوجاتا ہے اسکی نیک نامی جاتی رہتی ہے
اور سب کے نزدیک ذلیل و خوار ہوجاتا ہے اوسکی اولاد بآسایش پرورش اور تربیت
نہین پاتی اوسکے گھر مین بڑی بے بند وبستی ہوجاتی ہے اور سارا گھر ایک تماشا گاہ
افلاس اور بدبختی کا ہوجاتا ہے ایسے لوگونکے حال کے دیکھنے سے جو لوگ نیرویہ
کہ بسبب ضعیف العقل کے اخراجات فضولی مین صرف کرتے ہین اور آخیر کو
مفلس ہوجاتے ہین کتنا رحم آتا ہے جب ایک شخص بسبب فضول خرچی کے مفلس ہوجاویگا
وہ یا تو گدائی کریگا یا چوری ہر دو صورت مین اسیر بدنامی حاصل ہوگی اور
وہ اپنی ہمسرونکی آنکھ مین بیوقار ہوجاویگا جب فضول خرچونپر افلاس آجاتا ہے
تو اونکی تمام خام خیالیان جاتی رہتی ہین اور قوانین ایسے لوگونکو بدرستہ منظم معیشت
تربیت دیکر سبق کفایت شعاری سکھاتے ہین ۞

بیان اعتدال کے فوائد کا

یہ مقولہ ایک یونانی حکیم کا ہے کہ اعتدال سب چیزونسے بہتر ہے مدت سے ایک
عقیدہ عام تسلیم کیا گیا ہے اور وہ یونانی تمام قومونکی شانمین صادق آتا ہے تجربہ
تمام مالونکا مصداق اس امر کا ہوا ہے کہ کسی شئے سے کیسی ہی خوش آیند اور دلفریب
وہ ہووے سوائے خاص صورتون او حدود معینہ کے اس کے ساتھ فائدہ
اور بہرہ نہین لیا جاتا ہے جبتک کہ انسان ان حدود مین سے فائدہ
اوٹھاوے گا تب تک تو وہ محفوظ اور با امن رہیگا اور جہان اس سے آگے
بڑھے گا وہین وہ نقصان اور تکلیف کا مورد ہوویگا و فوائد بھی جو قدرت کیطرف

حاصل ہین اونہکو سب ابر کوئی فائدہ بالذات نہین ہوسکتا اور صورت زیادہ ہونے کے
فقط اعتدال سے باعث رنج وملال اوس شخص کے ہوتی ہین جسکو وہ حاصل ہین
تندرستی اور چالاکی اور صحت بدن واسطے حاصل کرنے آرام اور اداے فرائض کے
بہت ضروری ہین لیکن یہ بھی فوائد بعض اوقات اون لوگونکو موجب آرام کے نہین ہوتے
ہین جنکو وہ بدرجہ کمال اور زیادہ اعتدال سے حاصل ہین وہ لوگ جو بیمارونکو
اکثر دیکھتے ہین اس بات کو پاوینگے کہ بیماری ان لوگونکو اکثر حاصل ہوتی ہے جو
اپنی طاقت اور صحت بدن پر تکیہ کر کے غیر معتدل باتین ظہور مین لاتے ہین
مثلاً خوراک واسطے حیات و آرام انسان کے ضروری ہو لیکن اگر اسکو بہت
زیادہ استعمال مین لاوین تو وہ باعث مضرت اور نقصان کمال کا ہوویگی اور بجاے
بجاے حاصل ہونے فوائد کے اسے بیماری اور رنج پیدا ہونگے اس مقام پر
مجکو ایک نقل یاد آئی اور اوس سے فوائد اعتدال کے خوب معلوم ہوتے ہین
جس زمانے مین کہ ہندوستان مین خشک سالی کا بڑا غلبہ تھا اور اسکے میدان
بسبب تمازت آفتاب اور احتیاج آب کے گرمی دوزخ سے یاد دلاتے تھے
دو دہقان رشید اور حمید اپنے کھیتونکی سرحد پر بیٹھے تھے اور اونکے گرد وہ
مویشیون کے زیادتی تشنگی سے ہانپ رہے تھے اس حال تکلیف کمال مین انہون
نے جناب باری مین پانی کی درخواست کی ناگاہ ہوا جو بجاے شعلہ آتش کا حکم
رکھتی تھی سرد ہوگئی اور بادلون نے چھینٹ شروع کیا اور ہر ایک مویشی اپنی اپنی
بولی بولنے لگا اسے تغیرات [illegible] سے متعجب اور متحیر ہو کر رشید و حمید
ہر چہار طرف دیکھنے لگے اور اونکی نگاہ یک مرد اوپر جو دور پڑی جو نزدیک کھیتونکی

گھاٹی مین ہوکر انکے نزدیک آتا تھا روقت قریب نے اس شخص کو انکی ہیبت مین
رعشہ پڑگیا اور وہ چاہتے تھے کہ یہان کسی اوطرف چلے جاوین کہ اس حال مین
شخص نیکو رنے بآواز نرم کہا کہ اے پیدایش خاکی مجکو چھوڑکر راہ فرار نہ پکڑو
کیونکہ مین تمپر بخشش کرنے آیا ہون جب سے تم بسبب اپنی بیوقوفی کے فائدہ نہین
اوٹھانے تھے درخواست پانی کی کی ہی اور مین تمکو پانی دونگا اب تم مجھی بتلاؤ کہ
کتنی مقدار سے تم راضی ہوگے غور اور تامل سے درخواست کرو اور خیال کرو کہ بروقت
حاصل ہونے کسی شی کے اوسکی زیادتی سے ویسی ہی نقصان نکلتی ہین جیسے کہ اوسکی
احتیاج سی جس حال مین کہ تمکو تکلیف تشنگی کی یاد ہے تم نقصان حبس دم کے جو بروقت
زیادتی پانی کے تلو مین آتا ہے صفحۂ دل سے فراموش نکرو اے حمید تو مجکو
اپنی خواہش سے واقف کر حمید نے جواب دیا کہ اے مہربان اور رحیم وجود تو
مجکو واسطے اس پراگندگی اور پریشانی کے جو مجپر عاید ہے معاف کر اور میری درخواست
قبول ـ مین درخواست ایک چشمہ کی کرتا ہون جو ایام گرما مین خشک نہوا ور ایام
سرما مین رو بطغیانی نہ لاوے مہربان وجود نے اسکی استدعا قبول کی اور
ایک برچھی سی جو اوسکے ہاتھ مین تھی لیکے پاؤنکے نزدیک زمین کھودی اور فورًا
ایک چشمہ نکل آیا اور اوسکے سبب سے اردگرد کی زمین مین سیرابی آگئی اور گھاسے
متنوعہ از قسم خوشبو دینے لگے اشجار نے لباس سبز برگ پہنا اور گرد وپیش
نے اپنی تشنگی رفع کی بعد ازین رشید کی طرف متوجہ ہوکر اوسنے کہا کہ اب
تو اپنی درخواست پیش کر اس سادہ لوح بیخبر نے عرض کی کہ آپ میری زمین
مین دریاے گنگ کو مع تمام جانورون کے جو اس مین رہتے ہین لاؤ

اس امر سے گوش زد ہوتے ہی حمید نے اپنی درخواست پر لعنت کی اور دلمین رشید رنج کھا کر کہا کہ کیون مین نے ایسی نعمت عظمیٰ نہین طلب کی اور اپنے تئین ایسی برکت نامتناہی سے محروم رکھا وہ اس خیال ہی مین تھا کہ جو دہربان نے کہا کہ اے بے فکر اور بے وقوف آدمی ذرا تحمل کر اور حد اعتدال سے نہ گذر وہ شخص جس سے تو فائدہ نہین حاصل کر سکتا تیرے حق مین کسی کام کی نہین ہے اور تیری احتیاج حمید کی ضرورت سے کیونکر زیادہ ہو گئی رشید نے فوائد کثیرہ سے جو اوسکو دریائے گنگ سے حاصل ہوتے خوش ہو کر اور یہ خیال کر کے کہ میرے بھائی نے حمید کیا غریب اور ناچیز ہو گا پھر وہی درخواست کی یہ سنکر جو دہربا دریا کی طرف گیا اور دونو دہقان منتظر رہے جس حالین کہ رشید اپنے بھیا کے حال کو بنظر حقارت دیکھ رہا تھا اور اوسکی کم حوصلگی پر لعن اور نفرین کرتا تھا انھون نے یکایک آواز دریا کے زور کی سنی اور دیکھا کہ گنگ اپنے کنارونکو کاٹ کر انکی طرف آتا ہے رشید کے کھیتون مین طغیانی پانی کی ہو گئی اور تمام اوسکے مکانات بسبب صدمات آب کے منہدم ہوئے اوسکے مویشی غرق اور وہ خود پائمال امواج ہو کر ایک مگرمچھ کا لقمہ ہوا اور داغ حصول فوائد کا جو اسنے اپنی درخواست بے معنی مین سوچا تھا لیکر راہی ملک عدم ہوا۔

فوائد نیکنامی کے بیان مین

واضح ہو کہ جو آدمی عزت اور دولت حاصل کرنے کی آرزو رکھتے ہون اون پر فقط یہی بات لازم نہین ہے کہ اونمین چالاکی اور علم ہو بلکہ جسقدر یہ باتین ضرور ہین اوسیقدر یہ بھی ضرور ہے کہ وہ نیکنام ہون اور اسکا باعث یہ ہے کہ گو

انسان کیساہی بد اور کمینہ ہو پھر بھی اوسکے دل مین ایک محبت اور ادب اسطرح
نیکی سے ہوتا ہے کیساہی برا آدمی ہو پھر بھی وہ اپنے کاروبار مین اوسی آدمی کا اعتبار
اور اعتماد کریگا جو نیک نام ہے یعنے جسکی خصلت پر اتبک کوئی داغ بدنامی
کا نہین لگا ہے مثلاً جسوقت ہم کسی عطار یا حکیم یا صلاح کار یا وکیل کے خواہشمند
ہوتے ہین ہم ہمیشہ اوسکی خصلت کو اول دریافت کرتے ہین اور جو آدمی ان
پیشون مین نہایت نیک نام مشہور ہوتا ہے اوسی پر اعتبار کرتے ہین
جس سوداگر سے ہم کچھ شے خریدتے ہین ہم ہمیشہ اول اوسکی خصلت کو دیکھتے
ہین اور بعد ازان اوس سے معاملہ کرتے ہین الغرض نیکنامی اسقدر مفید اور ضرور
ہے کہ جو شخص کسی آدمی کو نوکر رکھا چاہتا ہے وہ ہمیشہ یہ پوچھا کرتا ہے کہ تیرے پاس
کوئی نیکنامی کی چٹھی یا پروانہ ہے یا نہین اور تو نے کہین اور بھی نوکری کی ہے
یا نہین پس جب یہ ضرورت واسطے نیکنامی کے ہے تو لازم ہے کہ ہر آدمی
اپنی نیکنامی کے حاصل کرنے مین کوشش کرے اور کبھی کوئی ایسا کام
نہ کرے کہ اوس سے کوئی داغ بدخصلتی کا لگے کیونکہ جب ایکدفعہ کسی آدمی کی برائی
مشہور ہو جاتی ہے تو پھر اوسکا دور کرنا نہایت مشکل ہوتا ہے یہانتک کہ ایک
بدکام کرنے سے جو بدنامی حاصل ہوتی ہے وہ ہزار نیک کام کرنے سے نہین مٹتی
ہے اکثر انسان ایسے ہین کہ وہ اورونکی برائی مشہور کرنے مین بہت خوشی
حاصل کرتے ہین پس معلوم ہوا کہ اس باعث سے بُرے کام زیادہ مشہور ہو جاتے ہین
بہ نسبت اچھے کامون کے لڑکے جنکی خصلت ابتک کچھ مقرر نہین ہوئی ہے
یعنے ابتک نہ تو وہ برے اور نہ اچھے مشہور ہین اونھین لازم ہے کہ

ایسے ایسے کام کرین کہ وہ نیک نام مشہور ہوجائین لڑکونکو یہ خیال نکرنا چاہیے کہ ہمارے افعال کو ہماری طفولیت کا خیال کرکے آدمی معاف کردینگے یہ خیال اونکا نہایت خام اور غلط ہے اونکو خیال رکھنا چاہیے کہ جب ایک بدنامی حاصل ہوتی ہے تو اوسکا دور ہونا بعد ازان قریب قریب غیر ممکن ہوجاتا ہے یہ قاعدہ اس جہان مین مشاہدہ کیا جاتا ہے کہ جو آدمی نیک کام کرتے ہین اونکا کوئی خیال نہین کرتا اور یہ کم ہوتا ہے کہ اونکا افعال نیک کا ذکر زبان پر آتا ہے لیکن جہان کوئی برا کام کسی آدمی سے سرزد ہوتا ہے تو تمام اوسکے ہمسر و جان پہچان اور اور لوگ اوسکا چرچا کرتے ہین پس اب معلوم ہوا کہ ہر انسان کو ایسی بات کرنی چاہیے جس سے وہ نیکنام ہوجاوے ؎

اچھی تربیت کے فوائد کے بیان مین

واضح ہو کہ اچھی تربیت سے فقط یہ مراد نہین ہے کہ آدمی لکھنا اور پڑھنا خط وغیرہ کا سیکھ جاوے بلکہ اوس سے مراد وہ عقل اور شعور اور استعداد کی ہے جو بسبب تحصیل کتب فاضلون اور حکما سے اور صحبت عاقلون اور عالمون کی سے حاصل ہوتی ہے پس جب یہ مراد ہوئی تربیت سے تو جو آدمی اپنے تئین جاہل اور ناخواندہ سے بزرگی دیا چاہے اوسے لازم ہے کہ حاصل کرنے اچھی تربیت مین کوشش کرے اگر اس دنیا مین ہم خلقت کو مشاہدہ کرین تو ہمین یہ بات دریافت ہوگی کہ گو اچھی تربیت یافتون کو دولت حاصل نہو لیکن اسمین شک نہین کہ اونکی ہر جا سے عزت و تعظیم کیجاویگی جو آدمی اوس سے کلام کریگا اوسے اوسکی خوش اخلاقی اور علمیت کو دیکھکر اوس سے صحبت خوش ہوگا اور اوسکی صحبت کا

آرزومند ہوگا خلاف اسکے جو آدمی جاہل مطلق اور ناتربیت یافتہ ہین اونکی کلام
اور حرکات ایسے ہوتے ہین کہ اونسے ہر آدمی نفرت کرنے لگتا ہے اور
جہان ایسے شخص جاتے ہین کوئی اونکی تواضع نہین کرتا ہے بلکہ اونکی بیٹھنے
کے بھی خواہان نہین ہوتے حقیقت یہ ہے کہ خدا تعالی نے سب انسانکو
تھوڑی بہت عقل اور تمیز دی ہے لیکن بعض کو اچھی تربیت ملتی ہے اور بعض
کو بالکل تربیت نہین ہوتی ہے اس باعث سے انسان مین اختلاف پڑجاتا ہے
ایک آدمی منشی ہے اور ایک چپراسی بس ان دونون مین فقط فرق یہ ہے کہ
ایک ان مین سے تربیت یافتہ اور دوسرا ناتربیت یافتہ ہو عقل جو انسان مین پائی
جاتی ہے وہ مانند ایک پتھر سنگ مرمر کے جو کان مین مٹی سے آلودہ پایا ہو اور
تربیت مانند اوس کاریگر کے ہے کہ جو پتھر کو نکالکر صاف اور درست کیا کرتا ہے
جب تک سنگ مرمر کو کاریگر مذکور کان مین سے نکالکر صاف نہین کرتا ہے تب تک
خوبصورتی اور رونق سنگ مرمر کی کہان ظاہر ہوتی ہے اسیطور سے جبتک
کہ آدمی کو تربیت نہین ہوتی ہے اوسوقت تک عقل و صفات جبلی جو اللہ تعالی
نے اوسے بخشے ہین ظاہر نہین ہوتے ہین ممکن ہے کہ ہزار ہا گنوار اور دیہاتی
ایسے گذرے ہون کہ اونکو خدا تعالی نے اوسی قدر بلکہ زیادہ عقل بخشی ہو جیسی کہ
حکیم ارسطو کو حاصل تھی اب کوئی پوچھے کیون حکیم ارسطو نامی حکیم ہوا اور گنوار مذکور
حالت جہالت ہی مین مرگئے اور نام و نشان بھی نہین رہا اسکا جواب فقط یہ ہے
کہ ارسطو کو تربیت ہوئی تھی اور اونکو نہین ہوئی ارسطو نے کتب اور تصنیفات
حکماے گذشتہ کو ملاحظہ کیا اور گنوار مذکور کاشتکاری کرتے کرتے مر گئے

اگر مانند ارسطو کے اونکو بھی قابو واسطے تحصیل کتب وغیرہ کے ہوتا تو شاید وہ گنوار ارسطو سے بھی سبقت لیجاتے ایک شاعر نے سچ کہا ہے کہ گنواروں اور غریبون کے ذہن اور عقل سے کون آگاہ ہوتا ہے وہ مانند اون جواہرات کی ہین جو اندر سمندر کے چھپے ہوے ہین اور انسان کی نگاہ سے پوشیدہ ہین یا وہ مانند اون خوشبودار پھولون کے ہین جو دشت لق ودق مین شگفتہ ہین اونکی خوشبو کو کون سونگتا ہے تربیت ایک ایسی شے ہے کہ وہ ورثہ مین نہین حاصل ہوتی ہے یعنی یہ بات غیر ممکن ہے کہ اگر باپ تربیت یافتہ ہو تو بالضرور اوسکا بیٹا بھی تربیت یافتہ ہی ہو یہان سے یہ بات ہر انسان پر فرض ہے کہ اچھی تربیت پانے مین کوشش بلیغ کرے اور از غافلی اور کاہلی کو جانے ندے اہل یونان تربیت کے فوائد سے بہت آگاہ تھے وہ اپنے بچون اور جزو دونکو اچھی طرح سے تربیت کرنے مین ہمیشہ کوشش کرتے تھے چنانچہ بادشاہ فیلقوس نے جو باپ شاہنشاہ سکندر رومی کا تھا اپنے لڑکے شاہنشاہ یعنی سکندر کے واسطے تربیت کے ارسطو کو مقرر کیا اور فی الحقیقت جیسی تربیت اس حکیم اعظم فاضل سے پائی تھی وہ سب پر روشن ہے اس سارے مضمون سے یہ غرض ہے کہ یہ بات آدمیون پر فرض ہے کہ اپنی لڑکون اور بچونکو خوب اچھی طرح سے تربیت کرین اور اونھین سب علوم سکھاوین اور کرنی اس ترکیب سے آیندہ کو بہت فائدہ ہوگا ❊

استقلال

استقلال ایک بات پر قائم رہنے اور وقت مشکلات گوارا کرکے اوس لت کی پیروی مین جاری رہنے کو کہتی ہین۔ واضح ہو کہ بہت سی نیکیون کی جڑ

بعض نیکیان بزرگتر بنسبت باقیونکے ہین پس ان بزرگ نیکیون مین سے استقلال
بھی ایک ہے فائدے جو اس نیکی سے انسان کے واسطے نکلتے ہین بیشمار ہین اور
بہت ظاہر ہین کوئی بات بغیر استقلال کے اچھی طرحسے عمل مین نہین آسکتی ہے
یعنے ہر بات کے عمل مین لانے مین تھوڑا بہت استقلال ضرور ہے اکثر آدمی
جانتے ہین کہ تحصیل کرنا علوم کا اونکے واسطے بہت مفید ہے اور اونکو تئین
آرزو یہ ہوتی ہے کہ کسیطرحسے وے علوم حاصل کرلین واضح ہو کہ ہمجا کہ یہ بات
ہمنے مان لی ہے کہ ان سب آدمیونکو قابو واسطے تحصیل علوم کے حاصل ہے یعنی جو سبب انجام
واسطے تحصیل علوم کے ضرور ہین وے تمام موجود ہین لیکن آدمیون مین ایسے
بہت کم ہوتے ہین جو اپنی مراد کو پہونچتے ہین پس اب ہم پوچھتے ہین کہ اسکا کیا باعث
ہے یہ عجب بات ہے کہ سب آدمی ایک شے کو حاصل کیا چاہتے ہین اور سبھونکو اوسکو
حاصل کرنیکا قابو مساوی ہے اور پھر بعض تو اپنی مراد کو حاصل کرتے ہین
اور اکثر اونمین سے ناامید ہوکر بیٹھ رہتے ہین تجربہ اور غور سے معلوم ہوا
کہ اسکا باعث یہ ہے کہ اونمین جو اپنی مراد کو پہونچتے ہین استقلال رکھتے ہین اور
اونمین جو ناامید ہوتے ہین وہ نہین ہوتا ہے جیسا حال تحصیل علم کا ہے ویسا ہی حال ہر
قسمکے حصول کا ہے یعنی جو آرزو کوشش پر موقوف ہے وہ بغیر استقلال کے ہرگز نہین
حاصل ہوتی ہے ایک بہت خوب مثال اس بات کی کہ بذریعہ استقلال کے آدمی کیا کیا
کام کرسکتا ہے یہ ہے کہ ایک شخص نام دیموستھنی نیر رہنے والا شہر اسینہ کا کہ دارالخلافہ
ملک یونان کا ہے تھا اوسمین ایک یہ عیب تھا کہ اوسکی زبان ذرا تتلاتی تھی اور
کچھ اوسکا حافظہ بھی اچھا نہین تھا اس شخص نے یہ ارادہ کیا کہ کسی طرحسے علم کلام

ہمینے فن فصاحت اور بلاغت سیکھی یہانتک کہ اسقدر قوت پیدا کیجے کہ جہان وہ
تقریر کرے وہان سب سننے والے اوسکی طرف متوجہ ہوجائین اب غور کرنا چاہیے
کہ کیا توتلا آدمی اسقدر خوش تقریری کیونکر حاصل کرسکتا ہے لیکن ازبسکہ اوس مین
استقلال بدرجۂ کمال تھا اوسنے اتنی دستگاہ اس فن مین پیدا کی کہ اوسے آج تک
بادشاہ اس فن کا کہتے ہین — واضح ہو کہ فیلقوس جو باپ بادشاہ سکندر رومی کا تھا
ملک یونان کو اپنے قبضہ مین لایا چاہتا تھا لیکن فصیح مذکور نے ایسی ایسی تقریرین
سنانے رعایا سے شہر اسینہ کے کین کہ اونھون نے فیلقوس کا مقابلہ کرنے کا
ارادہ کیا چنانچہ وہ بادشاہ مذکور سے لڑے گو آخرکار اونھون نے شکست
کھائی بوقت جنگ کے جو استقلال سے کام سکتا ہے وہ کسیطرح تہور سے کم نکلتا ہی اور یہ بات
سب پر روشن ہے کہ گھبراجانا نشان شکست کا ہوتا ہے اور فی الحقیقت
سپاہی وہی جو جنگا بالکل بےفکر لڑا کرے اور نہین وہ جو بہت سی غل مچا کر اور بہت
سی جلدی کرکے اور گھبرا کے کسی دشمن کو زیر کیا چاہتے ہین وہ کم اپنے مقصد کو پہونچتے ہین

درباب تحصیل علم کے

چھوٹی عمر اچھا زمانہ واسطے تحصیل علم کے ہے اس زمانہ مین قوائے عقلی اور جسمی
سب صحیح ہوتے ہین اسوقت مین آدمی بہت محنت کرسکتا ہے اور اوسکی دل پر ان
سبھی باتون کا جو وہ سوچتا ہے یا پڑھتا ہے بہت اثر ہوتا ہے — اگر ہم اس زمانہ
علم تحصیل کرلین تو ہم یہ امید کرسکتے ہین کہ ہم ایک وقت مین اپنی محنت اور علم
کے ثمرہ سے مستفید ہوسکین گے — علاوہ اوسکے ایام خردسالی مین انسان کا
دل افکار دنیوی سے نسبت ور زمانہ کے زیادہ آزاد ہوتا ہے اور اسی وجہ سے

اسوقت ہم تحصیل علم کیطرف بہت متوجہ ہوسکتے ہین — خلاف اسکے اگر ایام خرد
سالی کو کھیل کود مین ضایع کرین اور جوانی مین اپنے اندر احتیاج علم کی پاکر اوسکا حاصل
کرنا چاہین تو ہم فی الواقع اوس کسان سے مشابہ ہین جو فصل پر یہ بات یاد کرتا ہی کہ مین نے
بیج بونے کے وقت کو ضایع کیا ہے اور جسوقت کہ اور لوگ فصل کاٹ کر ذخیرہ
جمع کرتے ہین اوسوقت وہ بیج بونے جاتا ہے شاید اوسکے کھیت مین کچھ سبزی
نمود کر آوے اور کچھ عرصہ کے لیے ناج بڑہنے بھی لگے لیکن افسوس ہے کہ ناج
پک جانے سے پہلے موسم سردی کا نمودار ہو جاتا ہے اور پالا اور سرد ہوا اوسکو
خراب اور برباد کر ڈالتے ہین — ایسا ہی حال اوس شخص کا ہے جو چھوٹی عمر مین خواب
غفلت مین پڑا رہتا ہے اور تحصیل علم جوانی مین شروع کرتا ہے ہمنے یہ بات فرض
کی کہ اوسے تفکرات دنیوی بہت تھوڑی ہین اور تحصیل علم کے واسطے بہت فرصت ہے
لیکن اس سے کیا فائدہ پیشتر اس بات کے کہ اوسے علم مین اتنا سرمایہ حاصل ہو جاوے
کہ وہ اوس سے مزہ لینے لگے اس کا سر سفید ہو جاتا ہے اوسکی بصارت گھٹ
جاتی ہے اوسکا حافظہ زائل ہو جاتا ہے اور اخیر کو پاون راحت کا قبر مین دراز
کرتا ہے — اگر اوسکو تفکرات دنیوی سے بہت فراغت ہو اور علم
کیطرف توجہ نہ کر سکے تو اوسکی اور بھی زیادہ خراب حالت ہوگی کیونکہ جب
کبھی وہ اپنے اون ہم عمرونکے سامنے آوے گا جنھون نے اپنی خرد سالی کو
تحصیل علم مین صرف کیا ہے تو اوسے ندامت اور شرمندگی اوٹھانی پڑیگی
اور اوسکی پیشانی عرق خجالت سے تر ہو جاوے گی — وہ تربیت یافتہ لوگون
کی روبرو بدین لحاظ کہ شاید اوسکی جہالت ظاہر ہو جاوے کلام نہین کر سکے گا

جاہل آدمی خواہ امیر ہو جاوے یا غریب ہر دو صورت مین اوسکی حالت سے
کسیکو رشک نہین آتا ہے کیونکہ صورت اولی مین وہ امیرون کی محفل مین
بار پاتا ہے اور وہان روبرو صاحب علم اور ذی استعداد آدمیونکے اسکی جہالت
خوب روشن ہو جاتی ہے جب صاحب دول بے وقوف ہوتا ہے تو اوسکا
حال خاص و عام پر خوب ظاہر ہو جاتا ہے جیسے کہ شعلہ مشعل کا جب وہ بلندی
پر ہو بہت روشن اور دور تک معلوم ہوتا ہے بہ نسبت اوسکے جب کہ وہ
زمین پر ہو۔ اور صورت ثانی مین اگر اوسکا مال جاتا رہے اور اوسکے دوست
اوس سے الگ ہو جاوین تو وہ بیچارہ جاہل مذہب و حکمت سے کیا تسلی و تشفی
پا سکتا ہے وہ تو اون دونون کی دل کی باتون سے بھی نہین واقف ہوتا ہے وہ
مثل ایسے ایک مسافر بحری کی ہے جسکے پاس نہ تو قطب نما ہے اور نہ جو اسکے پاس
کوئی ایسا وسیلہ نہین ہے کہ وہ اپنی حالت کو بہتر کرے اور اپنے دلکو تشفی اور
تسلی دے سکے — پس ہر آدمی کو خبردار رہنا چاہیے کہ ایام طفولیت مین جب
خوب موقع ہے بدل و جان تحصیل علم مین ساعی ہو تاکہ ایام جوانی مین شان
اور عزت حاصل کر سکے اور آپ بھی اپنی محنت سے فائدہ اوٹھاوے اور اور
لوگون کی فائدہ رسانی کا باعث ہو جاوے اوسکو چاہیے کہ اگر کوئی مشکل پیش
آوے تو وہ اوس سے بے عزم نہو جاوے اور کثرت محنت سے نہ گھبراوے
آہستہ آہستہ تمام مشکلین جاتی رہینگی اور محنت اور خار دار راستہ تحصیل علم کا
آخرکار مانند صحراے شاداب اور سرسبز کے اور مثل باغچہ مملو بہ اثمار لذیذ کے
ہو جاوے گا ۔

غرور

غرور ایک ایسی شے ہے کہ اوس سے کوئی انسان خالی نہین یہ بات انسان کی ماہیت مین داخل ہے کہ وہ اپنی ذات کی طرفداری کیا کرتا ہے اور اس طرفداری سے غرور بھی پیدا ہوتا ہے لیکن نقصان جو غرور سے پیدا ہوتے ہین اونمین سے بڑا نقصان یہ ہے کہ ایک مغرور آدمی کے سب آدمی دشمن ہوجاتے ہین کیونکہ خاصہ مغرور آدمی کا یہ ہے کہ اوسکو برابری نہین پسند آتی یعنی جو شخص اوس سے برابری کا دعوی کرتا ہے اوس سے وہ بری طرح سے پیش آتا ہے اور چونکہ ایک مغرور آدمی سے ساری خلقت کو کچھ غرض نہین ہوتی ہے تو تمام خلقت بسبب اوسکے غرور کے اوسکو ناپسند کرنے لگتی ہے اور اونکی بڑی آرزو یہ ہوتی ہے کہ کسیطور سے مغرور آدمی کی ہتک ہو علاوہ ازین ایک اور نقصان یہ ہے کہ بسبب مغرور آدمی کے خردماغی کے اوسے اور سب خلقت دور رکھا چاہیگی اور بسبب مغروری کے کسیکی نوکری اوس سے نہین ہوسکیگی پس وہ بیکار اور نکما ہوگا جب وہ کسی رنج مین گرفتار ہوگا اوسکا ہمدرد اور غمخوار کوئی نہوگا اوسکو کسی مجلس مین جاکر خوشی حاصل نہوگی کیونکہ وہ ہر جاے اپنی بزرگی ظاہر کیا چاہتا ہے اور جہان کوئی اوسکی تعظیم نکریگا وہ بیشک رنجیدہ ہوگا ایسے شخص سے برابر کی دوستی کبھی نبھہ نہین سکیگی کیونکہ وہ برابری کو ناپسند کرتا ہے بیشک اگر کوئی اوس سے ہمیشہ ساتھ تعظیم کے پیش آوے تو اوس سے وہ خوش رہیگا لیکن ایسا بہت کم اتفاق ہوتا ہے پس ہر صورت مین مغرور آدمی کے واسطے حقارت اور رنج موجود ہے حقیقت یہ ہے کہ مغرور آدمی فقط اپنی ہی وجود کا دشمن ہوتا ہے کیونکہ اونکو

اوسکو غرور سے کیا کام ہے عوام الناس اوسکی حقارت کرینگے اور عاقل اوسپر
ہنسینگے اور اوسکی بیوقوفی پر افسوس کرینگے سواے ان نقصانون دنیوی کے
ایک سب سے بڑا نقصان یہ ہے کہ اللہ تعالے غرور کو نہایت ناپسند کرتا ہی
ذرا غور کرنا چاہیے کہ یہ آدمی ایک ناچیز چیز ہے غرور کس بنیاد پر کرتا ہے سب جانتے
ہین کہ دنیا چند روزہ ہے اور اسمین ہمیشہ نہین رہنا پھر غرور کس برتے پر کرنا
چاہیے غرور کے دور کرنے کی سہل ترکیب یہ ہے کہ خیال کرے اون لوگون
پر جو مغرور تھے اب انکا نام و نشان صفحۂ ہستی پر نہین پایا جاتا اگر اونھون نے
کچھ غرور سے حاصل کیا ہو تو اب بھی لوگونکو غرور کرنا چاہیے ۔ واضح ہو کہ ناواقفیت کے
سبب سے بھی غرور پیدا ہوتا ہے اور اوسکی مثال مجھے اب خوب یاد آئی کہتے ہین
کہ کوئی شخص مالک تھوڑی سی زمین کا تھا اور وہ یہ خیال کرتا کہ مین بڑا آدمی ہون
اور اپنی نسبت مین وہ یہ جانتا کہ مجھ سا دیگرے نیست الغرض اوسے اپنی زمین کا بڑا
غرور تھا ایک اور شخص ذی عقل اور صاحب علم اوسکا دوست تھا اوسنے اپنے
دوست کے غرور کھونے کے واسطے اوسکے سامنے نقشہ روے زمین کا
رکھدیا اور جب اوسنے دیکھا اوسنے پایا کہ ہزارہا ولایتین دنیا مین معمور و موجود ہین اور اونمین
کروڑہا خلقت خدا کی رہتی ہے اور اونکے علیحدہ علیحدہ بڑے بڑے بادشاہ حکمرانی
کرتے ہین اور بادشاہونکی ہزارہا نوکر چاکر ہین اور اونکے پاس بہت کثرت سے زمین
ہے تب مغرور شخص نے پوچھا کہ میری زمین کا نقشہ اس نقشہ مین کہان ہے اوسکے
دوست نے ذرا سا گوشہ بتا دیا کہ یہ تیری زمین ہے اس پر مغرور شخص نے کہا کہ
اللہ اکبر دنیا اسقدر بڑی ہے کہ میری کچھ بھی حقیقت نہین اور اوسنے عہد کیا

اسوقت سے آگے مین کبھی غرور نہین کرونگا دولتمند کو چاہیے کہ دولت کا کچھ بھروسا اور غرور نکرے کہ اسکو جاتے کچھ دیر نہین لگتی ہے پس کیا ضرور ہے کہ دولت کا غرور کرے اوسے یاد رکھنا چاہیے کہ ہزار ہا آدمی جو پہلے امیر کبیر تھے اب مفلس اور محتاج ہوگئے ہین اور جو پہلے محتاج تھے اب دولتمند ہوگئے اور علاوہ ازین ایک سے ایک زیادہ دولتمند اس دنیا مین موجود ہے مثل مشہور ہے کہ سیر کو سوا سیر موجود ہے یہی خیال کرنا چاہیے اون لوگونکو جنکو اپنے علم اور قوت وغیرہ کا غرور ہو اور بعض اشخاص جو حسن کا غرور کیا کرتے ہین وہ نہایت ہی بیوقوف ہین کہ آخر زندگی بڑہاپا انسان کے واسطے ضرور ہے اور اس حال مین ساری خوبصورتی اور حسن جاتا رہتا ہے چہرہ پر پوست کی جھریان پڑجاتی ہین اور شگفتگی جسمون اور رخسارون کی جاتی رہتی ہے القصہ نتیجہ اس سارے مضمونکا یہ ہے کہ آدمی جو ایک ناچیز شے ہے اس جہان فانی مین تکبر کبھی غرور نکرے اور یہ سوچے کہ جنہون نے غرور کیا کیا فائدہ اوٹھایا ہے بلکہ اونکا دوجہان مین روسیاہ ہوا ہے اس جہان مین تو لوگ اونکے یہ سبب خردماغی کے حقارت کیا کرتے تھے اور عاقبت مین اللہ تعالے اونسے ناراض اور ناخوش ہوا ہے۔

صبر

صبر ایک بہت خوب نیکی ہے اسکے باعث سے دنیا تھمی ہوئی ہے اگر تھوڑا بہت صبر انسان مین نہوتا تو اس دنیا کے کاروبار مین فرق آجاتا انسان رنج کا بھی متحمل نہوتا اور اپنے رنج کو نہ سہتا تو کیا جانے وہ کیا کرتا حقیقت مین مرد بھی ہو جو صابر ہے جو رنج اور مصیبتون سے اصلا نہین ڈرتا بلکہ اونکو خوشی سے

سہہ لیتا ہے اب دریافت کرنا چاہیے کہ کس قسم کے آدمی نہایت صابر ہوتے
ہین جواب اسکا ظاہر ہے وہ آدمی نہایت مستقل اور صابر ہوتے ہین جو یقین کلیہ
اللہ تعالے کی نیکی اور انصاف پر رکھتے ہین جو سمجھتے ہین کہ خدا ہر جا موجود ہے اور
افعال انسان پر نظر رکھتا ہے جیسے کہ وہ آدمی جو مانند ایک سپاہی کے میدان جنگ
مین سامنے اپنے افسر یا آقا کے کار نمایان کرتا ہے اوسوقت اپنی جان کا ذرا خیال
نہین کرتا ہے بلکہ اوسکی غرض یہی ہوتی ہے کہ میرا افسر مجھے شاباشی دے
اسی طور اللہ تعالے بھی اوسی آدمی کو اچھا جانتا ہے جو صبر اور بہادری سے
دنیا کے رنجون اور مصیبتون کو سہہ لیتا ہے اور اونکی ڈراونی شکل دیکھکر اونسے
اپنی پشت کو نہین پھیرتا ہے یہ تجربہ سے معلوم ہوتا ہے کہ جن پر بہت مصیبتین
پڑتی ہین وہ نوبت بنوبت صابر ہوجاتے ہین اور خلاف اسکے جو ہمیشہ عیش اور راحت
مین رہتے ہین وہ نہایت بے صبر ہوتے ہین اور یہ بات قریب عقل کے بھی ہے جنھون
نے اکثر فاقہ کشی کی ہے اونھین ایک دن نہ کھانا کچھ رنج نہین دیتا برخلاف
اسکے جو ہر روز دو دو اور تین تین بار پلاؤ چکھتے ہین اونھین اگر ذرا سی دیر
بھی کھانا نہ ملے تو اونھین قیامت نظر آجاتی ہے جو آدمی صابر ہوتا ہے اوس سے
بہت کام اچھے بن آسکتے ہین وہ مشکلات سے نہین ڈرتا اور اس
باعث سے مشکلات اوسکے کار مین حارج نہین ہوسکتی ہین وہ اپنے صبر کے
ذریعہ سے اون مشکلات پر غالب آجاتا ہے صابر آدمی مانند ایک پہاڑ کے ہے
جو سمندر مین واقع ہے گو لہرین سمندر کی اوسکو اوپر تک کھاتی ہین لیکن ممکن
نہین کہ وہ اپنی جا سے ہلے بس جسوقت رنج اور مصیبتین صابر آدمی کو صدمہ

دیتی ہین تو وہ اوسسے کچہ متاثر نہین ہوتا ہے اور اس ترکیب سے رنج بہی اوسکی استقلال سے خجالت حاصل کرتا ہے بعض آدمی اسقدر بے صبر ہوتے ہین کہ اوسسے ذرا سا بہی رنج نہین سہا جاتا اور اس باعث سے اپنے تئین ضایع کر ڈالتے ہین اور اکثر لوگ یہ خیال کرتے ہین کہ اپنے تئین ضایع کرنا بڑی بہادری کا کام ہے بعد اس فقیر کی دانست مین وہ نہایت نامرد ہین اب مین سوال کرتا ہون کہ کیا باعث ہے کہ بے صبر آدمی اپنے تئین ضایع کرتے ہین جواب اسکا ظاہر ہے کہ وہ رنج کے متحمل نہو کر اوس سے بہاگا چاہتے ہین اور نہایت نامردگی کو کار فرما کے اپنے تئین مار ڈالتے ہین اسطرح کی موت دلالت کرتی ہے اس بات پر کہ شخص جو رنج کو نہ سہہ سکا دلیر وہی ہے جو خدا پر بہروسا کر کے جو مصیبت اوس پر واقع ہوا اوسکو بخوشی سہہ لے اور پریشانی اپنے چہرے پر نہ لاوے غرض یہ ہے کہ جو شخص رنج کے واسطے اپنے تئین ضایع کرے وہ حقیقت مین نالائق اور نامرد ہے البتہ بعض ایسی صورتین بہی ہین کہ اونمین اپنے تئین ضایع کرنا مناسب معلوم ہوتا ہے اون صورتون کا اس جاے ذکر نہین کرتے کیونکہ وہ مطلب صبر سے کچہ علاقہ نہین رکہتے ہین نتیجہ اس مضمون سے ہم یہ نکالتے ہین کہ جو شخص صابر ہوگا اوسکو دونون جہان مین فائدہ عظیم حاصل ہوگا یعنی یہان تو وہ بسبب صبر کے علم اور عقل حاصل کریگا اور لوگ اوسکی تعظیم و تکریم کرینگے اور عاقبت مین اللہ کے یہان مستحق انعام واکرام کا ہوگا ❊

حسد

بہت سی ایسی برائیان اس دنیا مین ہین کہ اونکے استعمال سے لوگ ہلاک ہوگا

سرور حاصل کرتے ہوئے معلوم ہوتے ہین مثلاً اوباشی و شراب خواری
وغیرہ کہ انہین آدمی واسطے حصول سرور کے مشغول ہوتے ہین گو کہ اوسکا
نتیجہ اچھا نہین نکلتا ہے لیکن حسد ایک ایسی برائی ہے کہ اوس سے ذرا سا سرور ظاہر
مین بھی حصول نہین ہوتا بلکہ اوس سے رنج آدمی کو ہمیشہ رہتا ہے جسوقت اور کسی
کو کچھ فائدہ یا بھلائی ہوتی ہے تو حاسد ناحق دل ہی دل مین جلا کرتا ہے حقیقت یہ
ہے کہ اس برائی کے ہمراہ اوسکی سزا موجود ہے یعنے جو حاسد ہے وہ ہمیشہ رنج
مین رہتا ہے اور یہی ہے سزا اوسکی حسد کی حاسد آدمیون کو یہ گوارا نہین ہوتا ہے
کہ کوئی آدمی دولت یا علم یا کوئی اور کمال حاصل کرکے دنیا مین مشہور اور نیکنام
ہو جاے جب جس کسی شخص کی تعریف سنتا ہے اوسکی دل پر چوٹ لگتی ہے اور
بجاے خوش ہونے کے کہ ایسے ایسے اچھے بندے خدا کے ہین
وہ اونکی خوبی پر حسد کیا کرتا ہے اور بسبب اس حسد کے اونکی برائی کرنے
لگتا ہے اگر وہ کسی شخص کی تعریف سخاوت مین سنتا ہے تو وہ بہت سوچ سمجھ
کر کوئی ایسی بات ڈھونڈھا چاہتا ہے جو اوس شخص کے کنجوس ہونے پر دلالت
کرے اور اگر کسی کی ضد اچھی پر آفرین ہو رہی ہو تو وہ اوسکی بد اخلاقی اور بد دینی
کی باتون کی تلاش مین سرگردان رہتا ہے الغرض حاسد ہر نیکی مین برائی تلاش کرتا
ہے اور سب اچھی اچھی باتون کسی نیک آدمی کی سے نظر پھیر کر اوسکی چند عیوب کو کہ کوئی
آدمی خالی از خطا نہین ہے ڈھونڈھتا ہے سواے اون برائیون کے جو حاسد کو بہ
بسبب اوسکے حسد کے حاصل ہوتی ہین بعض ایسی برائیان ہین جو بسبب بعضے
[illegible]

پیدا ہوتے ہین اور انکو ہزار ہا باتین اور مطالب مفید سوجھتی ہین لیکن وہ مارے
ڈر حاسد آدمیونکے طعنہ زنی کے ان باتونکو اورون پر ظاہر نہین کرتے اور اس
باعث سے اونکی عقل اور ذہن سے خلقت کو کچھ فائدہ نہین پہونچتا ہی ایک
مثال اس بات کی کہ حاسد آدمی ہر اچھی بات مین برائی نکالتے ہین یہ ہے کہ جب
کوئی حاسد کسی آدمی کو سخاوت کرتے دیکھتا ہی تو وہ کہا کرتا ہے کہ سخی مذکور
حقیقت مین سخی نہین ہی بلکہ وہ نمودیا ہی اور واسطے دکھلاوے کی اور اپنی تعریف
کروانیکو وہ کچھ محتاجونکو دیتا ہے علی ہذا القیاس جب وہ کسی شخص کو عبادت کرتے ہوئے
دیکھتا ہے تو بھی وہ اوسے مکار تصور کرتا ہے اب ذرا غور کرنا چاہئے کہ ایسی حاسد آدمی سے
بچکر کہان جائیے کہ وہ ہر اچھی بات مین سے بری بات نکال لیتی ہین حقیقت یہ ہے
کہ بعض آدمی ایسے بد ہوتے ہین کہ اون سے کوئی کام نیک نہین بن آتا
ہے اور جب وہ اورون کو نیک بات کرتے ہوئے دیکھتے ہین تب اونھین حسد
چھوٹتا ہے اور اس نیک بات مین سے ایک بری بات استنباط کر لیتے ہین جو
آدمی مستقل اور صابر ہوتے ہین وہ اپنی نیک راہ سے کبھی گمراہ نہین ہوتے ہین گو
حاسد آدمی ہزار اونکی بدگوئی کیا کرین تجربہ سے معلوم ہوتا ہے اور قریب عقل کے
بھی ہے کہ اکثر وہی آدمی حاسد ہوتے ہین جنمین کوئی عیب یا قصور بلا علاج ہوتا
ہے مثلاً بدشکل اور کمینہ نسل کے آدمی حاسد ہوتے ہین وہ جانتے ہین کہ ہمارے یہ عیب کسیطرح
عیب دور نہین ہو سکتی ہین سبب وہ اس بات کے درپے ہوتی ہوتے ہین کہ
وہ آدمی جو اون سے بہتر ہین اونکے مساوی ہو جاوین اور واسطے اس مطلب
کے وہ اچھے آدمی کی برائی کیا کرتے ہین اکثر ناخواندے آدمی پڑھے لکھے

شخصونکی برائی کیا کرتے ہین یہان تک وہ علم کی بھی حقارت کرنے لگتے ہین تاکہ
آدمی اس بات کی تعریف نکرین جو اونمین نہین ہے اکثر حاسد آدمی بوقت
سننے تعریف کسی فاضل یا عالم کے کہا کرتے ہین کہ کیا ہوا اگر ہم چندروز محنت
کرین تو ہم بھی عالم ہوجائین یہ جو حاسد کہتے ہین سچ ہے لیکن غرض اونکی اس کلام
یہ ہے کہ شخص مذکور قابل تعریف کے نہین ہے ہمسرون او ربرابر کے درجے کے
آدمیون مین اکثر حسد ہوتا ہے کیونکہ اگر دو آدمی ایک ہی حالت مین رہتے ہون
اور ایک انمین کا بڑا آدمی ہوجائے اور دوسرا غریب رہے تو پچھلے آدمی کا غریب رہنا
اوسکی تغافلی یا بے وقوفی پر دلالت کرتا ہے اور اس باعث اسکو رنج ہوتا ہے
اور وہ ہزارون باتین جھوٹی واسطے ندامت دوسرے کے کہتا ہے تاکہ وہ
دونون ایک سے رہین یعنے ایک انمین کا دوسرے پر سبقت نہ لیجاوے ۔ واضح ہو کہ
اکثر اون آدمیونکا خلقت بہت حسد کرتی ہے جو کوئی ایسا مرتبہ یکایک حاصل
کرلین کہ جس مرتبہ کے لیے وہ خلقت کی دانست مین مستحق نتھے مثلاً جب ولیعہد
کسی بادشاہ کا بجائے بادشاہ کے سلطنت حاصل کرتا ہے تو کوئی اوسکا حسد نہین
کرتا ہے کیونکہ سب کے دلپر نقش ہے کہ تخت کا ولیعہد مذکور مستحق تھا لیکن اگر
کوئی اور شخص سوائے وارث سلطنت کے تخت پر جلوس کرے تو ساری خلقت
اوسکا حسد کرے گی حسد کبھی نہین چھپ سکتا ہے جہان وہ شخص جو حسد کی گئی ہو
حاسد کے روبرو آئے تو اوسکے چہرہ مین فرق آجاتا ہے اور بھوین چڑھ جاتی ہین اور
اوسکا رنگ زرد ہوجاتا ہے اور پریشانی دلکی منہ پر ظاہر ہوجاتی ہے حسد کا حال
بعینہ عشق کا سا ہے کہ یہ کبھی نہین چھپ سکتا ہے گو اوسی ہزار چھپاوے چنانچہ

مثل مشہور ہی کہ مشک و عشق پوشیدہ نہین رہ سکتی ہین جیسے کہ معشوقکو دیکھکر عاشق کا ڈھنگ بدل جاتا ہے اوسی طور سے حاسد کا حال بوقت موجود ہونے شے حسد کی گئی کے تبدیل ہوجاتا ہے حاسد کے ہنسنے مین ایک طرح کی طعنہ زنی پائی جاتی ہے اوسکا ہنسنا نہین بلکہ زہرخند ہے اوسکے ہنسنے سے نرم دل آدمیون کو زیادہ سخت صدمہ پہونچتا ہے بہ نسبت خفگی ایک صاف دل آدمی کے حاسدون کی ہنسی عجب طرح کی ہوتی ہے خدا اوس سے بچاوے نتیجہ اس تمام مضمون سے یہ نکلتا ہے کہ کسی شخص کو حسد کرنا چاہیئے اور اوسکو سمجھنا چاہیئے کہ حسد کرنے سے سوائے رنج اور گناہ کے کچھ حاصل نہین ہوتا ہے اللہ تعالی جسکو چاہتا ہے غریب کرتا ہے جسکو چاہتا ہے امیر کرتا ہے یہ حاسد آدمی کسواسطے کسیکو دیکھکر حسد کرتے ہین ❊

بیانتہا ہونا عالم کا اور بیان قدرت اللہ تعالی کی کا

اڈیسن صاحب بہادر جو کہ بہت دانا انگریز تھا بیان کرتا ہی کہ ایکدن مین شام کے وقت جنگل مین چلا جاتا تھا اور وہان اوسوقت ایک عجب تنہائی کا عالم تھا جب آفتاب نے کنارۂ آسمان سے اپنے تئین چھپایا تو ستارے جو کہ اوسکے سامنے منتشر شدہ ہوتے تھے اور اسیواسطے اوسکی حضور مین نمودار نہین ہوتے تھے اپنی اپنے مدارون مین دکھائی دینے لگے اور نوبت بنوبت یہ ستارے بہت سے نظر آنے لگے یہانتک کہ سارا آسمان اونسے بھر گیا اور چاند بھی بڑی شان اور شوکت سے نمودار ہوا اوسوقت مجھے یہ قول حکما کا یاد آیا کہ ساتستارے اسقدر بڑے ہین کہ بعض انمین کے زمین سے ذرا چھوٹے اور بعض بڑے دنیا

اور آفتاب بھی زمین سے لاکھون دفعہ مقدار مین زیادہ ہے اور وہ ستارے
جو ذرا ذرا سے آسمان پر چمکتے ہوے معلوم ہوتے ہین فی الحقیقت اجسام مانند آفتاب کے
ہین اور اونکے گرد چھوٹے سیارے مثل کرۂ زمین کے گردش کرتے ہین اور ان
سب سیارون مین خلقت خدا کی کسی نہ کسی طرح کی بستی ہے جب خیال میرے دل مین
آیا تو اوسوقت میرے خیال ناقص مین بہت وہم پیدا ہوئے یعنی سوچا کہ جو اللہ تعالی
اس عالم لا انتہا کا جسمین کرورہا دنیا مثل زمین کے موجود ہین انتظام کرتا ہے
تو وہ مجھسے بے حقیقت شے کا کیا خیال رکھہ سکتا ہے جو اللہ تعالی گردشون آفتاب
اور ستارونکا خیال رکھتا ہے وہ خفیف چیزون پر کیونکر متوجہ ہو سکتا ہے
غرض یہ ہے کہ جون جون مین نے بے انتہائی عالم پر غور کیا اوسیقدر میرا دل
پریشان ہوا کہ میرا خبرگیر خدا کیونکر ہوگا مین نے دیکھا اور سوچا تو دریافت کیا
کہ عالم کی انتہا کسی سمت مین نہین اگر کرورہا برس ایک سمت مین کوئی شخص
نہایت تیز رفتاری سے چلا کرے پھر بھی یہ غیر ممکن ہے کہ عالم کی حد پاوے
لیکن اس حالت پریشانی مین مجھے یہ بھی خیال آیا کہ عالم لا انتہا ہے تو وہ شے جسنے عالم
کو پیدا کیا ہے قوت اور عقل مین لا انتہا ہونا چاہیے اور گو آدمی نسبت عالم کے
ایک نہایت خفیف چیز ہے لیکن اس سے یہ لازم نہین آتا ہی کہ اللہ اوسکی
خبرداری نکرتا ہو مین نے سوچا کہ یہ بڑی حماقت ہے کہ اللہ تعالے کی قوت
او اختیار کو انسان کی قوت اور اختیار سے قیاس کرنا چاہیے یہان ہی مجھے یہ
خیال آیا کہ اللہ تعالے ہر جا ہے موجود ہونا چاہیے تاکہ اوسے سب باتونکا علم
رہے اور یہ خیال آتے ہی میری دلجمعی ہوگئی اور مجھے یقین ہوا کہ گو انسان

نسبت سارے عالم کے بے حقیقت ہے لیکن خدا تعالیٰ سب پر نگاہ رکھ سکتا ہی
اوسکو پرورش سب کی منظور ہے کہ بھنگے سے لگا کے نہایت مجسم اژدہا تک وہ
خبرداری میں مصروف رہتا ہے بعض آدمی جنکی عقل کو وسعت نہیں حاصل ہے
خدا کے ہر جا موجود ہونے کو نہیں سمجھتے ہیں وہ اپنے اوپر قیاس کرکے
کہا کرتے ہیں کہ یہ غیر ممکن ہے کہ ایک شئے ایک ہی وقت میں کئی جاے موجود ہو
لیکن مطلب یہ ہے کہ اگر کوئی شئے مثل انسان کے ہو تو اوسکے واسطے یہ غیر ممکن
ہے لیکن واسطے ذات پاک اللہ تعالے یہ امر ضروری ہے حکماے یونانی
ذات اللہ تعالی کے واسطے خوب مثال دیتے ہیں وہ کہتے ہیں کہ اللہ تعالی
مثال اوس دائرہ کے ہے جسکا مرکز ہر جا ہے لیکن جسکا محیط کسی جگہ
نہیں ہوسکتا ہے فی الحقیقت یہ خوب مثال ہے اللہ تعالے کے ہر جا ہونیکی
جب ایسی ایسی باتیں میرے دلمیں آئیں تو مجھے بڑی تشفی ہوئی اور مجھے دو
نصیحتیں مفید حاصل ہوئیں اول تو ناچیز ہونا انسان کا اور اس باعث سے
لغویت غرور و تکبر کی دوم قادر مطلق ہونا اللہ کا۔ اور اس باعث سے یہ
بہت دانائی کی بات ہے کہ شاکر ہووے اللہ تعالے کے انتظام پر اہل ہنود
نے بے انتہائی عالم کی خوب مثال دی ہے وہ کہتے ہیں کہ ایک ایک درخت
پر ہزارہا گولر لگے ہوتے ہیں اور گولر میں بے شمار چھوٹے چھوٹے بھنگے ہوتے ہیں
اور ان کیڑوں کے نزدیک ایک گولر گویا ایک نئی دنیا ہے وہ کیا جانتے ہونگے
کہ اور بھی لاکھوں گولر ہیں کہ اون میں بھی خلقت مانند اونکے بستی ہے اور انسان کی
خلقت کا تو اونکو ذرا بھی گمان نہوگا بس یہان سے یہ بھی معلوم ہوتا ہے

کر محض حماقت سے ایک کھیکا لکھ سکتا ہے کہ ہماری دنیا بڑی ہے اور اللہ تعالی
نے اوسکو بہر کوئی ایسی شے نہین بنائی ہے وہی حماقت اوس آدمی کی ہے جو خیال
کرے یا کہے کہ مین ایک بڑی شے ہون اور اللہ تعالے نے مجھے اور اور آدمیونکو
کو پیدا کرکے اونھین کی خبرداری اور سرانجام مین مصروف رہتا ہے حاصل
کلام کا اور فائدہ اس مضمونکو لکھنے سے یہ ہے کہ انسانکو اپنے تئین خفیف
سمجھنا چاہیے اور کبھی تکبر کرکے اپنے تئین بزرگ نہ سمجھے اور اللہ تعالے
کو ہر جگہ موجود جانے ؎

ناحق توقع باندھنے کے نقصان

بہت سے رنج اس جہان مین بسبب مایوسی کے پیدا ہوتے ہین اکثر ناحق اپنے
دل مین امیدین اور توقعین باندھ لیتے ہین اور اونکے خیال سے بہت شاد
رہتے ہین لیکن جب اونہین لغویتان خام خیالات کی ظاہر ہوتی ہین اور یہ معلوم
ہوتا ہے کہ توقعین مذکور غلط تھین تو اونھین بڑا رنج ہوتا ہے یہان تک
کہ اونکی ساری خوشی دل کی جاتی رہتی ہے اور بسبب مایوسی کے وہ بہت مغموم
رہتے ہین اسیواسطے عاقلون اور حکمانے کہا ہے کہ آدمی کو لازم ہے کہ کبھی
توقع نہ رکھے بلکہ جو تدبیر کرے اوسکی مایوسی پہلے سوچ لے کیونکہ اگر تجویزین کورین
بن آئین تو خوشی بہت حاصل ہوگی اور اگر مایوسی حاصل ہوئی تو اونکا چندان رنج
نہین ہوگا کسواسطے کہ اوسکا خیال پہلے ہی سے کر رکھا تھا یہ قول حکما کا فی الحقیقت
بہت درست ہے اور اگر اسپر آدمی عمل کرین تو بلاشک بہت فائدہ متصور
ہے ہر آدمی کو یہ خیال رکھنا چاہیے کہ سب انسان اپنی اپنی بھلائی چاہتے ہین

اور بعد اسکے دوسرے کا خیال کرتے ہین اسکا کچھ تعجب نہین کیونکہ یہ بات انسان
کی ماہیت مین داخل ہے پس جب یہ حال انسانکا ہے تو پھر توقع قوی اوسسے باندھنا
خالی از بے وقوفی نہین - یہان سے یہ لازم نہین آتا ہے کہ آدمی کو کسی سے
بالکل توقع نہین رکھنی چاہیے کیونکہ امید پر تو دنیا قائم ہے ہماری مراد یہ ہے
کہ جو امید ہو اوسے بالکل تحقیق نہ جاننا چاہیے اور اوسکے خلاف ہونے کا ہمیشہ
گمان رکھنا چاہیے اکثر دیکھا گیا ہے کہ بعض ناتجربہ کار آدمی ہر آدمی سے جو
اوسسے ذرا اخلاق سے پیش آتی ہین بڑی بڑی توقع کر لیتے ہین اور بعد ازان
رنج مایوسی کا اوٹھاتے ہین دنیا مین دوست حقیقی ملنا بہت مشکل ہے کیونکہ
مزاج انسان کے باہم بہت اکثر مختلف ہوتے ہین اور اس باعث سے کچھ
کچھ اختلاف رائے کا ہمیشہ رہتا ہے اور دو آدمی ایسے مشکل سے ملین گے
جنکے مزاج بالکل ایک سے ہون اور اس باعث سے جو بات ایک آدمی کی دانست
مین بہت مناسب ہے اور دوسرے کی راے مین نامناسب تو اس صورت
مین اگر آدمی دوسرے آدمی کی بھلائی اور خوشی دل سے بھی چاہتا ہو تو بھی
وہ عمل مین نہین آسکتی ہے اور نتیجہ توقع باندھنے کا یہ ہوگا کہ آپس مین ناحق
ترشی ہو جائیگی ایک شخص تو یہ خیال کریگا کہ میری بات ماننے مین
میرا دوست پہلوتہی کرتا ہے اور دوسرا یہ خیال کرے گا کہ میرا دوست
بڑا بے وقوف ہے کہ جو بات نامناسب اور محال ہے مجھسے اوسکی توقع رکھتا
ہے غرض اس مضمون سے یہ ہے کہ آدمی حتی الامکان کسی آدمی سے کوئی
امید قوی نہ رکھے اور جسسے امید رکھے پہلے یہ خیال کر لے کہ شاید ہو کہ یہ امید نہ بر آوے

اور اپنے دلمین یہ خیال کرے کہ جیسے مین انسان ہون ویسے ہی سب ہین
سب اپنی اپنی بھلائی چاہتے ہین اور اپنی اپنی راے کو مقدم سمجھتے ہین پھر
کیا ضرور ہے کہ سب آدمی میری راے کے متفق ہون آدمی کو لازم ہے کہ
اپنی کوشش سے ایسی ایسی لیاقتین پیدا کرے کہ سب آدمی اوسکی بھلا چاہنے لگین اور
اس صورت مین آدمی اوسکی خواہ مخواہ قدر کرینگے اوسکو فائدہ پہونچانے مین اپنا فائدہ
یا خوشی تصور کرکر کوشش بلیغ عمل مین لاوینگے۔ واضح ہو کہ اس دنیا مین بہت
سے ایسے عالی حوصلہ آدمی ہین کہ فائدہ خلق کو بہت چاہتے ہین اونہین بھی
یہ نچاہیے کہ کسی سے توقع قوی کرین اونکو یہ خیال رکھنا چاہیے کہ ہمین غرض
اچھے کام کرنے سے ہے خواہ کوئی اوسکو برا سمجھے یا بھلا ہمین یہ غرض نہین
ہے کہ جس آدمی کو ہم فائدہ پہونچاوین وہ ہمارا دلی ایک دوست ہو جاوے
اور اوسکی راے اور ہماری راے بالکل متفق ہو جاوے کیونکہ اگر یہ خیال اونکے دلمین
ہوگا تو اخیر کو اونکو ناامیدی ہو جاے گی اور اونکا دل رنجیدہ ہو جاے گا
اور بلکہ وہ اپنے طریقہ نیک سے باز رہینگے اکثر آدمی نہایت ترش رو اور مغموم
اس دنیا مین پاے جاتے ہین اور اکثر اونکو یہ فریاد کرتے ہوے سنا ہے کہ دنیا
بری شے ہے اسمین کوئی کسی کا ہمدرد اور ساتھی نہین ہے اور ایسے ایسے خیال کرکر
اونکا دل ہراس ہو جاتا ہے باعث اسکا یہی ہے کہ وہ یہ توقع کرتے ہین کہ
جس نیکی اور اخلاق سے ہم اوس سے پیش آتے ہین اوسی طرح سے اور آدمی
ہم سے پیش نہین آتے ہین اب دیکھنا چاہیے کہ اگر وہ پہلے سے انسان کی
ماہیت دریافت کرے کہ انسان کے طرز طریقہ کیسے ہین تو اسقدر رنج کیون ہوتا

تواریخ سے معلوم ہوتا ہی کہ زمانہ قدیم مین بڑے بڑے امیر و وزیر گذرے ہین
اور انکو وہ اختیار ہوے ہین کہ جو بادشاہونکو حاصل نہین تھے باعث اسکا یہ
ہوا ہے کہ وہ اپنے بادشاہون کی طبیعت کے بالکل مطابق ہو گئے تھے لیکن جب اونھون
نے یہ توقع قوی باندہ لی کہ جو ہم کہین گے وہی بادشاہ کرے گا تو وہ بے پروا اور مغرور
ہو گئے اور بادشاہ آخر کو اونسے برہم ہو گیا اور اونھین خارج کیا اب غور کرنا
چاہیے کہ اگر یہ امیر ہمیشہ یہ خیال رکھتے کہ بادشاہ بھی آخر آدمی ہے اور اوس سے یہ
توقع قوی نرکھنی چاہیے کہ جو ہم کہین گے وہی کرے گا بلکہ ہمیشہ ڈرتے رہتے اور
جانتے رہتے کہ ممکن ہے کہ بادشاہ بعض اوقات ہمارے خلاف ہو جاوے تو وہ ہمیشہ
اپنے مرتبہ کے موافق کام کرتے اور کبھی زیادہ قدم نہ بڑہاتے اور اس ترکیب سے
بادشاہ اونسے کبھی ناخوش نہوتا اور وہ اپنے علاقہ پر قائم رہتے غرض یہ
ہے کہ سوا رنج و مایوسی کے بسبب بہت توقع قوی کرنے کے اکثر مصیبتین اور آفتین بھی نازل
ہوتی ہین یہ بات ہمیشہ یاد رکھنی چاہیے کہ مزاج انسان کا ہمیشہ یکسان نہین رہتا ہے
پس کیونکر ممکن ہے کہ انسان ہمیشہ ایک ہی طور پر چلے میری طبیعت چاہتی ہے کہ مین کسی
کتاب کا مطالعہ کرون اور میرا کوئی نہایت عزیز دوست یہ چاہتا ہے کہ مین اوسکو
ہمراہ کسی مجلس مین لے جاؤن پس اب دیکھنا چاہیے کہ اس ذرا سے مقدمہ
مین کسقدر مشکل ہے اگر مین کتاب کے مطالعہ مین مصروف رہون تو میرے
دوست کو رنج و مایوسی کا حاصل ہوتا ہے کہ باوجود اس تکرار کے مین اوسکی بات
کو نہین مانتا اور اگر مین اوسکے ساتھ جاؤن تو برخلاف میری طبیعت کے ہوتا ہے
القصہ طبیعتین دو آدمیونکی اکثر مطابق نہین ہوتی ہین اسیواسطے سب کو لازم ہے

کہ کسی سے توقع قوی نہ رکھے کہ خواہ مخواہ یہ بات عمل مین آوے ہی گی بلکہ توقع کرتا
یہ ضرور خیال کر لے کہ شاید میری توقع غلط ہو جاوے اور اگر یہ خیال نہوگا اور
بر تقدیر اوسکو اوسکی توقع نہ بر آوے گی تو اوسی بہت سا رنج اور مایوسی
حاصل ہوگی انتہی کلامہ ۞

غور کرنا

بہت سے حکیمون اور داناؤنکی راے اسپر متفق ہوئی ہے کہ غور کرنا بھی ہر ایک بات
مین نہایت خوب چیز ہے غور اور تامل کرنے سے آدمی کو ہزار طرح کے فائدے حاصل
ہوتے ہین جب آدمی کو غور اور تامل ہوگا وہ ضرور ہے کہ علم حاصل کرے اور
ہر ایک تجویز اور بات اوسکی مین کبھی فرق نہ آوے گا کسواسطے کہ وہ ہر ایک بات
کا غور کر کے برا بھلا انجام دیکھ لیتا ہے بخلاف اسکے جو ادہا وسمند چاہتے ہین اور
غور و تامل کو ذرا اپنے دلمین جاے نہین دیتے ہین وہ ہمیشہ جاہل اور ناخواندہ
رہتے ہین اونکی بات کا کوئی اعتبار نہین کرتا ہے اور غور کرنا ایسی ایک عجیب
بات ہے کہ وہ ہر ایک کار مین سلوک پہنچاتا ہے مثلاً کسی شخص مین غصہ ہے تو وہی
بہت غضبیات سے ہے کہ وہ ضرور ہر ایک بات مین تامل کیا کرے اور برا
بھلا انجام ہر ایک چیز کا دیکھ لیا کرے یہ بات تجربہ سے معلوم ہوئی ہے کہ جس
شخص مین کہ غصہ آتا ہے اور بوقت آنے غصہ کے وہ کچھ برا کام کر بیٹھتا ہے اور وہ
پیچھے ذرا غور کیا کرتا ہے تو اوسی سبب پشیمانی آیا کرتی ہے اور وہ کہا کرتا ہے کہ
مین نے بہت برا کام کیا ہے افسوس مین نے پیشتر ذرا غور نکیا کیا خوب بات
ہے کہ ہر ایک صاحب پہلے سے ہر ایک کار مین غور کر لیا کرین اور یہ بات

بہت عیان ہے کہ جسمین غور نہوگا ممکن نہین کہ وہ علم حاصل کرے کسواسطے کہ علم کے سیکھنے مین غور کو بہت دخل ہے ایک کتاب مین مذکور ہے کہ ایک شخص نے اپنے بھائی کو کسی خطا سے مار ڈالا لیکن بعد مار ڈالنے کے تحقیق ہوا کہ دراصل جس خطا سے اوسکے بھائی نے اوسے مارا ہے وہ غلط ہے اور مخبر مرحوم سے وہ خطا نہین بن آئی تھی پس اب یہان دیکھنا چاہیے کہ اگر وہ ذرا صبر کرتا اور غور اور تحقیق کرتا تو کاہے کو اپنے بھائی کو ہلاک کرتا جس شخص مین کہ غور نہوگا وہ ہر ایک کار اور بات مین ندامت اور شرمندگی اوٹھائیگا

عنایات ایزدی سے باب دوم نے بھی اختتام پایا ●

باب سوم مین مختلف حالات تواریخ کی جو قابل جاننے کے ہین مندرج کیے جاتے ہین

ہندوستان

مخفی نہو کہ قبل از داخل ہونے مسلمانون کے ہندوستان مین تواریخ ہندوستان کی بہت نا تحقیق ہے لیکن جو کچھ حال زمانہ قدیم کا مطالعہ کتب تواریخ سے ظاہر ہوتا ہے اوسکا خلاصہ کرکے حوالہ قلم کیا جاتا ہے واضح ہو کہ زمانہ قدیم مین عملداری ہندو راجاؤن کی ہندوستان مین تھی اور زمانہ سلف مین دو بڑے خاندان راجاؤنکے گذرے ہین ایک تو سورج بنسی اور دوسرے چندر بنسی اور سورج بنسی خاندان مین سے راجہ رام چندر جی بہت بزرگ راجہ ہوے ہین اور چندر بنسی خاندان مین کرشن جی مہاراج — حال حکومت اہل ہند کا یہ کہ یہان ایک جا سارے ہندوستان مین حکومت نہین کرتا تھا بلکہ کئی — اور وے اپنے اپنے شہرون

مع گرد و نواح کے حکومت رکھتی تھی لیکن ایک ایسا بھی راجہ ہوتا تھا کہ اوسکا
سب اور راجہ لوگ ادب اور فرمان برداری کرتے تھے اپنے اپنے ملک مین راجہ کو
کل اختیار سب باتونکا ہوتا تھا لیکن برہمن لوگ ہر ریاست مین بہت دخل رکھتے
تھے اور اکثر صلاح کار اور وزیر راجاؤن کے برہمن ہی ہوتے تھے ان
راجاؤن کے ملک مین اکثر رواج قانون دہرم شاستر کا تھا اس واسطے
انتظام ملک مین راجہ لوگ برہمن کے محتاج رہا کرتے تھے۔ اکثر یہ بھی
تواریخ سے معلوم ہوتا ہے کہ مختلف راجہ لوگ ہندوستان کے آپس مین لڑتے تھے اور بہت
کم اتفاق ہوتا تھا کہ آپس مین دوستی اور صلح رہی ہو بسبب اس نزاع کے اور چند باعث
سے اہل ہنود اس قابل کبھی نہین ہوے کہ ملک گیری کرین یا آنکہ بیگانی قومون
کو اپنے ملک مین دخل ندینے دین یہان کے لوگ ہمیشہ سے آرام
طلب رہے ہین اور جو یہان کی عیش و عشرت تواریخ سے ہویدا ہوتی
ہین ایسی کبھی اور ملک مین نہین پائی گئی ہین کہتے ہین کہ جسوقت مین اہل اسلام
نے ہندوستان مین شروع شروع دخل پایا ہے اوس عہد مین شہر قنوج مین
تیس ہزار دکان پان والون کی تھین اور ساٹھ ہزار قوال و طوائف تھین جس سے یہان
معلوم ہوتا ہے کہ جب سامان عیش و عشرت کا تھا تو بلاشک یہان بہت لوگ
عیاش ہونگے حقیقت یہ ہے کہ اپنے ہمسایہ کی بادشاہتون سے اہل ہنود ہمیشہ مغلوب
رہتے ہین کئی سو برس قبل از پیدائش حضرت عیسی کے دارا گشتاسپ بادشاہ ایران
نے ہندوستان پر حملہ کیا اور شمالی اضلاع مثل پنجاب وغیرہ کے فتح کیے اور
سلطنت اہل ایران کو شاہنشاہ سکندر نے پامال کیا اوس وقت عظیم الشان

شاہنشاہ عروج ہندوستان کیطرف بھی متوجہ ہوا اور اپنی بڑی سلطنت پر
قناعت نہ کرکے یہ ارادہ کیا کہ راجگان ہند کو بھی اپنا فرمان بردار کیجے چنانچہ
دریای بیاہ تک آن پہونچا تھا لیکن یہان اوسکی سپاہ نے سرکشی کی اور چاہا کہ ہم اپنے وطن کو
مراجعت کرین چنانچہ سکندر نے بموجب رای اپنی فوج کے اپنے وطن یونان کو مراجعت کی اور
اوسکے دلمین واسطے فتح ہندوستان کے بڑی حسرت باقی رہی جب سکندر مر گیا
تو اوسکی ساری سلطنت اوسکے افسران فوج آپس میں بانٹ لی اور سردار فیلقوس نے
ہند کیطرف کے ملک اپنے قبضہ مین حاصل کیے کہتے ہین کہ یہ شخص کبھی [illegible]
مین آیا اور ایکدفعہ دریاے گنگ تک آ پہونچا جب یہ حال راجہ چندر گپت نے جو
راجہ پٹنہ کا تھا سنا اوسنے بہت سے پیشکش مثل پانسو ہاتھی وغیرہ کے اوسکی نذر
کیے اور اوس سے صلح چاہی۔ غرض یہ ہے کہ اہل ہنود واسطے رہے [illegible]
رہی جب تک کہ اہل اسلام اونکی آزادی کے واسطے دریاے اٹک سے [illegible]
اور اونکی لڑائیونکا حال ہم آگے لکھینگے۔ واضح ہو کہ اہل ہنود [illegible]
مین سب طرحکے علوم جانتے تھے علم ہندسہ اور حساب اور جبر و مقابلہ اور ہیئت [illegible]
اونمین سب طرحکی کتابین ان علوم کی زبان سنسکرت مین مروج تھین اور اب تک
موجود ہین علاوہ ازین فن شاعری کا انمین نہایت یادگی سے مروج تھا اب
ہم خلاصہ حال تو ہندو راجاؤنکا بیان کر چکے لیکن اب کچھ حال اہل اسلام کے آنے کا
ہندوستان مین بیان کرتے ہین۔ واضح ہو کہ محمود غزنوی نے [illegible]
یہ گیارہوین دفعہ حملہ کی اور گیارہوین دفعہ مین ہندوستان کو خوب لوٹ لوٹ
کر غزنی کو چلا گیا اگر ہم مفصل حال ان گیارہوں حملونکا لکھین

تو ہماری کتاب مین اتنی گنجایش نہین لیکن خلاصہ کرکے ثبت کرتے ہین اول
دفعہ مہم ہندوستان پر سلطان محمود غزنی سے انکی سنہ ۱۰۰۱ مین کی تھی اور راجہ آنندپال
راجہ لاہور اور راجہ بھٹنیر کو شکست دیکر اور بہت سا روپیہ لوٹ کر پھر مراجعت
کی اور بعد ازان پھر بہت دفعہ ہندوستان مین آیا اور خوب لوٹ مار کر چلا گیا لیکن سنہ ۱۰۱۸ مین
جو یہ تیس ہزار سوار اور ایک لاکھ پیادہ اور بیس ہزار غازی لیکر ہندوستان کیطرف
آیا تھا اسنے شہرون میرٹھہ او متھرا او بندرابن اور قنوج کو خوب لوٹا اور متھرا کے
اچھے اچھے بتخانون او عبادتخانونکو خاک مین ملوا دیا اور باشندونکو قتل کیا
اور بعد اس مہم کے پھر کئی دفعہ ہندوستان مین آیا کہ اونکا لکھنا اس کتاب
مین فضول جانا لیکن سنہ ۱۰۲۴ مین جو اسنے شہر سومناتھہ پر جو گجرات مین واقع
ہے حملہ کیا تھا اوسکا حال ضرور قابل اطلاع کے ہے۔ واضح ہو کہ محمود بہت سی فوج
لیکر غزنی سے طرف سومناتھہ کے چلا او سومناتھہ مین ایک بڑا عبادتخانہ یعنی مندر
اہل ہنود کا جسکو مندر سومناتھہ کا کہتے ہین تھا اس مندر مین سب طرف کے لوگ
واسطے پرستش کے آیا کرتے تھے دو ہزار دیہاتون کی آمدنی اس مندر کے واسطے
مقرر تھی جب کہ محمود بارادہ لوٹنے اس مندر کے ہندؤن نے مستعد جنگ ہوا تو بہت
سی فوج ہنودونکی واسطے لڑائی کے تیار ہوئی او محمود کو بھی حقیقت معلوم ہوئی
اور اوسنے سوچا کہ دیکھا چاہیے کہ یہان سے ہم کیونکر فتحیاب ہوتے ہین لیکن
چونکہ اقبال مسلمانونکا یاور تھا اس باعث سے سلطان محمود نے اس جنگ
عظیم کو فتح کیا اور مندر اور شہر مذکور کو خوب لوٹا او پائمال کر دیا او مال کثیر
جمع کرکے اپنے وطن کو راہی ہوا کہتے ہین کہ ان مہمون مین سلطان محمود لاکھہ

ہندوںکو غلام کرکے غزنی کو لیگیا تھا مورخ بیان کرتے ہین کہ شہر غزنی اس اوقات مین ان دولاکھہ ہنود غلاموں سے ایسا معلوم ہوتا تھا کہ شہر غزنی مسلمانونکا گویا اہل ہنود سے آباد ہے بعد حملون سلطان محمود غزنوی کے غوریون نے ہندوستانمین سلطنت قائم کی اور بعد ازان اور قومین افغانونکی ہندوستان مین آئین اور سلطنتین قائم کین اور سنہ ۱۳۹۸ مین امیر تیمور شاہنشاہ ترکون کے نے ہندوستان پر حملہ کیا اور بہت سا روپیہ اور مال لوٹ کر پھر واپس چلا گیا اور بعد ازان سنہ ۱۵۲۵ مین بابر ایک شخص خاندان تیموریہ مین سے ہندوستان مین داخل ہوا اور ابراہیم بادشاہ دہلی کو شکست دیکر دہلی مین آیا اور تخت افغانی پر جلوس فرمایا اور اوسوقت سے خاندان تیموری ہندوستانمین قائم ہوا۔ اب ہمنے یہانتک حال سلسلہ وار ہندوستان کا بہت خلاصہ کرکے لکھا ہے اب ہم یہانسے سلسلہ وار نہین لکھینگے کسواسطے کہ اتنی گنجائش اس رسالہ مین نہین ہے اب ہم آگے حال دو سلطنتون کا لکھتے ہین ایک شاہنشاہ اکبر کا اور دوسرا حال سلطنت شاہ عالم کا شاہنشاہ اکبر اول کا تو اسواسطے قابل لکھنے اور اطلاع کے ہے کہ آج تک جیسی سلطنت شگفتہ اس شاہنشاہ ممدوح کی ہوئی تھی کوئی نہین ہوئی اور حال سلطنت حضرت شاہ عالم کا اسواسطے حوالہ قلم کیا جاتا ہے کہ انکے عہد مین خاندان تیموری کو بالکل زوال آگیا تھا اور ایک عجیب بات یہ ہے کہ انہین کے عہد سے انگریز دہلی مین داخل ہوئے ؂

حال ابو الفتح جلال الدین محمد اکبر شاہ بادشاہ کا

یہ بادشاہ مشہور بیٹا ہمایون بادشاہ کا تھا۔ واضح ہو کہ جب افغانون نے ہمایون کو ہندوستان مین سے خارج کیا اُسوقت ہمایون کی بیوی حمل سے تھی اور اسیواسطے راجپوتانہ مین بیچ صحرا کے مقام امرکوٹ مین اکبر پیدا ہوا بعد اسکے ہمایون مع اپنی بیوی اور نو تولد بچے کے طرف قندہار کے گیا یہان کے صوبہ دار نے بجائے پناہ دینے کے ہمایون پر حملہ کیا اور اس باعث سے ہمایون اپنے عیال و اطفال کو چھوڑ کے طرف ایران کے بھاگ گیا اور شاہ طہماسپ سے مدد مانگی چنانچہ شاہ طہماسپ بادشاہ ایران نے ہمایون کی مدد کی اور اوسکے ساتھ بہت سی فوج کر دی اس کمک کے ذریعہ سے ہمایون نے کابل کو تسخیر کیا اور وہان اپنی بیوی اور بیٹے اکبر سے ملا اکبر کے چچا نے پھر کابل کو فتح کیا اور ہمایون نے اسکا پھر محاصرہ کیا اسوقت اکبر کے چچا نے اکبر کو ایک لکڑی سے فصیل قلعہ کی اوپر لٹکا دیا یہ دیکھکر ہمایون نے اشتہار دیا کہ اگر کچھ بھی آسیب اکبر کو پہونچیگا تو سب آدمیون قلعہ کو قتل کرونگا یہ بات سنکر قلعہ والون نے زبردستی چچا اکبر کے کو اس بات سے باز رکھا جب ہمایون کابل فتح کر کے دہلی مین آیا تو وہ کوٹھی پر سے گرا اور مر گیا اور ۹۶۳ھ مین جلال الدین اکبر شاہ بادشاہ نے بیچ عمر ۱۴ برس کے تخت سلطانی پر آگرہ مین جلوس کیا اسوقت کہ صوبہ دار اور راجہ وغیرہ جو ہندوستان مین تھے یہ دیکھکر کہ ایک لڑکا تخت پر بیٹھا ہے سرکشی کرنے لگے اور یہ ارادہ کیا کہ اپنی اپنی علٰحدہ علٰحدہ ریاست کرین لیکن یہ لڑکا آفت کا ٹکڑا تھا اوسکی چالاکی اور ہوشیاری مانند برق کی تھی آج اس صوبہ دار کو زیر کیا اوسدن واسطے فتح اور ملک کے کوچ کیا

غرض یہی کہ چند روز مین اوسنے ساری سلطنت مین امن و امان سے قائم کی اور مضبوطی
اپنی سلطنت کو دی کہ اوسکا بیان نہین ہوسکتا ہے ۔ واضح ہو کہ جب اکبر
بادشاہ تخت پر بیٹھا ہی اوسوقت اسکا بہرام وزیر تھا یہ شخص گو بڑا تجربہ کار تھا لیکن
اوسکی مزاج مین بیرحمی بدرجہ کمال پائی جاتی تھی اور علاوہ اوسکو تکبر بھی تھا برخلاف
اسکے مزاج اکبر بادشاہ مین نہایت رحم تھا اور عالی ہمتی اور شجاعت مین یکتاے
روزگار ۔ واضح ہو کہ محمد ایک شخص جسنے شرقی اضلاع سلطنت ہمایون کی
مین قبضہ کر لیا تھا اور اسکا وزیر ایک شخص ہیمون تھا جب اکبر تخت نشین ہوا
ہمیشہ اس سے ہیمون وزیر محمد کا لڑتا رہا اور آگرہ تک بڑی فوج لیکر گیا غرضکہ
ایک بڑی لڑائی ہوئی اور بہت سے آدمی طرفین سے زخمی اور مقتول ہوئے
اور ہیمون نے شکست کھائی اور قیدی ہوا جب سامنے اکبر کے حاضر کیا گیا تو
بہرام وزیر نے اکبر بادشاہ سے عرض کی کہ اس کافر کو اپنے ہاتھ سے قتل کیجیے اکبر
نے اس بات کو مشکل سے مانا کہ جب اپنے ہاتھ مین تلوار لیکے ہیمون کے سر پر رکھی اوس
وقت اوسپر بہت رحم آیا اور آبدیدہ ہوا اور تلوار کو پھینک دیا لیکن بہرام اس
بات سے بہت بیچین ہوا اور اپنی تلوار سے ہیمون کے سر کو جدا کیا یہ
خصال رحیم ہونے اکبر بادشاہ کی ہی اکبر کی سلطنت مین انتظام ملک
خوب ہوا ہے اوسنے اپنی ساری سلطنت کو بندوبست کیا
تھا اور ہر ایک کی آمدنی اور خرچ کو قلمبند کروایا تھا اور چونکہ قدردان
عالمون اور فاضلون کا تھا تو اچھے اچھے آدمی اوسکو
حاضر ہوتے تھے ابوالفضل اور فیضی وغیرہ سب حاضر

علما

وسہار کے تھے اپنی عقل کے ذریعہ سے اور سب عاقلوں اور فاضلوں کی
دے جو تجویز وہ ریاست کے باب مین کرتا تھا وہ خوب بن پڑتی تھی حقیقت
یہ ہے کہ خاندان تیموری مین وہ آفتاب تھا اوسکو ہندو اور مسلمان اپنا مربی
شمار کرتے تھے اور اوسکی جان و مال کو دعا دیتے تھے بات یہ ہے کہ جیسا
عدل و انتظام اسکی سلطنت مین ہوا ہے اور اسنے بہت سے ملک فتح کیے ہیں
اور کسی بادشاہ سے یہ باتین نہین بن آئی ہین اور انگریز لوگ بھی اکبر بادشاہ کی
سلطنت کی بہت تعریف کرتے ہین سنہ ۱۰۱۴ ہجری مین بدھ کی رات کو جمادی الثانی
کی بارہوین تاریخ کو اکبر بادشاہ دار الخلافہ اکبرآباد مین راہی عالم بقا کے ہوے
اور دوسرے دن بعد تجہیز و تکفین کے باغ سکندریہ مین کہ اکبرآباد کے مضافات
مین سے ہے دفن ہوے آصف خان جعفر نے ایک تاریخ وفات بادشاہ
کی اس طور پر لکھی ہے ٭

بیت

فوت اکبر شد از قضای الٰہ	گشت تاریخ فوت اکبر شاہ

تصویر حضرت جلال الدین محمد اکبر بادشاہ کی بھی اس جاے درج کتاب
کرکے اپنی کتاب کو آرایش دیتا ہون ٭



شاہنشاہ اکبر

مختصر حال سلطنت حضرت شاہ عالم بادشاہ کا

حضرت شاہ عالم بیٹے حضرت عالمگیر ثانی کے تھے اور اونکے بعد بہت سی مصیبتون کے پچیسوین دسمبر ۱۷۵۹ء کو تخت پر جلوس کیا انکے عہد مین دو باتین قابل لکھنے کی ہین اول تو غلام قادر کا آنا قلعہ مین اور دوسرے داخل ہونا انگریزونکا دہلی مین — واضح ہو کہ اب بالکل خاندان تیموری کو زوال آگیا تھا جب حضرت شاہ عالم تخت پر جلوہ افروز ہوے تو اپنے ملک کا آپ انتظام

کرتے رہے اس عرصہ مین بہت سے وزیر بادشاہ کے یہان بدلے اور اسی
عرصہ مین بادشاہ سے چھپور بھی سرکش ہوگیا تھا لیکن وہان یہ خود تشریف لیگئے
لیکن وہان کا قلعہ فتح کیا اور ۱۱۹۴ھ مین اپنا وزیر اور جانشین مادھوجی سندھیہ
لقب مہاراجہ پٹیل بہادر والی دکن کو مقرر کیا اور مہاراجہ پٹیل نے اپنی طرف سے
ایک شخص کو دربار مین حاضر رکھا بعد ازان ۱۲۰۲ھ مین غلام قادر خان روہیلہ
نے کہ بیٹا ضابطہ خان اور ضابطہ خان بیٹا نجیب الدولہ کا اور نجیب الدولہ
بادشاہ کے یہان بڑا اختیار رکھتا تھا اور منصب وزارت سے ممتاز تھا مع چند
امیرونکے اور دو ہزار سپاہیونکے اپنے ملک سے ارادہ لوٹنے قلعہ معلی کا کیا
اور دہلی کے پاس اور جمنا پار آنکر بادشاہ کی حضور مین لکھ بھیجا کہ یہ فدوی آداب بجا لانے
رفع کرنے اور ان شکوون اور گلیونکو جو کہ میرے دشمنون نے آپسے عرض کی ہین
آیا ہے اگر حکم ہو تو دربار مین حاضر ہون — واضح ہو کہ یہ غلام قادر خان
نمک حرام اس بہانہ سے سب اہلکاران قلعہ ناظر وغیرہ کی سازش سے قلعہ مین
آتا تھا جب بادشاہ نے حکم آنے کا قلعہ مین غلام قادر خان کو نہ دیا اور
نمک حرام ناظر اور رالہ یار اور سلیمان اہلکاران قلعہ نے بادشاہ کو سمجھایا کہ اسکو کچھ
دغا نہین ہے صرف حضور کی ملاقات کو آیا ہے بادشاہ نے اپنے اہلکارون پر اعتماد رکھکر
غلام قادر خان کو حکم دربار مین حاضر ہونیکا دیا غلام قادر خان مع اپنی امیرونکے اور
دو ہزار سپاہیونکے قلعہ معلے مین آیا اور بادشاہ نے اسکی بڑی تواضع کی اور
سرکار کو اپنے سینہ سے لگایا پھر اوس مکار نے دربار سے باہر آکر اپنی فوجکو جابجا قلعہ مین تعین کردیا اور
بادشاہی سپاہیونکو نکالدیا جب بادشاہ نے یہ بات سنی تو بہت

غلام قادر کو اپنی پاس بلوایا اور کہا کہ تو نے کیا بلوہ مچا رکھا ہے اوسنی کچھ جواب
نہ دیا اور تخت کے پاس جا کر بادشاہ سے یہ عرض کی کہ آپ لائق بادشاہی کی
نہین ہین تخت پر سے اوتر جایئے پھر بادشاہ نے یہ جواب دیا کہ برای رسول
ہمین تخت پر سے نہ اوتار اسمین ہماری بڑی بیعزتی ہے بلکہ تو ہمین مار ڈال غلام قادر نے
یہ جواب سنکر تلوار میان سے نکالی لیکن ناظر قلعہ نے بیچ بچاؤ کروا دیا اور حضور کو سمجھایا کہ
آپ تخت پر سے اوتر جائیے ورنہ یہ بڑی بیعزتی کرے گا بادشاہ اوسوقت کہ
اونکا مددگار کوئی نہین تھا اور سب جتنے نمک حرام ناظر وغیرہ غلام قادر سے
ملکے تھے تخت پر سے اوتر کر محل مین چلے گئے تب غلام قادر نے ایک شخص کو
جسکا نام جہان شاہ تھا تخت پر بٹھایا اور اشتہار جاری کر دیئے کہ جہان شاہ
تخت پر بیٹھے اور حضرت شاہ عالم اور شاہزادونکو سلیم گڈھ کیطرف ایک
مکان مین قید کر دیا اور پھر قلعہ کو لوٹنی پر کمر باندہی اور سات روز تک خوب قلعہ
کو لوٹا اور پھر ایک روز خود دربار کیا اوسمین حکم دیا کہ آج شاہ عالم اور اونکے شاہزادے
ہمارے حضور مین حاضر ہو وین فی الفور شاہ عالم مع اور شاہزادونکے غلام قادر
کے دربار مین حاضر ہوے جب غلام قادر نے حضرت شاہ عالم کیطرف مخاطب
ہو کر کہا کہ آپ زر و مال اور جواہرات بتلا دیجئے ورنہ ہم آپ کی دونو آنکھین
نکال ڈالینگے بادشاہ بہت مضطر ہو کر تحلیل ہو گئے اور بہت سا جواہرات
لا کر حاضر کیا غلام قادر نے کہا اور لاؤ تمہارے پاس اور ہے بادشاہ نے جواب دیا کہ
اب میرے پاس کچھ نہین ہے تب غلام قادر نے غصہ مین آ کر بادشاہ کو زمین
پر گرا کر اونکی چھاتی پر سوار ہو کر اپنی کٹار سے حضرت کی آنکھین نکال ڈالین

یہ وقت ایسا کمبخت اور مصیبت دار تھا کہ خدا کسی پر نہ لاوے بعد از نکال
لینے آنکھونکے غلام قادر نے اونکو ایک الگ گوشہ مین قید کر دیا اس عرصہ
مین مہاراجہ پٹیل نے یہ سنا کہ اسطور پر حضرت شاہ عالم پر ظلم ہوا ہے تب بہت خفا ہوکر
بہت سی فوج واسطے نکال دینے غلام قادر کے بھیجی جب غلام قادر نے
یہ سنا کہ مادہو جی سیندہیہ ملقب بمہاراجہ پٹیل نے میرے مقابلہ کو فوج روانہ
کی ہے اور نزدیک آن پہونچی ہے تب وہ جمنا کو پار کرکے میرٹھہ کو بھاگ گیا
اتنے مین مہاراج کی فوج یہان آن پہونچی اور حضرت شاہ عالم کو دوبارہ تخت پر بٹھایا
اور نذرین گذرانین اور فوج اب بتلاش غلام قادر کے میرٹھہ کو گئی اور
غلام قادر کو جا کر گرفتار کیا لیکن وہانسے بھی وہ قابو پا کر بھاگ گیا لیکن بعد چند روز
کے بوسیلہ ایک زمیندار کے وہ پھر گرفتار ہو کر مرہٹونکے قبضہ مین آیا مرہٹون نے
اوسکے واسطے ایک لوہے کا پنجرہ بنوایا اور اوسمین اوسکو بند کیا اور کبھی اوسکا ہاتھ
کاٹ لیا کبھی ناک کاٹ لی اسطور پر اوسکو مار ڈالا اور پھر اسی عرصہ مین مہاراجہ
پٹیل بہادر خود دہلی مین رونق افروز ہوئے اور بادشاہ کو نذر گذرانی اور
نو لاکھہ روپیہ سالانہ حضور کا مقرر کیا اور اپنا ایک صوبہ دار نام جسکا شاہ نظام الدین
تھا دہلی مین واسطے انتظام کے مقرر کرکے پھر اپنے وطن کو مراجعت
کی اور مرہٹونکی عملداری ۱۸۰۳ع تک رہی بعد ازان انگریزون نے
اسی سن مین مرہٹونکو شکست دیکر دلی کو فتح کیا اور شاہ عالم بہادر کا بارہ لاکھہ روپیہ
سالانہ بطور پیشکش مقرر کیا اور ان بادشاہ نے ۱۸۰۶ مین جان بحق سونپی
اور اونکی جاے اکبر شاہ ثانی نے تخت پر جلوس کیا؛

شاہ عالم



حال داخل ہونے نادر شاہ کا ہندوستان مین اور قتل کرنا باشندون دہلی کا

واضح ہو کہ جسوقت مین شاہ جہان بادشاہ ہندوستان کا تھا اوس عہد مین بادشاہ ملک فارس کے صوفی تھے لیکن بسبب عیش و عشرت اور توجہ نکرنی کے سلطنت طرف کاروبار ملکی کے اونکی سلطنت ضعیف ہو گئی اور اخیر کو قوم افغانون نے ایران پر حملہ کیا اور سنہ ۱۷۲۲ء مین شہر اصفہان کا محاصرہ کر کے اوسی فتح کیا اور شاہ حسین کو کہ ایک بادشاہ صوفیون مین سے ایران کا تھا قید کیا لیکن بیٹا اسکا

جسکا نام طہماسپ تھا قید سے بچکر آزاد رہا اور اوسکا مددگار و رفیق مستقل نادر
تھا کہ وہ بیٹا ایک گنڈریہ خراسان کا تھا جسنے اپنے باپ کی ریوڑ کو فروخت کر کے
چند ہمراہی اپنے پاس رکھے اور ہمراہ اونکے ملک مین غارت اور لوٹ کرتا پھرتا تھا اور صحیح
ہو کہ نادر ایک بڑا دلیر مرد تھا اور اپنی سپاہ کو بہت خوش رکھتا تھا اور اوس باعث
سے فوج اوسکی نہایت تابع تھی اوسوقت شاہ طہماسپ کیطرف سے افغانوں سے لڑا
اور اونھین شکست دی اور سنہ ۱۷۲۹ مین اصفہان کو اونسے واپس چھین لیا اور بادشاہ
افغان کو قید کیا بعد ازان وہ ترکون کیطرف مخاطب ہوا جنھون نے سر
حد سلطنت ایران مین کچھ دخل دیا تھا اور اونھین بھی عاجز کیا اور جب
نادر نے یہ دیکھا کہ کمال اختیار اوسکے ہاتھ مین ہے اوسنے طہماسپ کو دور کرنا
چاہا اور اپنے تئین بادشاہ بنانے کا ارادہ کیا چنانچہ سنہ ۱۷۳۶ مین اوسنے جلوس تخت
شاہی پر کیا اور شاہ طہماسپ کی آنکھین نکلوا ڈالین از بسکہ نادر شاہ سے
اور افغانون سے دشمنی چلی جاتی تھی تو وہ بھی اکثر اسی دق کرتے رہتے تھے لیکن
اسنے اونسے قرار واقعی عوض لیا نادر شاہ نے کابل مین آنکر بہت سے افغانونکو
قتل کیا اور اونپر بڑی بڑی زیادتیان کین جب نادر شاہ شہر کابل مین
آیا تھا اوسوقت اوسنے اظہار کیا تھا کہ مجھکو کچھ دشمنی اپنے بھائی شاہ ہند سے نہین ہے
فقط یہ مطلب ہے کہ افغانونکو سزا دیکر واپس اپنے ملک کو چلا جاؤن لیکن مرضی
خدا کی یہ تھی کہ ہند کی سلطنت کم حوصلہ کو کچھ سزا دینی چاہیے ایسا اتفاق ہوا کہ جتنے
سفیر وغیرہ بھیجے ہوئے نادر شاہ کے پاس شاہ ہند کے رستہ مین قریب
جلال آباد کے مارے گئے اور کچھ عذر نادر شاہ سے شاہ ہند نے نکیا

واضح ہو کہ اوسوقت تک جلال آباد مین عملداری شاہ ہند کی تھی جب یہ حال نادرشاہ
کو ہویدا ہوا تو نادرشاہ شاہ دہلی اور وہاں کے وزراسے نہایت خفا ہوا اور جلال آباد
مین آنکے باشندونکو قتل کیا اور بعد ازان شہر دہلی کیطرف کوچ کیا اور کرنال پر آنکر فوج
محمد شاہ شاہ دہلی کے مین اور نادرشاہ مین لڑائی ہوئی امیر الامرا نے زخم کاری پایا
اور سعادت خان وزیر محمد شاہ دہلی کا نادرشاہ سے اوسوقت تک لڑے گیا جبتک
کہ اوسکی سپاہ نے اوسکا ساتھ دیا آخرکار فوج بھاگی اور سعادت خان کو نادرشاہ
نے قید کیا سعادت خان نے اس نظر سے کہ علاقہ امیر الامرا کا میرے
ہاتھ لگے کچھ فریب کرکر آکر ملاقات محمد شاہ اپنے آقا کی نادرشاہ سے کروائی اور
ایسے ایسے معاملے کیے گئے کہ نادرشاہ نے دو کروڑ روپیہ طلب کیے اور
ہندوستان کو خالی کرنے کا اقرار کیا لیکن ہندوستان مین نفاق ہمیشہ سے
ہوتا آیا ہے چنانچہ نظام الملک صوبہ دار دکن نے چاہا کہ عہدہ امیر الامرا کا
مجھے ملجاوے اور سعادت خان کو نہ ملے پس اس مطلب کے حاصل کرنیکے لیے
نظام الملک نے نادرشاہ سے یہ بیان کیا کہ دو کروڑ روپیہ بہت کم ہے
اتنے روپیہ تو وہ خود سعادت خان اپنے ذات سے دے سکتا ہے یہ بات
سنتے ہی نادرشاہ کی حرص بڑھ گئی اور وہ دہلی مین داخل ہوا اور وہان بیشمار
دولت زبردستی لی لیکن صرف یہی آفت واسطے شاہجہان آباد کی نہ تھی بلکہ کچھ اور
بھی آفت اہل دہلی پر آنے والی تھی اتفاق ایسا ہوا کہ ایک جھوٹی افواہ مرجانے
نادرشاہ کی شہر مین مشہور ہوئی اور اس خبر کو سچ جانکر کوتہ اندیش آدمی اس
شہر کے نے جہان کوئی ایرانی یعنی نوکر نادرشاہ کا ملا اوسے مارنا شروع کیا

چنانچہ بہت سے ایرانی مارے گئے جب نادرشاہ نے یہ خبر پائی تو وہ نہایت غضبناک ہوا اور دہلی مین قتل عام کا حکم دیا دوپہر تک قتل جاری رہا اور کہتے ہین کہ آٹھ ہزار آدمی دہلی کا مارا گیا سورخ انگریزی بجائے یہان کی لوگون پر نہایت طنز کرتا ہی کہ گو ایسی یادتیان نادرشاہ نے دہلی مین کین اسپر بھی اکثر باشندی دہلی کے جانے سے نادرشاہ کے بہت ناخوش ہوئے سچ ہے اوس زمانہ مین اور اس زمانے مین بھی یہان کے لوگونکو فقط یہ خیال ہے کہ جب تک اونھین اپنی ذات سے کچھ رنج نہو تو اونکی بلا سے ساری خلقت غارت ہی ہوجاے یہ خیال تو اونھین کبھی نہین آتا ہے کہ اونکے ہم وطنون کو رنج ہے اور اس سے اونھین کبھی افسوس نہین آتا ہے خدا حافظ ہے اس خلقت کا - واضح ہو کہ نادرشاہ دہلی سے چودہوین تاریخ ماہ اپریل ۱۷۳۹ء کو روانہ ہوا اور اٹھارہوین تاریخ ماہ جون ۱۷۴۷ء کو قریب شہر مشہد کے قتل کیا گیا اور احمد شاہ ابدالی نے اوسکی جاے سلطنت افغانستان مین حاصل کی اور اوسکی جاے تخت ایران پر کسی اور شخص نے پیروی کی تصویر نادرشاہ کی بھی بجاے درج ہوتی ہے ؀

نادرشاہ نے جب باشندون دہلی کو قتل کیا تھا اوسکی تاریخ ایک شخص نے یہ کہی ہے ؀ ظلم عام ؀



نادر شاہ

بیان دخل پانے انگریزونکا کلکتہ مین اور نواب سراج الدولہ سے لڑکر فتح کرنا تمام بنگالہ کا

ظاہر ہو کہ یہ حال بھی قابل اطلاع اور یاد رکھنے کے ہے کہ کیونکر اول ہی اہل انگریزون نے
کلکتہ مین دخل پایا اور ملک بنگالہ کیونکر ہاتھ آیا — واضح ہو کہ نواب علی وردی خان
صوبہ دار بنگالہ نوکر بادشاہان دہلی کا تھا اور تمام بنگالہ پر متصرف ہو گیا تھا یہانتک
کہ نام کو خادم سلطانی کہلاتا تھا ورنہ وہ بادشاہ دہلی سے بہت زیادہ طاقتور
ہو گیا تھا اور ان دنون مین بادشاہت دہلی کی بھی ضعیف ہو گئی تھی ـ غرض یہ ہے کہ یہ نواب
منتظم بہت منصف اور ہوشیار اور شجاع تھا اور سوداگرون اور بیوپاریونکو
اپنے ملک مین بہت امن دیتا تھا اور وہ یہ خوب جانتا تھا کہ سوداگری ہونے سے
اوسے تاجرونسے بہت خراج حاصل ہوتا ہے چنانچہ تاجران انگریزی کو اوسنے
اپنی ریاست مین جاے سکونت قلعہ شہر کلکتہ مین دی اور اونکو سوداگری کرنیکا
اپنے ملک مین حکم دیا ماہ اپریل ۱۷۵۶ء مین نواب علی وردی خان مذکور کو ناگاہ سفر
ملک آخرت کا درپیش آیا اور اس جہان فانی سے عالم جاودانی کو اوسنے حلت کی
اور اوسکا پوتا نواب سراج الدولہ بجاے اوسکے مسند نشین اور فرمانرواے بنگالہ
کا مقرر ہوا یہ نواب بہت ظالم اور عیاش تھا اور آغاز اپنی حکومت سے اوسنے انگریزون
سے بگاڑ کیا اور اسیوقت مین اہل انگریز اور فرانسیسون مین ولایت فرنگستان
مین لڑائی کا آغاز ہوا تھا اور اس باعث سے جو انگریز اور فرانسیس فرنگی
ہندوستان مین تھے اون مین دشمنی شروع ہوئی تھی چنانچہ اون انگریزون
مذکورہ بالا نے جو بنگالہ مین تجارت کرتے تھے اور کارخانجات مختلف رکھتے تھے

تھے

کلکتہ کے قلعہ کے گرد ایک خندق عمیق کھدوانی شروع کی تھی تاکہ اونکی دشمن
وہانسے فرنگی اونھین فتح اور دق نہ کرسکین جب اس حال کی خبر نواب سراج الدولہ
والی بنگالہ کو اوسکی جاے دار الخلافہ شہر مرشد آباد مین پہونچی کہ صاحبان انگریز
میرے شہر کلکتہ مین خندق کھدواتے ہین اور سامان جنگ تیار کرتے ہین تب
اوسکو انگریزونکی طرف سے شک ہوا اور اوسے یہ بھی معلوم تھا کہ انگریزونکے
پاس بہت روپیہ اور اسباب کلکتہ مین ہے اسیواسطے انگریزونکے افسرونکو
نہایت خفگی کے پروانے بھیجے کہ ایسی تیاری جنگ کی میرے ملک مین عمل مین
نہ آوے اسپر انگریزون نے کچھ عذر کیا لیکن نواب مذکور نے نہایت غصہ
ہوکر کلکتہ پر بہت فوج لیکر چڑہائی کی اور کلکتہ کے قلعہ مین انگریزونکے پاس تین سو
سی زیادہ آدمی نتھے اس باعث سے نواب نے انگریزونکو شکست دیکر پکڑ لیا اور
قلعہ پر بالکل خود متصرف ہوگیا اور بہت سے انگریز بچیان مارے گئے اور بہت
انگریزونکو نواب نے قید کیا جب نواب قلعہ مذکور مین داخل ہوا تو وہان اوسقدر روپیہ
نہ پایا جتنی کہ اوسنے توقع کی تھی فقط قریب پچاس ہزار روپیہ کے اوسکے ہاتھ آئے
پھر اوسکے خیال ناقص مین یہ آیا کہ انگریزونکو جو مینے قید کیا ہے اونپر زیادتی اور
ظلم کرنا چاہیے تاکہ وہ دق ہوکر چھپے ہوے اور دفن کیے ہوے خزانے اپنے
مجھپر ظاہر کرین چنانچہ اوسنے ایک سو چھیالیس انگریزونکو ایک نہایت چھوٹی
مکان مین جسکو انگریز بلیک ہول کہتے ہین ٹھونس کر مانند کبوترونکے چھوٹی سی
ڈربی مین بھر دیا اور دروازہ مکان پر قفل جڑ دیا اور نواب نے آرام فرمایا
اس کمبخت موسم مین گرمی کی نہایت شدت تھی اور بیچارے قیدی انگریز تمام رات پانی پانی

پکارتے رہے اکثر اونمین سے گھٹ کر اور پیاس کی زیادتی سے مر گئے اور بوقت
صبح ایک سو چھیالیس آدمیون مین سے پچاس سسکتے ہوے زندہ باہر نکالے گئے
اس واردات عظیم کی یادگاری کے لیے انگریزون نے ایک مینار اوس مکان مذکورہ بالا
پر تعمیر کروایا جبکہ خبر اس ظلم و زیادتی کی اور انگریزونکو مقام مدراس مین پہونچی
وہ نہایت خفا ہوے اور تیاری واسطے بدلہ لینے کے کی۔ کرنیل لوڑ کلا یو جو
نہایت شجاع اور مردانہ عظیم افسر انگریزونمین سے تھا قریب دو ہزار آدمی لیکر
کہ اونمین سے ایک ہزار گورے تھے اور ایک ہزار ہندوستانی تلنگے واسطے فتح کرنے
شہر کلکتہ کے جہاز پر سوار ہوکر چلا۔ جب کلکتہ مین بہادر مع اپنی فوجکے آن پہونچا تو کلکتہ مینا
سے فوج نواب سراج الدولہ کو خارج کیا اور نواب خود مرشد آباد کو بھاگ گیا سچ
ہے کہ ظالم لوگ نامرد بہت ہوتے ہین بسبب ظلم اور زیادتی اس نواب کے اوسکے
اکثر سردار اوس سے ناراض تھے اوسے مسند پر سے اوتارا چاہتے تھے اوس کے
سردارونمین سے ایک بڑا سردار میر جعفر خان بھی تھا اور اس سردار نے یہ
ارادہ کیا کہ مین انگریزونسے مدد لیکر نواب سراج الدولہ سے مسند چھین لون اور
آپ اوسپر بیٹھون چنانچہ اوسنے کرنیل لورڈ کلایو موصوف سے سازش کی اور کرنیل
ممدوح نے اپنی فوج لیکر مرشد آباد پر بھی چڑھائی کی اور نواب سراج الدولہ کی فوجکو مقام پلاسی
پر شکست فاحش دی اور میر جعفر خان کو نواب ملک بنگالہ کا بنا دیا اور اوس سے بہت سا
روپیہ موافق عہدنامے کے لیا جبکہ فوج نواب سراج الدولہ کی نے شکست کھائی
تو وہ اپنے محل مین سے نکلکر اپنی بیوی اور خوجہ کے ساتھ بھاگا لیکن بعد چند روز
کے وہ گرفتار آیا اور میر جعفر خان کے قدمون پر گر پڑا میر جعفر خان کو رحم آیا

اور اوسنے چاہا کہ اوسکی جان کو بخشون لیکن میر جعفر خانکا بیٹا نام جسکا میرن تھا
اور وہ بڑا ظالم اور بے رحم تھا اوسنے نواب سراج الدولہ کو قتل کروایا
سچ ہے جیسا کوئی کرتا ہے ویسا ہی اوسکے سامنے آتا ہے۔ ہم اس جا بے تصویر
نواب سراج الدولہ کی سع نقشہ مینا کہ جسکو انگریزی زبانمین بلیک ہول کہتے ہین
اور شبیہ کرنیل ہولوڈ کلاایو صاحب بہادر کی درج کتاب کرتے ہین ❊

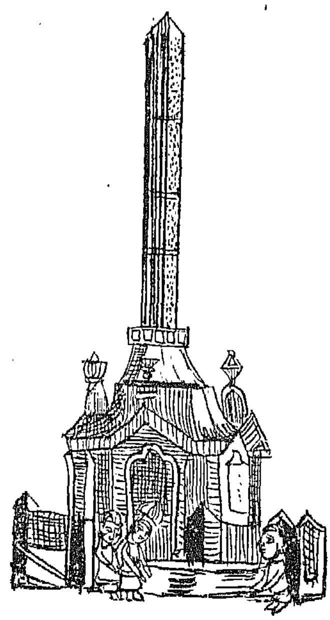
شبیہ نواب سراج الدولہ



تصویر کرنیل لورڈ کلایو



نقشہ اوس عمارت و مینار کا جسے انگریزی بانین بلیک ہول کہتے ہین



حال مہاراجہ رنجیت سنگہ بہادر والی لاہور کا

واضح ہو کہ یہ مشہور شخص ایک بڑا راجہ قوم سکہہ مین سے گذرا ہے اور یہ وہ آدمی ہے جس نے اپنی قوت بازو سے ایک سلطنت عظیم قائم کی اسکے بزرگ زمیندار قوم سکہہ مین سے تھے جب سلطنت اہل افغان کی ضعیف ہو گئی تو پنجاب مین بڑی بے انتظامی وقوع مین آئی اور مختلف جتھے سکھونکے پیدا ہوے ان جتھونکو مثل کہتے تھے ان جتھون مین سے ایک جتھا چرت سنگہ کا بھی تھا اور چرت سنگہ دادا مہاراجہ رنجیت سنگہ کا تھا چرت سنگہ نے لوٹ مار کرکے چند اپنے ہمراہی جمع کر لیے تھے اور سردار کہلاتا تھا اور بسبب نا اتفاقی راج ملک کوہستان یعنی جموں وغیرہ کے اسکو بہت سے قابو واسطے حاصل کرنے دولت اور اختیار کے

ہات سنگہ چیت سنگہ کا بیٹا مہا سنگہ تھا اسنی جموکو خوب لوٹا اور بہت قوت
حاصل کی اور اعرت سرمین اکثر وہ رہا کرتا تھا اور اس ترکیب سی مہا سنگہ
نے ایک ریاست قائم کی مہا سنگہ کے بیٹا مہاراجہ رنجیت سنگہ پیدا ہوا ابتدای عمر مین
مہاراجہ رنجیت سنگہ کے چیچک کی بیماری ہوئی اور بسبب اس بیماری کی مہاراجہ
کی ایک انکھہ جاتی رہی لیکن وہ بہت ہوشیار اور دلیر تھا اور اپنے باپ کی ریاست
کو اوسنے بھی ترقی دی اور چھوٹے چھوٹے سردارون سکھونکو اوسنی مطیع کیا۔
زمان شاہ والی کابل نے جب خبر سنی کہ شاہ ایران کا ارادہ واسطے فتح کرنے
ہرات کے ہے وہ پنجاب سے جلد بھاگ گیا اور جلدی مین کئی توپین اوسکی
دریاے جہلم مین ڈوب گیئین اور وہ اونھین چھوڑ کر چلا گیا لیکن رنجیت سنگہ
نے شاہ مذکور کی بہت خدمتگاری کی واسطے قبضہ لاہور کے اجازت حاصل
کر لی جب شاہ اپنے ملک مین پونہچا اوسنی مہاراجہ رنجیت سنگہ کو لکھا کہ میری
توپین دریاے جہلم مین سے نکال کر بہیجد چنانچہ مہاراجہ مذکور نے آٹھ توپین نکالکر
اونھین شاہ مذکور پاس روانہ کیا اس بات سی شاہ ممدوح مہاراجہ رنجیت سنگہ سی
بہت خوش ہوا اور شہر لاہور اوسی بخشدیا جب یہ اجازت واسطے قبضہ کر لینے
لاہور کے مہاراجہ رنجیت سنگہ کو حاصل ہوئی اوسنی ارادہ واسطے قبضہ کر لینے
اس شہر کے کیا۔ واضح ہو کہ اندنون مین شہر لاہور پیچ قبضہ چیت سنگہ اور موہر سنگہ
اور صاحب سنگہ کو تھا لیکن یہ تینون سردار عیش مین پڑے ہوے تھے اونھین
کچھہ خبر امور ریاست سی نتھی اور مہاراجہ رنجیت سنگہ نے بعض رئیسون اہل اسلام
سی جو شہر لاہور مین تھے سازش کر کے اونھین اپنی طرف ملا لیا تھا اور اونھون نے

بوقت آنے فوج رنجیت سنگہ کے دروازہ شہر لاہور کا کھولدیا اور اس ترکیب سی لاہور
مہاراجہ مذکور کے قبضہ مین آیا اسوقت سے مہاراجہ رنجیت سنگہ کی ریاست
ترقی پکڑتی گئی جو جو سردار آس پاس کے ملک پنجاب مین تھے اونکو باری باری
رنجیت سنگہ نے فتح کرنا شروع کیا جس سردار کو اوسنے زیر کیا اوسکی ریاست اوس سے
چھین لی اور اوسکو کچھ پنشن یا جاگیر واسطے گذارہ کے مقرر کردی ان دنون مین
مہاراج کا یہ حال تھا کہ آج ایک قلعہ کو فتح کیا کل ایک اور قلعہ کو جا گھیرا اوسطور
سی لوٹ مار اور فتح کرتا ہوا سب پنجاب کو پائمال اور مطیع اپنا کیا چونکہ اس وقت مین
سلطنت افغانی کو روز بروز بہت ضعف ہوتا جاتا تھا اس باعث سی مہاراجہ رنجیت سنگہ
نے انکے ملکون مین بھی دست اندازی شروع کی جسطرف مہاراجہ تشریف
لے گئے اوسیطرف سردار اور امیر فرمان بردار ہو گئے نذرین
معقول پیش کین بعد سنہ ۱۸۰۲ع کے رنجیت سنگہ نے ملتان کی طرف اپنی فوج
کو حکم حرکت کا دیا لیکن وہانکا ناظم جسکا نام مظفر خان تھا اوسنے ارادہ مہاراجہ
کی اطاعت کا کیا اور مہاراج کو نذرین پیش کین اور اس ترکیب سے ناظم مذکور نے
آفت کو ٹالا سنہ ۱۸۰۸ع مین لارڈ منٹو صاحب نے چارلس مٹکاف صاحب بہادر کو
بطور اپنی ایلچی کے مہاراجہ رنجیت سنگہ کے پاس بھیجا کہ ایک عہدنامہ بیچ
سرکار خالصہ اور سرکار انگریزی کے ہوجاے اور غرض اس عہدنامہ سے یہ تھی
کہ مہاراجہ اپنی فوج کو پار دریاے ستلج کے نہ اوتارین اور اور سرداران اور راجاؤن
قوم سکھ سے جو اوسطرف دریاے مذکور کی ہین کچھ سروکار نہ رکھین اول اول
مہاراجہ مذکور نے کچھ خیال [illegible]

کرنیل اوکٹرلونی جنکو اخترلونی صاحب کہتے ہین مع فوج کے لدھیانہ کو بھیجا اگر
مہاراجہ صاحب راہ راستی سے عہدنامہ انگریزی کو نہ قبول کرین تو زبردستی
اونسے عہدنامہ مذکور کیا جاوے چنانچہ یہ تیاری جنگ کی انگریزونکی طرف سے
دیکھکر مہاراجہ رنجیت سنگہ نے گورنمنٹ انگریزی کے کہنے کو قبول کیا اور عہدنامہ
طرفین سے کیا گیا اسجاے یہ بیان کرنا ضرور ہے کہ اگر سردار اور رئیس قوم سکھ
مین سے جو اسطرف دریاے ستلج کے ہین حمایت انگریزی مین نہ رہتے تو بیشک
مہاراجہ اونکے ملک کو چھین لیتا اور اونکا نام و نشان بھی نہ رکھتا۔ واضح ہو
کہ مہاراجہ رنجیت سنگہ نے مختلف شہر اور قلعجات سنہ ۱۸۱۰ تک فتح کیے اور ملتان
پر بھی کئی دفعہ مہم کی لیکن یہ شہر جسکا ناظم مظفرخان تھا اوسکے ہاتھ بہت مشکل سے
لگا سنہ ۱۸۱۸ مین مہاراجہ نے بڑی تیاری واسطے لینے ملتان کے کی اور اوسکا
محاصرہ کر لیا اور بعد کوشش بلیغ کے مہاراجہ نے ملتان کو فتح کیا
مظفرخان اور کئی اوسکے بیٹے اس لڑائی مین مارے گئے مہاراجہ کو قلعہ ملتان
مین بہت سی دولت ہاتھ آئی۔ واضح ہو کہ قبل از فتح ہونے ملتان کے مہاراجہ صاحب
موصوف نے ایک مہم واسطے تسخیر کشمیر کے کی تھی لیکن اس مہم مین سکھونے
شکست پائی چنانچہ سنہ ۱۸۱۹ مین پھر کشمیر پر چڑھائی کی اور بعد بہت سی کشت و
خون کے اس شہر جنت نشانکو فتح کیا اوس وقت سے یہ فردوس ثانی
قبضہ سکھو مین رہا جبکہ مہاراجہ رنجیت سنگہ نے پشاور کو فتح کیا تھا تو بعد چند
پھر افغانون نے انکا اس شہر کو چھین لیا کسواسطے کہ فوج مہاراجہ کی پشاور پر نہ
[illegible] ۱۸۲۳ [illegible]

مابین سکھون اور افغانون سکے واقع ہوئی اس لڑائی مین پھولا سنگہ اکالیا جو ایک بڑا
دلیر سپاہی قوم سکھہ مین سے تھا مارا گیا اور ایک ہزار سے زیادہ آدمی سکھونکے مقتول او زخمی
ہوئے کہتے ہین کہ اس لڑائی مین سکھونکی فوج قریب چوبیس ہزار کی تھی اور افغانونکی قریب
پانچ ہزار کے تھی مسلمان بڑی بیک میدان جنگ مین لڑنیسی نہ ہٹے اور بہت داد شجاعت
کی دی لیکن آخرکار شکست کھائی اور اسوقت سے پشاور مہاراجہ رنجیت سنگہ کے قبضہ
مین رہا مہاراجہ رنجیت سنگہ کو اگرچہ کچھ علم نتھا پھر بھی بسبب شجاعت اور بہادری
کے تمام پنجاب کو مطیع او فرمان بردار کیا اور ایسا نام پیدا کیا کہ بہت کم حاصل
ہوتا ہے مہاراجہ رنجیت سنگہ ماہ جون ۱۸۳۹ء مین راہی ملک بقا ہوے تصویر
مہاراجہ صاحب کی بھی واسطے ملاحظہ ناظرین کے درج کیجاتی ہے



حال محمد اکبر خان کا

یہ مشہور شخص بیٹا امیر دوست محمد خان والی کابل کا تھا باعث اسکی شہرت کا یہ ہوا کہ جب انگریزون نے ۱۸۳۸ء مین مہم کابل پر کی اور فوج بہت سی جمع کرکے کابل کو تسخیر کیا اور بعد ایک لڑائی کے امیر دوست محمد خان نے عاجز ہو کر اپنے تئین میگناٹن صاحب کے حوالہ کیا اوسوقت محمد اکبر خان طرف بلخ کے پہاڑونکو ضلع مین بھاگ گیا اور چند مدت تک روپوش رہا اور جب کابلیون نے سرکشی کی اوسوقت محمد اکبر خان جو بڑا چالاک اور بہادر تھا اور دشمنی قوم نصارا سے بہت کمال رکھتا تھا کابل کے گرد نواح مین آن موجود ہوا اور سرکشونکو دلاسا اور دلبری اور اونکا سردار بنکر سرکشی کو خوب پختہ کیا یہانتک کہ وہ بربادی فوج انگریزی کی ظہور مین لایا میگناٹن صاحب نے چاہا تھا کہ کسیطرح اس شخص کو اور سرکشونکو گرفتار کرلون لیکن یہ صاحب موصوف اپنے پھندے مین آپ پھنس گئے چنانچہ صاحب مذکور چند ہمراہیونکے ساتھ واسطے ملاقات کے محمد اکبر خان کے پاس آئے اور کچھ گفتگو درباب حوالہ کردینے سرکشون کے واقع ہوئی اوسوقت محمد اکبر خان کو جوش آیا اور اپنی سپاہ کو لفظ بگیر کا فرمایا یعنی حکم واسطے گرفتاری صاحب موصوف اور اونکے ہمراہیون کے دیا یہ بات دیکھکر میگناٹن صاحب بہت حیران ہوئے اور کچھ کلام سخت کرنے لگے اور محمد اکبر خان کو اونھون نے اپنے ہاتھ سے دھکا دیدیا اس بات سے اس بچہ افغان کو بہت غضب آیا اور اوسنے پستول اپنی کمر سے نکال کر لاٹ میگناٹن صاحب کے مارا فورا گولی پستول کے وہ مرگئے اور فوج انگریزی بالکل غارت ہوئی جب انگریزون نے

یہ حال بربادی فوج کا سنا اونہون نے ایک اور فوج بسرکردگی جنرل سرجارج پالک صاحب کے افغانستان کو بھیجی اور اس فوج نے کابل کو پھر فتح کیا اور محمد اکبرخان ذرا ذرا سی گروہون انگریزی فوج سے کبھی مقابلہ مین نہ آیا یہانتک کہ جنرل رابرٹ سیل صاحب جو قلعہ جلال آباد مین مقیم تھے اونکو بھی وہ نہ پکڑ سکا بلکہ یہ ہوا کہ اس شجاع جنرل نے ایک بار قلعہ مین سے قریب پندرہ سو آدمیونکو لیکر باہر نکلا اور گو اکبرخان کے ساتھ دس ہزار فوج تھی پھر بھی اوسے شکست فاش دی اور محمد اکبرخان بھاگتا ہوا نظر آیا القصہ جب فوج انگریزی کابل سے واپس آئی اور دوست محمد خانکو انگریزون نے قید سے رہا کیا اور وہ کابل کو پھر تشریف لے گئے تو محمد اکبرخان بطور وزیر کے مقرر ہوا اور اکثر کاروبار ملکی مین اوسی کو دخل تھا اکثر سرکشونکی تنبیہ و تادیب مین مصروف رہتا تھا دوست محمد خان کو بہت بڑا بھروسا تھا حقیقت یہ ہے کہ یہ شخص بڑا غضبناک اور مردانہ عظیم تھا اور تمام افغانستان مین محمد اکبرخانکا نام مشہور ہوگیا تھا اور ہر معاملہ مین کنرو ہی اختیار رکھتا تھا اور اوسیکا یہ ارادہ معلوم ہوتا تھا کہ وہ سکھون اور انگریزونسے لڑے لیکن اوسکی زندگی نے وفا نہ کی اور اوسنے عمر جوانی مین ہشتم ماہ فروری ۱۸۴۷ء کو مقام جلال آباد مین وفات پائی اور بموجب اوسکی کہنے کے وہ بلخ مین دفن ہوا اور قوم نصارا سے وہ اسقدر دشمنی رکھتا تھا کہ بوقت مرنے کے اپنے بھائی محمد شریف خان سے کہا کہ میرا اسلام علیہ بزرگوار کی اور دوستونکی خدمت مین کہدینا اور اونکو اس امر سے بھی مطلع کرنا کہ مین تو اب راہی ملک عدم کا ہوتا ہون مگر تمام جمیع خرابیون ہر جو فرنگیون سے دوستی کرنے مین پیدا ہوتی ہین بخوبی نظر رکھنا محمد اکبرخان کی

مرنے سے قوم قزلباش اور غلزئی جو کہ ہمیشہ سرکش اور اوس سے ڈرتی ہتی تہی خوش ہوتی تہی شاید اونکو اس امر سے اطلاع ہوگی ٭

اگر بمرد عدو جای شادمانی نیست	که زندگانی ما نیز جاودانی نیست
اے دوست بر جنازہ دشمن چو بگذری	شادی مکن کہ بر تو ہمین ماجرا رود

ایک شخص نے وزیر محمد اکبر خان کی وفات کی یہ تاریخ لکہی ہے

سال فوت وزیر کابل گفت	نجم اکبر بسر وش بی کم و کاست

١٢٦٣ھ



حال سلطان ٹیپو کا

واضح ہو کہ ٹیپو بیٹا حیدر علی نایک کا تھا اور حیدر علی نوکر راج میسور کا جسکا دار السلطنت شہر سرنگا پٹن تھا اور حیدر علی نے بہت اختیار راج میں حاصل کر کے اور راجہ کو صغیر سن دیکھ کر آپ حکم کرنے لگا اور ملک غصب کر لیا اس سے اور انگریزوں سے بڑی جنگ و جدل رہی درحقیقت یہ ہے کہ اوسنے بھی انگریزوں کو خوب دانت کھٹے کیے اور دق کیا کبھی انگریزوں نے فتح پائی اور کبھی حیدر علی نے لیکن یہ ہوا کہ ایک دفعہ بھی انگریزوں سے وہ پامال نہ کیا ہو سکا ۱۷۵۳ء میں حیدر علی کے فرزند پیدا ہوا اور نام اوسکا ٹیپو رکھا اور جیون جیون ٹیپو کی عمر زیادہ ہوئی اوسنے جنگی اور ملکی امور میں دخل پایا اور انگریزوں سے دشمنی کو ترقی دی اور بعد مرنے حیدر علی کے ٹیپو نے انگریزوں سے خوب لڑائیاں لڑیں اور اونکو قیدیوں پر بہت ظلم اور زیادتیاں عمل میں لایا کبھی باہم صلح مابین انگریزوں اور سلطان مذکور کے ہوئی لیکن پایداری کبھی کسی صلح کو نہ ہوئی اخیر کو ۱۷۹۹ء کے شروع میں انگریزوں نے قطعی ارادہ زیر کرنے ٹیپو کا کیا اور بڑی فوجیں انگریزی کی سمت سرنگا پٹن کے حرکت کر گئیں اور جنرل ہیرس صاحب سپہ سالار فوج انگریزی کے مقرر ہوئے ۲۷ ماہ مارچ ۱۷۹۹ء کو مابین فوج انگریزی و فوج سلطان ٹیپو کے ایک سخت جنگ قریب مقام ملاولی کے واقع ہوئی اور اسمیں دونوں طرف سے خوب دادِ شجاعت ظہور میں آئی اور جنرل ہیرس نے خوب انتظام کیا اخیر کو فوج ٹیپو کی بھاگی اور نقارہ فتح کا کیمپ انگریزی میں بجا اس لڑائی میں قریب ۶۶ آدمی کے زخمی اور مقتول و قیدی انگریزوں کے طرف سے ہوئے لیکن فوج سلطان ٹیپو کو بڑا نقصان ہوا

بعد اس جنگ کی فوج انگریزی سامنے شہر سرنگاپٹن کی آن پڑی اور تیاری محاصرۂ شہر کی عمل مین آنے لگی بہت دنون تک محاصرہ رہا اور شہر فتح نہ ہوا اس عرصہ مین چند بار سلطان نے انگریزون سے چند شرائط واسطے صلح کی بیان کین لیکن اسکا کچھ نتیجہ نکلیا آخیر کو کئی انگریز اسواسطے مقرر کیے گئے کہ قلعہ کی فصیل کو توڑنا چاہیے چنانچہ ستر تاریخ ماہ اپریل کو کرنیل لسلی صاحب نے سپہ سالار فوج انگریزی کو اطلاع دی کہ تھوڑی سی فصیل قلعہ کی ٹوٹ گئی ہے یہ بات سنکر سپہ سالار جنرل ہیرس صاحب نے دوسرے دن حملہ کا ارادہ کیا اور یہ بات مقرر کی کہ ٹھیک دوپہر کو ایکدفعہ ہی حملہ عمل مین آوے خلاف اسکے ٹیپو کے خیال مین یہ بات سمائی ہوئی تھی کہ انگریز رات کو وقت حملہ کرینگے اور اس مغالطہ مین اوسنے اوسکا نقصان اوٹھایا جنرل ہیرس صاحب نے اب یہ ارادہ مصمم کرلیا تھا کہ یا تو قلعہ کو فتح کرنا یا یہین دفن ہونا چنانچہ اوںھون نے موافق درخواست جنرل بیرڈ صاحب کی جو پہلی لڑائیون مین ٹیپو کے قیدی ہوے تھے اور اوسکے ہاتھ سے بہت سے ظلم اوٹھائے تھے اور اسی باعث سے قلبی دشمنی سلطان مذکور سے رکھتے تھے افسر حملہ کرنیوالی فوج کا کیا ان صاحب نے اپنی فوج کو حملہ کا حکم دیا اور چند منٹون مین شہر کی فصیلونکے اندر داخل ہوے گو بہت سا کشت و خون ہوا اور ٹیپو لڑائی مین تین جانی زخم کھاکر مر گیا اور اوسکا لاشہ تھوڑی دیر مین مل گیا اور بوقت داخلۂ انگریزونکے شہر مین یہ نہ معلوم ہوا کہ وہ کہان ہے بلکہ یہ شک ہوا کہ وہ اپنے محل مین چھپ رہا ہے اور چونکہ گورے اور اکثر افسر انگریزی ٹیپو کی جان کے خواہان تھے تو وہ بہت غضبناک ہوکر خواہان اس بات کے ہوے کہ دروازے محل کے توڑ کر وہان

گھس جاییے اور ٹیپو کو مع عیال و اطفال اوسکی قتل کیجیے سپاہ کے غضب کو کم کرکے
جنرل ہیرڈ نے شاہزادون اور سلاطینون سے یہ درخواست کی کہ اگر تم اپنی جان
او رمال کی حفاظت چاہتے ہو تو دروازے محل کی کھول دو ورنہ اگر ہم زبردستی
کھول لین گے تو گورے سب تمکو جو اندر ون قلعہ کے ہین قتل کرینگی لیکن
سب شاہزادے اور بیگین ٹیپو سلطان کی اس بات سے ڈرتی تھین کہ شاید ٹیپو پھر فتح
پاوے اور ہمین واسطے کھولدینے دروازہ کے ہنراوے آخر کو جنرل مذکور
نے میجر ایلن صاحب کو واسطے فہمائش سلاطین او قلعہ دار محل کے بھیجا اور
اس حیم اور شجاع انگریز نے اپنی تلوار قلعہ دار کو دیدی اور اوسکی تسلی کی کہ ہم
کسیکو آزار نہین دینگے لیکن اہل محل کے خوف کھاتے تھے اور قسم کھا کے بیان کرتی
تھی کہ ٹیپو محل مین نہین ہے بعد بہت سی تکرار کے میجر مذکور محل مین داخل ہوے
او شاہزادون اور سلاطینونکو بڑے خوف مین پایا اور اونکی حالت دیکھکر
اونھون نے بہت افسوس کیا غرض کہ سارے اطفال سلطان مذکور کے
حفاظت انگریزی مین آئے اور اونکے ساتھ تھوڑی سی فوج مقرر کرکے اونکو
باہر محل کی لے گئے بعد اسکے ٹیپو کی لاش بھی پائی گئی اور اس باعث سے انگریزون
کا شبہہ مٹ گیا کہ شاید ٹیپو کہین چھپا ہوا ہو ٹیپو ۱۷۵۳ء مین پیدا ہوا اور
اس سے معلوم ہوتا ہے کہ بوقت اوسکی وفات کے اوسکی عمر قریب پچاس برس
کی تھی اسباب جو ہمنے یہ تقریر لکھی ہے یہ اس موقع کی ہے کہ جب میجر ایلن
صاحب بہادر دروازہ محل کا کھلوا کر اندر گھسے تو لڑکی ٹیپو کے زیادتی خوف سے
میجر ایلن صاحب سے لپٹنے لگے اور میجر صاحب موصوف بھی اون سے

کمال محبت سے پیش آتے اسطور سے یہ ملک انگریزونکے قبضہ مین آیا اور انگریزون نے واسطے پرورش بچون ٹیپو کے کچہ مقرر کر دیا ⁂



نقشہ اوس حالت کا کہ اطفال اور عورات ٹیپو سلطان نے انہین میجر الین صاحب کو سونپا

حال شاہنشاہ سکندر کا

سکندر بیٹا بادشاہ فیلقوس کا تھا اور بادشاہ فیلقوس بادشاہ مقدونیا کا جو کہ یونان میں واقع ہے تھا فیلقوس نے واسطے تربیت اپنے بیٹے سکندر کے حکیم ارسطو کو مقرر کیا تھا اور اس نے بفضل خدا اوسکو ایسی تربیت کی کہ وہ اظہر من الشمس ہے سکندر بعد وفات اپنے باپ کے بیس برس کی عمر میں تین سو چھتیس ۳۳۶ برس پہلے پیدا ہوا حضرت عیسی کے یعنے آجتک دو ہزار ایک سو اٹھارہ ۲۱۱۸ برس گذرتے ہیں کہ تخت مقدونیا پر بیٹھا اور اوسنے ایسی ایسی کار نمایاں کیے اور بڑی بڑی مہمیں کیں ہیں کہ حال مفصل اونکا میری تمام کتاب میں بھی گنجایش نہیں کرتا لہذا کچھ تھوڑا سا حال مختصراً لکھا جاتا ہے — واضح ہو کہ جب سکندر بیس برس کی عمر میں تخت بیٹھا تو اہل یونان جانا کہ ایک لڑکا تخت نشین ہوا ہے سرکشی کرنے لگے لیکن سکندر نے ساتھ کمال شجاعت کے اہل یونان کو خوب سزا دی اور اپنا مطیع کیا یہانتک کہ چند روز میں اس سے ڈرنے لگے بعد اسکے تین سو چونتیس ۳۳۴ برس پہلے پیدایش حضرت عیسی کے بائیس برس کی عمر میں اسنے فتح کرنے سلطنت ایران کا ارادہ کیا اور فوج لیکر چلا اور جب اسنے ارادہ پار کرنے دریائے گرینی کس کا کیا تو ایرانی فوج نے اوسے سامنے سے اوترنے سے روکا لیکن اسنے اپنی شجاعت سے فوج ایرانی کو وہاں شکست دیکے دریا کو پار کیا اس عرصہ میں بسبب گرمی کے نمود ہوا اور سکندر نے کچھ اپنی فوجکو رخصت واسطے گھر جانے کے دی بعد تھوڑے دنوں کے جب اسکی فوج گھر سے واپس آئی تو اسنے ادہر اودہر کے ملک یعنی ایشیا کوچک کونیا وغیرہ فتح کیے اور سامان دوسری لڑائی کا اہل ایران سے کیا دارا بادشاہ ایران کا

ایک لاکھ پچیس ہزار فوج لیکر مقام اسس پر مقابل سکندر کی آیا اور فوج سکندر کی
دارا کی فوجسے تہائی بھی نتھی دونوں میں اس مقام پر بڑی بھاری لڑائی ہوئی اور
بہت سا کشت و خون ہوا بہت دیر تک شک رہا کہ دیکھا چاہیے فتح کسکو ہو
لیکن اخیر کو سکندر نے دارا کو شکست دی اور دارا مع فوج اپنی کے اپنے دارالخلافہ کو
میدان جنگ میں سے بھاگ گیا اور تواریخ سے ظاہر ہوتا ہے کہ اس لڑائی میں ایک
لاکھ دس ہزار آدمی ایرانی فوجمیں سے مارے گئے دارا تو بچکر بھاگ گیا لیکن اوسکی
ماں اور اوسکی جورو اور تمام عیال و اطفال اوسکے سکندر کے ہاتھ قیدی ہوے
اس بڑی عظیم فتح نے اور ریاستونکو جو کہ آس پاس تھیں ڈرا دیا اور سبھوں نے
تابعداری سکندر کی اختیار کی بعد اس فتح کے سکندر طرف ترکستان کی متوجہ ہوا
اور ملک شام کو فتح کر کے واسطے زیر کرنے ملک مصر کی جاکر اوسکو اپنے قبضہ میں لایا
اور دریاے نیل جہان کہ سمندر سے ملتا ہے ایک شہر بہت عمدہ اور شاندار
تعمیر کروایا جو کہ اب تک آباد ہے اور اس شہر کو شہر سکندریہ کہتے ہیں
جبکہ سکندر مصر میں تھا کہ اوسکو یہ خبر پہونچی کہ دارا شاہ ایران نے پھر واسطے لڑنے
کی بڑی فوجیں تیار کی ہیں یہ خبر سنتے ہی یہ مصر سے پھرا اور دریاے فرات کو پار کر
کر الجزیرہ میں جو کہ درمیان دریاے ٹگرس اور فرات کے واقع ہے آیا اور اسوقت میں
دارا بھی اپنی فوجیں لیکر اربلا سے چالیس میل کی بڑھ کی بڑی بڑی میدانوں میں پڑا اور سکندر
بھی الجزیرہ سے پانچ دن کی راہ طی کر کے مقابلہ اپنی دشمن کی آگیا اور ایک مورخ بیان
کرتا ہے کہ دارا کی فوج قریب دس لاکھ کی تھی اور سکندر کی قریب سینتالیس ہزار
کی سکندر نے باوجود اس قلیل فوج کو نہایت دلیری و مردانگی عظیم سے قلب میں

فوج دارا کے جہان کہ جھنڈا بادشاہی لہرا رہا تھا گھس کر حملہ کیا اور لڑائی طرفین
سے شروع ہوگئی اور سکندر بوقت لڑائی کے اس فکر مین تھا کہ کسیطرح سے خاص
دارا کو قید کرون اتنے مین یہ تو اس فکر مین لگ رہا تھا کہ قریب تھا کہ فوج سکندر
کی شکست کھاوے لیکن یہ جھٹ خود اپنے ساتھ بہت عمدہ اور کارآزمودہ سوار لیکے
لڑائی مین گھس گیا اور خوب لڑا یہ لڑائی بڑی دیر تک جاری رہی اور لاکھون آدمی
مقتول و مجروح ہوئے حقیقت یہ ہے کہ اخیر نہایت بڑی بھاری لڑائی تھی لیکن
اخیر نوبت سکندر نے دارا کو شکست دی اور دارا لڑائی مین سے بھاگ گیا اور بہت
سی فوج اوسکی ماری گئی او قید ہوئی اور بوقت بھاگنے دارا کے سکندر نے
اوسکا تعاقب کیا اور شہر بابل وغیرہ مین ہوتا ہوا طرف اصفہان کے جہان کہ
دارا بھاگ گیا تھا چلا اور جبکہ سکندر رہا جل مین پہونچا تو اوسنے خبر پائی کہ دارا
کو اوسکی دو بڑے بڑے افسرون بسس اور سٹی بازیر نے قید کر لیا ہے یہ سنتے ہی
اوسنے فوراً کوچ کیا اور جب ان دونون افسرون مذکور نے یہ خبر پائی کہ سکندر
آتا ہے تو اونھون نے رستے ہی مین دارا کو قتل کر کے بھاگ گئے جبکہ سکندر نے
راستے مین دارا کو مردہ پایا تو اوسے بڑا رنج ہوا اور اوسنے دارا کو بموجب
بادشاہی شان کے دفن کیا اسطور پر ایسی طاقتمند اور بڑی سلطنت ایران کی سکندر کے
ہاتھ آئی اب سکندر خراسان قندھار بلخ ماوراء النہر وغیرہ مین ہوتا ہوا اور لوگونکو
فرمانبردار کرتا ہوا اوس ارادہ فتح کرنے ہندوستان کے کابل مین آیا مورخ
بیان کرتے ہین کہ شہر کابل بسایا ہوا اور بنیاد ڈالا ہوا سکندر کا ہے
سکندر نے کابل مین سب راجاؤن ہندوستان کو واسطے تابعداری کے بلوایا اور راجہ تکشلا نے

جسکی عملداری ہر دو طرف کنارۂ دریاے سندہ کی تھی تابعداری سکندر کی
قبول کی اور سکندر نے کشتیان واسطے پار کرنے دریاے سندہ کے تیار کروائین اور
دریاے مذکور کو پار کرکے ہندوستان مین آگیا اور وہ ملک جو دریاے سندہ کے
شرق مین ہے اوس زمانے مین وہ ملک تین سردارون پر تقسیم تھا اول ٹیکسیلیز
جو کہ حاکم کشمیر کا تھا اور ٹیکشیلا جسنے کہ فرمانبرداری سکندر کی قبول کر لی تھی دوسرا پورس جسکی
عملداری مشرق کیطرف دریاے سندہ کی تھی جبکہ سکندر دریاے سندہ سے چلکر ٹیکسیلا مین
پہونچا جو کہ کنارۂ دریاے جہیلم پر واقع ہے دیکھا گیا ہے کہ بہت سا لشکر پورس
مذکور کا سامنے کنارہ دریاے مذکور پر واسطے روک کے کھڑا ہوا ہے سکندر نے ترکیب
سے مقابلہ کرنا بیجا سمجھکر ایک فریب کام مین لایا جہان کہ فوج سکندر کی پڑی ہوئی تھی
اوس جگہ سے دو میل کے فاصلہ پر ایک بلندی پر ایک ٹاپو تھا جسنے دریا کو
دو حصہ مین تقسیم کر دیا تھا سکندر رات کو جبکہ ہوا تند چل رہی تھی اور مینہ کی
کی شدت ہو رہی تھی اپنی فوجکو ساتھ لیکر اوس ٹاپو پر سے اوترنے کا ارادہ کرکے چلا
اور صبح کو پہونچا اوس ٹاپو کے اوتر کر سامنے دشمن کے جا پہونچا جبکہ پورس کو
خبر ہوئی کہ سکندر خود مع فوج کے اوتر آیا ہے تب خود بہت سی فوج لیکر بارادۂ
جنگ کے آیا اور اوسوقت آپسمین بڑی سخت اور خونی لڑائی واقع ہوئی لیکن چونکہ اقبال
سکندر کا بخت یاور تھا اوسنے پورس کو شکست دی اور اوسکو قید کر لیا
اور اوسکو پہر بھی اپنا تابعدار کرکے پھر اوسکو اوسکا ملک واپس کیا اور بعد اسکے
سکندر نے دریاے چناب اور راوی کو پار کیا اور راستہ مین سب اہل پنجاب نے
تابعداری سکندر کی اختیار کی اب سکندر دریاے بیاہ تک پہونچا تھا اور اوسنے چاہا کہ

اس دریا کو پار کرکے شہر پٹنہ میں گھس جاوے کہتے ہیں کہ اوس زمانے میں راجہ پٹنہ کا
چندرگپت تھا جسکے یہان چھ لاکھ فوج جرار تھی لیکن فوج سکندر کی عرصہ نو برس سے
ساتھ سکندر کے بڑے بڑے ملکوں میں رات اور دن اور گرمی اور جاڑے میں لڑتی
اور لڑتی پھرتی تھی اس باعث سے اب بہت لڑنے سے تھک
گئی تھی تو اب فوج نے یہ چاہا کہ اب گھر کو مراجعت کرکے اپنے عیال و اطفال سے
ملنا چاہیے اس بات پر سب فوج اور افسرون نے متفق ہوکر سکندر سے یہ درخواست
کی کہ اب ہم وطن کو مراجعت کرنی چاہیے اگرچہ سکندر نے اپنی فوج کو سمجھایا اور خاطرداری اور دلجوئی
بھی کی کہ تمام ملک ہندوستان کا ہاتھ آویگا اور بڑی شان حاصل ہوگی لیکن
فوج نے نہ مانا آخرکار بہت بیدلی اور حسرت سے سکندر نے اپنی فوج کو لوٹا دیا
اور حکم مراجعت کا دیا اور بوقت بازگشت کے ہندوستان میں اسکے بیچ
سکندر اور اہل ملتان سے لڑائی ہوئی اور بوقت لڑائی کے سکندر نے بڑی بہادری
اور مردانگی کو کام میں لاکر خود اکیلا اوس شہر کو پھلانگ کے شہر میں گھس گیا اور دشمنون سے خوب
لڑکر شکست دی لیکن اس لڑائی میں اسنے اتنے زخم کھائے تھے کہ توقع زندگی کی
نہ رہی تھی لیکن بعد چند روز کے اسنے شفا پائی اور پھر کوچ طرف اپنے وطن کے
جاری کیا اور جب ایران میں پہونچا تو اوسنے وہان دارا کی لڑکی سے شادی کی
اور جبکہ سوسا میں جو کہ خراسان میں واقع ہے پہونچا وہان جاکر اوسنے جو کہ ساتھ اوسکے
جرنل و سپاہی تھے انکو اجازت واسطے گھر جانے کے دی اس باعث سے ساری
فوج سکندر کی نے چاہا کہ ہمکو بھی رخصت واسطے گھر جانے کے ملے سکندر نے اسبات
اپنی فوج سے بہت ناراض اور خفا ہوکر یہ حکم دیا کہ نئی فوج ایرانی رکھی جاوے اور

سب پرانی فوج سپہری نکال دیجاوے اور اونسے بہت سی فوج ایرانی نوکر رکھہ لی
جب یہ بات فوج سکندری نے دیکھی تو فوج مذکور نے بہت عاجزی اپنے آقا
کی کیکے اپنی خطا معاف کرائی اور دوبارہ اپنے اوپر سکندر کو مہربان کروایا بعد اسکے
سکندر نے خود بخود دس ہزار آدمیونکو اپنی فوجمین سے رخصت واسطے گھر جانے
کو دی بوقت علیحدگی کے فوج سے سکندر کو بہت رنج حاصل ہوا بعد رخصت کرنے
دس ہزار فوج کے وہ خود طرف شہر بابل کے بارادہ تسخیر ملک اہل عرب کے چلا گیا اور جسوقت کہ یہ
شہر بابل مین پہونچا تو وہان اسکو پیغام اجل آپہونچا اور عارضہ بخار کا لاحق ہوا
اور اسی مرض مہلک مین جبکہ اوسکی عمر بتیس ۳۲ برس کی تھی بارہ سال سلطنت کرکے
اس عالم فانی سے طرف عالم جاودانی کے رحلت کر گیا حقیقت یہ ہے کہ جیسا یہ شاہنشاہ
یونانی گذرا ہے اور جسنے نام پیدا کیا ہے آجتک کوئی ثانی اسکا صفحۂ زمین پر نہین
پایا گیا ہے قلم اور زبانکو طاقت نہین کہ اوسکی بہادری و مردانگی کے اوصاف بیان
کرسکے +


سکندر

حال انگلستان کا

زمانہ سلف کا حال انگلستان بھی بہت قابل اطلاع کے اور عجیب ہے مخفی نرہے کہ قبل از حاصل ہونے سلطنت عظیم کے اس بنا مین اہل رومیہ کی کوئی ۵۵ برس پیشتر پیدا ہونے حضرت عیسیٰ کے انگلستان جسکو برٹن بھی کہتے ہین کوئی نہین جانتا تھا اوس زمانے مین باشندے انگلستان کے جو کہ اب اس مرتبہ اور عقل کو پہنچے ہین بالکل وحشی تھے پوشاک وہ چمڑے کی پہنتے تھے اور گند ہونے سے تمام بانہین اور رانون سے تمام ٹانگین کھلی رکھتے تھے اور اونکو نیلا رنگ لیتے تھے کھانا اونکا گوشت تھا اور جنگلون مین جھپڑون اور جھونپڑون مین گذران کرتے تھے مذہب اونکا بت اور آتش پرست تھا اکثر وہان کے لوگ اوس اوقات مین مونچھون کو منڈوا ڈالتے تھے لیکن داڑھی رکھتے تھے اور اونکے سر کے بال گند ہونے اور پیٹھ تک لٹکتے تھے دیکھا چاہیے کہ باشندے انگلستان کے ہی انگریز جنھون نے اب کیسی علم اور عقل اور مرتبہ حاصل کیا ہے کہ اپنے ثانی نہین رکھتے ہین کیسی وحشی اور بے عقل تھی * مصرع * ببین تفاوت رہ از کجاست تا بکجا ایک تصویر اوس زمانہ کے باشندون انگلستان مین کی سجاتی درج کرتا ہون اوس سے معلوم ہو جائیگا کہ اوس زمانہ مین وہ لوگ کیسی وحشی تھے اوس اوقات مین حال حکومت اور سلطنت اونکی کا یہ ہے کہ کوئی ایک بادشاہ اونپر حکمرانی نہین کرتا تھا بلکہ اونکی الگ الگ جتھے تھے اور ایک ایک جتھے کا علٰحدہ علٰحدہ سردار تھا لیکن جب کوئی غنیم یا دشمن چڑھ کر آتا تھا تو اوسوقت یہ ساری قوم متفق ہو جاتی تھی اور متفق ہو کر ایک اچھے سے شخص کو اپنا سردار اور سپہ سالار بنا لیتی تھی



تصویر ایک زمانہ سلف باشندۂ انگلستان کی

اور اوسکی اوسوقت اطاعت کرتے تھے چنانچہ اسیوقت مین جبکہ سیزر شاہنشاہ
رومیہ کبیر کے نے یہ چاہا کہ انگلستان کو فتح کیجیے اور اس وحشی قوم کو اپنا تابعدار
کر لیجیے تو آدہی رات کو وہ واسطے زیر کرنے اس قوم کے سوار ہوا تو صبح کو
جبکہ کنارہ دریاے ڈوور کے نزدیک جو کہ قریب انگلستان کے ہے جا پہونچا تو
دیکھتا ہے کہ سامنے تمام آدمی انگلستان کے مسلح ٹیلون اور پہاڑون پر کھڑے
ہوے ہین غرض جو کہ اس لڑائی کے وقت اہل انگلستان نے بموجب اپنے قواعد کے اپنا
سردار و سپہ سالار ایک شخص مسمی کیسی ولانس کو مقرر کیا تھا غرض کہ آپس مین سیزر کے
اور باشندگان انگلستان کے کچھ لڑائی ہوئی اور بہ باعث اسکے کہ امرا و رؤسا کو
بوقت لڑائی کے کیسی ولانس سے کچھ ہم تھی اونہون نے بباعث حسد یا کسی شک کے
اوسکی اطاعت نہ کی اہل انگلستان نے شکست کہائی اور شاہنشاہ سیزر فتحمند ہوا
لیکن سیزر نے یہان کچھ اچھی طرح سے انتظام نہ کیا اور بعد مرجانے سیزر کے اور

شاہنشاہون روسیہ کبرے کے نے اہل انگلستان کو زیر کیا اور حکمرانی کرنے لگے
اور اونکی چار سو سال تک عملداری انگلستان مین رہی اور بباعث انکی عملداری کے
باشندے انگلستان کے بہ نسبت سابق کے کچہ کچہ عقلمند ہو گئے تھے لیکن بعد
چار سو سال کے عملداری اہل روسیہ کبرے کی جاتی رہی تو سنہ ۴۴۸ عیسوی
مین ایک قوم پکٹس اور سکوٹس نے انگلستان کو اکیلا جانکر خوب لوٹنا اور تباہ کرنا شروع
کیا باشندے یہان کے بہت دق آکر اونھون نے اہل ملک جرمنی سے جنکو
قوم سیکسنز کہتے ہین مدد مانگی کہ تم پکٹس اور سکوٹس کو ہماری ملک مین سے نکالدو
اونھون نے بہت رضامندی سے اہل انگلستان کی مدد کی اور پندرہ سو
آدمی قوم سیکسنز مین سے واسطے نکالدینے پکٹس اور سکوٹس کے آئی اور اونھون نے
پکٹس اور سکوٹس سے لڑکر سنہ ۴۵۵ عیسوی مین اونکو شکست فاحش دی قوم
سیکسنز مذکور نے اس ملک کو زرخیز اور اپنے ملک جرمنی کو بنجر پاکر اوسکا قبضہ کرلیا
اور انگلستان پر مدت تک قابض اور حکومت کرتے رہے بعد ازان قوم ڈینز
رہنے والے ڈنمارک نے سنہ ۸۳۲ مین انگلستان پر حملہ کرنا شروع کیا اور کئی بار
قوم ڈینز اور قوم سیکسنز مین جو کہ انگلستان پر قابض ہو گئے تھے لڑائیان واقع ہوئین
لیکن اخیر کو قوم سیکسنز نے قوم ڈینز کو شکست دی غرض یہ کہ قوم سیکسنز کی مدت
تک عملداری ہندوستان مین رہی اور اخیر بادشاہ انکی قوم مین سے ہیرلڈ
تھا۔ اور ایک اور شخص مسمے ولیم دی کونکرر ڈیوک نورمنڈی کا جو کہ ایک ضلع
ملک فرانس کا ہے تھا یہ دونون عہدہ دار تخت انگلستان کے ہوئے ہیرلڈ کا دعوے
تخت کا تو اسطور پر تھا کہ وہ بیٹا پچھلے بادشاہ کا تھا اور ولیم دی کونکرر

دعوے بسبب کسی رشتہ بادشاہی خاندان کے رکھتا تھا آپسمین ان دونون کے
سنہ ۱۰۶۶ع مین لڑائی واقع ہوئی اور اس لڑائی مین ولیم دی کونکرر نے فتح پائی اور
تخت انگلستان کا اوسکے ہاتھ آیا۔ اب واضح ہو کہ اب تک تو انگلستان کا حال
تھا کہ کبھی کسی قوم نے حملہ کیا اور کبھی کسی نے لیکن اب جب سے ولیم دی کونکرر
تخت پر بیٹھا تب سے انگلستان مین امن ہوگیا اور برابر بادشاہ ہوتے چلے آئے
اور جب سے اب تک ۳۵ بادشاہ اور بادشاہزادیان تخت پر بیٹھ چکی ہین اور
اب جو چھتیسوین ملکہ معظمہ فرمانرواے انگلستان بادشاہزادی وکٹوریہ ہے اوسکی
تصویر اس جاے درج کرکے اپنی کتاب کو زیب و زینت بخشتا ہون اور جاننا
چاہیے کہ بالفعل سلطنت اور حکومت کا انگلستان مین کیونکر دستور ہے اور
وہان کی گورنمنٹ کا کیا حال ہے۔ واضح ہو کہ اب انگریزی گورنمنٹ مین تین
قسم کے حاکم ہین اول تو بادشاہ جو کاروبار ملکی کو بصلاح اپنے وزرا کے کرتا ہے اور
دوسرے کچہری امیرون کی اور تیسری کچہری وکلاے رعایا کی مجموعہ ان تینون حکام کو پارلیمنٹ
کہتے ہین یہ حکام اس طور پر حکمرانی کرتے ہین کہ وہ سب متفق ہو کر قانون بناتے
ہین اور اون قوانین کو احکام پارلیمنٹ کہتے ہین اب ہم ان تین قسم کے حکام
کے اوصاف بیان کرینگے۔ واضح ہو کہ بادشاہ کا انگلستان مین سب سے اعلیٰ
درجہ ہے لیکن بادشاہ کو بالکل اختیار ہر امر مین نہین ہے جیسے کہ ہندوستان
اور اور ملکون مین ہوتا آیا ہے انگلستان کے بادشاہ پر یہ کلام حضرت
شیخ سعدی کا صادق نہین آتا ہے کہ گاہی بسلامی برنجند وگاہے بدشنامی خلعت دہند
انگلستان مین بادشاہ مثل ایک امیر اعظم کے تصور کیا جاتا ہے اور منجملہ تین قسم کے

حکام مذکور الصدر سے کہ وہ بھی ایک حاکم اکبر ہے بغیر قبولیت اور مشورت صاحبان
پارلیمنٹ کے وہ کچھ نہیں کر سکتا ہے قوانین انگلستان میں یہ بات نہیں
کہ عورت تخت نشین نہو اگرچہ حق مرد کا مقدم ہے پارلیمنٹ میں بادشاہ سر گروہ
تصور کیا جاتا ہے اور اسیواسطے اوسے اختیار ہے کہ پارلیمنٹ کو جب چاہے
طلب کر کے جمع کرے اور جب چاہے اوسے برخاست کرے بادشاہ پر
واجب ہے کہ پارلیمنٹ اسطور پر کم سے کم ایکبار سال میں جمع کیا کرے اور ایک
پارلیمنٹ سات برس سے زیادہ نہیں رہ سکتی ہے اول تو یہ کہ بادشاہ چاہے
جب پارلیمنٹ کو موقوف کر سکتا ہے علاوہ ازین اگر سات برس بیت جائیں تو موافق
قوانین انگلستان کے صاحبان پارلیمنٹ کو خود بخود موقوف ہونا پڑتا ہے اور ان کی
جا بے اور صاحب تدبیر اور اہل دانش جمع ہوتے ہیں جب پارلیمنٹ جمع
ہوتی ہے اوسوقت بادشاہ بڑی شان و تجمل سے دربار میں تشریف لاتا ہے اور تخت
سلطانی پر جلوس فرما کے کچھ کلام اور صلاح صاحبان پارلیمنٹ سے متعلق
ملکی میں کرتا ہے اور بعد ازان بادشاہ دربار میں بھی تشریف لیجاتا ہے اور
باقی حکام جمع ہو کر اجراے کاروبار ملکی میں مصروف رہتے ہیں ان کاموں
مین بادشاہ کچھ دخل نہیں دیتا ہے البتہ بعض اوقات وہ بوساطت اپنے وزرا
کے یہ کہلا بھیجتا ہے کہ فلانے امر میں اونھین توجہ کرنی چاہیے علاوہ ازین
جو قانون صاحبان ان کچہریون کے بناتے ہیں وہ بغیر از قبولیت بادشاہ
کے نہیں جاری ہو سکتے ہیں تین قسم کے حکام جمع ہونیکو پارلیمنٹ کہتے
ہیں اول بادشاہ دوم امیر سوم وکیل طرف رعایا کے ہے اب ہم

کچہری امیرونکا بیان کرتے ہین واضح ہو کہ حکام اس کچہری کے بڑے بڑے صاحب بیر امیر ولایت انگلستان کے ہوتے ہین جو جو امیر اس کچہری مین داخل ہوتے ہین اونکی تقرری چند باعث سے ہوتی ہے اول تو یہ کہ اونسے بڑا فائدہ سرکار کو پہونچا ہو دوم یہ کہ وہ بڑی لیاقت واسطے علاقجات ملکی کے رکھتے ہون اور سوم یہ کہ اون پاس بڑی دولت ہو جسکو اونھون نے اپنی کوشش اور دیانت سے حاصل کیا ہو اور اس دولت کو وہ واسطے رفاہ خلق کے خرچ کرتے ہون ان امیرون کو علاقہ پارلیمنٹ کا موروثی ہوتا ہے اور جتنے لاٹ پادری بھی بڑے امیر ہوتے ہین وہ بھی کچہری امیرونمین داخل ہوتے ہین اگرچہ یہ لوگ سوائے امورات دینی کے اور مقدمات ملکی مین دخل نہین دیتے ہین امیر لوگ مختلف رتبہ کے ہوتے ہین جو اول درجہ کے امیر ہین اونکو ڈیوک کہتے ہین اور دوم درجہ کے امیرونکا لقب مارکوس ہوتا ہے اور تیسرے درجہ کا ارل اور چہارم درجہ کا وائکونٹ اور پنجم درجہ کا بیرن بادشاہ کو اختیار حاصل ہے کہ چاہے جس آدمی کو عوام مین سے امیر بناوے اور اوسے کوئی سا لقب امیری کا بخشدے اور اس باعث سے بادشاہ کو بہت قوت بہم پہونچ سکتی ہے جس شخص کو وہ امیر بنادے بیشک وہ بادشاہ کی سی کہیگا لیکن ایسے ایسے قوانین انگلستان مین مروج کیے ہین کہ وہ بادشاہ کی زیادتی اختیار کے مانع آتے ہین جب امیرونکی کچہری جمع ہوتی ہے اور کوئی مقدمہ عظیم پیش ہوتا ہے اوسوقت بڑے بڑے قانون دانونکو بھی بار مین طلب کرتے ہین تاکہ اونکی صلاح سے فیصلہ مقدمہ کا موافق قانون کے عمل مین آوے جب کسی مقدمہ مین بڑی تکرار واقع ہوتی ہے تو امیر لوگ بہت سوچ سوچ کر اپنے اپنے گھرونسے

دربار مین تشریف لاتے ہین اور وہان بڑی بڑی تقریرین اور وجوہات بیان
کرتے ہین اور اس ترکیب سے سامعین پر واضح ہو جاتا ہے کہ آیا فلانی تجویز درست
ہے یا فلانی۔ اب ہم کچہری وکلاے رعایا کا بیان کرین گے جو تیسری قسم کی حکام
ہین اور اونکا نام کچہری وکلاے رعایا اسواسطے مقرر کیا گیا ہے کہ وہ رعایا کیطرفسے
بطور وکلا کے مقرر ہوتے ہین اور جو کچھ رعایا کیطرفسے عرض کرنا ہوتا ہے عرض
کرتے ہین یہان جاننا چاہیے کہ کس طریق سے وکلاے رعایا کے مقرر اور طلب کیے
جاتی ہین واضح ہو کہ شریفون یعنی کوتوالون ہر ضلع کے کو احکام جاری ہوتے ہین کہ تم اپنے اپنے
ضلع مین رعایا کو جمع کر کے یہ کہو کہ اپنی طرف سے ایک یا دو یا زیادہ آدمی لایق تجویز
کر کے بطور اپنے وکیل کے کچہری پارلیمنٹ مین بھیجو تا کہ وہ کچہری مذکور مین
حاضر ہو کر امورات ریاست مین دخل دین اور جو جو مفید باتین واسطے رعایا
کی ہون وہ عرض کرین وکلاے رعایا ہر اضلاع کی خلقت کیطرفسے دو سو باون ہوتے
ہین اور شہرون اور قصبون اور مدرسون کیطرفسے چار سو چھ ہوتے ہین پس
کل تعداد وکلاے رعایا کی چھ سو اٹھاون ہوتی ہے۔ واضح ہو کہ جو جو اشخاص کہ
کچہری وکلاے رعایا مین داخل ہوا چاہین اون مین یہ صفتین پائی جائین اول تو
یہ کہ وہ اکیس برس کی عمر سے کم نہون دوم یہ کہ وہ رعایا مین سے ہون اور بادشاہ
کی ملک مین پیدا ہوے ہون تیسرے یہ کہ وہ صاحبان جج مین سے نہون چوتھے
یہ کہ وہ لوگ اونمین سے نہون جو بادشاہ کیطرفسے کچھ تنخواہ یا پنشن پاتے ہون
اور اسی طور سے اور بہت سی صفتین ہین جو کہ وکلاے رعایا مین ہونی ضرور ہین
اسی طریق سے چند صفتین اون آدمیون مین ضرور ہین جو ہر ضلع اور شہر مین

اکٹھے ہوکر ضلع یا شہر کیطرف سے وکیلونکو تجویز کرتے ہین سب سے بڑی اور ضروری صفت انمین یہ ہونی چاہئے کہ اونہین کچھ آمدنی اراضی سے ہو اور اسکا باعث یہ ہی کہ ایسے آدمیونکی یہی غرض ہوگی کہ کسیطور سے لائق آدمی وکلاے رعایا کے مقرر کیے جائین جو اونکی جائداد وغیرہ کی خوب حفاظت کرین جب کوئی مقدمہ پیش ہوتا ہے اور کسی خاص تجویز مین امیر لوگ اور وکلاے رعایا دونون کی ایک ہی ہوجاے اور بادشاہ کی راے خلاف ہو تو بادشاہ کو اختیار ہوتا ہی کہ پارلیمنٹ کو موقوف کرے اور نئی پارلیمنٹ جمع کرے لیکن اگر کوئی بادشاہ کا برا ارادہ معلوم ہوجاے اور دوسری پارلیمنٹ بھی بادشاہ کے کہے پر نہ چلے تو بادشاہ کچھ نہین کرسکتا ہی بلکہ اگر وہ زیادتی کرے تو اوسکی خرابی متصور ہوتی ہے اور رعایا سرکشی کرنے کو مستعد ہوتی ہے کاروبار پارلیمنٹ کے اسطریق سے انجام ہوتے ہین کہ جو تجویز ہوتی ہے اوسکا ذکر پارلیمنٹ مین ہوتا ہی اول امیر لوگ اوسپر تکرار کرتے ہین اور جب دیکھا جاتا ہے کہ بہت سے امیر لوگ اوس تجویز کی جاری ہونے پر متفق ہین یا اوسکی موقوفی پر پھر یہی تجویز کچہری وکلاے رعایا مین پیش ہوتی ہے اور جب معلوم ہوتا ہے کہ فلانی تجویز کی طرف بہت سے صاحبان پارلیمنٹ کے متفق ہین تو وہ بات عمل مین آتی ہے اگر کسی مقدمہ مین آدھے صاحبان پارلیمنٹ ایکطرف ہوتے ہین اور آدھے دوسری طرف تو اسصورت مین اس مقدمہ مین بادشاہ کی راے لیجاتی ہے اور جسطرف بادشاہ ہوجاے وہ بات عمل مین آتی ہے

تصویر ملکۂ معظمہ وکٹوریہ فرمانروائے انگلستان خلد اللہ ملکہا و سلطنتہا



حال بوناپارٹ کا

بوناپارٹ ایک بڑا مشہور اور فہمیدہ بادشاہ ملک فرانس میں گذرا ہے اوسنے
چند روز میں قریب قریب سارا فرنگستان فتح کر لیا تھا اور بڑے بڑے بادشاہ و
شاہنشاہ فرنگستان کے اوسکے نام سے کانپتے تھے اوسنے ملک مصر کو بھی فتح کر لیا تھا اگر اوسکو سکندر
ثانی کہیں تو بجا ہے مختصر حال اس شاہنشاہ فرانسیس کا ہم اس جلسے درج کرتے ہیں
مخفی نرہے کہ بوناپارٹ شہر اجکشیو میں کہ جزیرۂ قرسقہ میں واقع ہے پندرہویں
ماہ اگست ١٧٦٩ع کو پیدا ہوا تھا اسکا باپ جسکا نام چارلس تھا ایک شخص معزز
رعایاے قرسقہ میں سے تھا — واضح ہو کہ جزیرہ قرسقہ فرنگستان میں جنوب
مغرب کیطرف ملک اطالیہ کے واقع ہے اور فرانسیسون نے اس جزیرہ کو
فتح کر لیا تھا اور اس باعث سے بوناپارٹ بھی رعایاے اہل فرانس میں سے تھا
مدرسہ بریین میں کہ ملک فرانس میں ہے بوناپارٹ واسطے تحصیل علوم کے ١٧٧٩ء میں داخل
ہوا اور چھہ برس کے عرصہ میں وہاں اوسنے علم ریاضی کے سیکھنے میں بہت سی ترقی
کی ١٧٨٤ء میں اس مدرسہ سے وہ روانہ طرف شہر پیرس کے کہ دار السلطنت اہل فرانس
کا ہے ہوا اور وہاں اوس مدرسہ میں جہان کہ لڑکے تربیت پاکر فوج میں
بھرتی ہوتے ہیں داخل ہوا یہاں اکثر لڑکے اوسکے ہمعمر کے اوسے غریب جانکے
چھیڑا کرتے تھے لیکن یہ کسی سے کچھ کام نرکھتا تھا اور خاموش بیٹھا رہتا تھا
ماہ ستمبر ١٧٨٥ء میں اوسنے مدرسہ کو چھوڑا اور نائب لفٹنٹ توپخانہ بادشاہ
فرانس کا مقرر ہوا ایس اب دیکھنا چاہیے کہ اس خفیف علاقہ سے وہ کسطرح
نوبت بنوبت بزرگی حاصل کرتا گیا اور آخر کو بسقدر صاحب اختیار ہوگیا کہ

اپنی قوت بازو سے بہتیرے بادشاہونکے تاج چھین لیے اور بہتیرے عزیزونکو
بادشاہ بنا دیا۔ واضح ہو کہ اس بانی مین رعایا فرانس کی ذی اپنے بادشاہ اور اوسکے
وزرا سے خفا ہو کر ایک بڑی بھاری سرکشی کی تھی کہ اوسکے حال سننے سے
سامعین کا دل خوف کھاتا ہے اوس زمانہ مین خلقت فرانس کی نسل و جنسونکو
گویا تو الٹنا انکا ایسا سمجھتی تھی جیسے کہ ایک تنکے کو توڑ ڈالا جب یہ سرکشی شروع
ہوئی تو خلقت فرانس کی دو جتھون مین منقسم تھی ایک تو طرفدار بادشاہ کی
اور دوسری طرفدار رعایا کی اور خواہان اس بات کی کہ رعایا بالکل اختیار پاوے
اور بادشاہ خارج ہوجاوے بونا پارٹ طرفدار رعایا کا ہوا اور اپنے دوستون
وغیرہ کو بھی سمجھایا الغرض رعایا کا طرفدار ہونا تم بھی اختیار کرو سنہ ۱۷۹۲ مین بونا پارٹ
کپتان توپخانہ کا ہوگیا اور جب وہ سنہ ۱۷۹۳ مین شہر پیرس مین پہونچا تو گورنمنٹ
رعایا نے جسکو کنونشن کہتے ہین یہ جانکر کہ بونا پارٹ توپخانہ کی باتونسے خوب
واقف ہے اوسے شہر تولون کی تسخیر کے واسطے بھیجا چنانچہ اوسنے اوس شہر کو
فتح کیا اور بطور انعام اس کار کے وہ بریگیڈیر جنرل توپخانہ کا سنہ ۱۷۹۴ مین مقرر کیا گیا
جو فرانسیسی واسطے فتح ملک اطلیہ کے بھیجے گئے تھے اونسے کچھ نہ بن آیا تو چند
عاقلونکی گورنمنٹ فرانس مین سے یہ راے ہوئی کہ بونا پارٹ کو سالار
فوج بنا کر واسطے فتح کرنے ملک اطلیہ کے بھیجا چاہیے چنانچہ ۲۳ ماہ فروری سنہ ۱۷۹۶
کو وہ اس علاقہ پر سرفراز ہوا اور ملک مذکور کیطرف روانہ ہوا یہان شاہنشاہ
آسٹریا کی فوج سے لڑائیان ہوئین اور آخر کو بونا پارٹ غالب آیا اور مخالفون
کو ہٹایا اور اونکے بہت سے قلعجات فتح کیے اس مہم مین فوج اہل فرانس کی

صرف ۳۴ ہزار اور مخالفون کی ۷۵ ہزار تھی باعث ان لڑائیونکا یہ ہوا تھا
کہ بادشاہ ملک آسٹریا اور اور بادشاہ فرنگستان کو بادشاہ فرانس سے طرفداری تھی
اور مخالف وہان کی رعایا کے ہیں فرانس کی رعایا مخالفونسے لڑتی بھڑتی تھی جب
بوناپارٹ نے آسٹریا والونکو زیر کرلیا اور اونسے بہت سا روپیہ اور ملک لیا وہ متوجہ
طرف پوپ یعنی پاپا جو بطور رسول حضرت عیسے کے روم مین کیتھلک عیسائیونمین شمار
کیا جاتا ہے اور کچھ ریاست بھی ملک اطلیہ مین رکھتا ہے ہوا باعث اسکا یہ ہوا
کہ جو شرطین فرانسیسی رعایا کے جتھے نے پوپ کو واسطے قبولیت کے پیش کین
تھین اوسنے وہ شرطین نہ قبول کین آٹھ ہزار فوج پوپ کی واسطے جنگ کی بوناپارٹ
کی سد راہ ہوئی لیکن اس فوج پوپ کی نے شکست فاحش کھائی اور پوپ کو بہت
سی نقدی اور اسباب بوناپارٹ کو دینا پڑا اور اس ترکیب سے وہ اپنے شہر میں
کبرے مین قائم رہا شاہنشاہ آسٹریا نے ایک نئی فوج بسرکردگی ارکڈیوک چارلس
کے واسطے مقابلہ بوناپارٹ کے بھیجی اور گو اس بہادر شخص نے بہت شجاعت
اور ہوشیاری سے لڑائی کی لیکن اخیر کو اوسنے بوناپارٹ سے شکست کھائی
او شہر وائینہ کہ دار الخلافت ملک جرمنی کا ہے چلا اور اوسکے پیچھے پیچھے بوناپارٹ نے
کوچ کیا جب شہر مذکور مین شہر لیوبنس انسیسو کی پہونچی تو وہان کے حکام بہت
گھبرائے اور اونھون نے بوناپارٹ سے صلح چاہی اور اس بات کو بوناپارٹ
نے قبول کیا چنانچہ اٹھارہ وین اپریل ۱۷۹۷ء کو شرطین لکھی گئین اور عہد نامہ پر
دستخط طرفین کے ہوئے بہت سی مہمین اور معاملہ ملکی کرکے بوناپارٹ اپنے ملک
فرانس کو چلا آیا ماہ دسمبر ۱۷۹۷ء مین شہر پیرس مین پہونچا وہان حکام اور مجلس کے نے

جسکو ڈائرکٹری کہتے تھے اوسکی بڑی عزت اور خاطر کی اور اوسکو دعوتین بہت
شان اور شوکت سے کھلائین لیکن بوناپارٹ کچھ بہت خوش نہوا اور کیسی سے
اخلاق سے پیش نہ آیا اندنون مین حکام فرانس کا ملک مصر پر حملہ کرنیکا ارادہ تھا
اور چونکہ وہ ڈرتے تھے کہ اگر بوناپارٹ شہر پیرس مین رہے تو کیا جانے کیا فتنہ
اوٹھاوے اونھون نے اوسے افسر اوس فوج کا جو واسطے فتح ملک مصر کے
مقرر ہوئی تھی مقرر کیا اور وہ بھی اس عہدے سے نہایت خوش ہوا چنانچہ
وہ مع تیس ہزار اوس فوج کے جسنے ملک اطالیہ کو فتح کیا تھا ملک مصر کیطرف روانہ
ہوا اور ۲۹ ماہ مارچ کو سامنے شہر سکندریہ کے جو ایک بڑا شہر آباد کیا ہوا سکندر
کا ملک مصر مین ہے پہونچا اور وہان جاکر یہ اشتہار دیا کہ مین سلطان روم کا
دشمن نہین ہون بلکہ یہان اسواسطے آیا ہون کہ خلقت مصر کو اون ظالم حکام سے
خلاص کرون جو خلاف مرضی سلطان کے رعایا پر زیادتی کرتے ہین اور جنکو
مملوک کہتے ہین مسلمانون نے اکثر فراسیسون یعنے جس کسیکو فوج بوناپارٹ مین سے
اکیلا دیکھا قتل کیا آخر کو جب فوج بوناپارٹ کی قریب اون عالیشان عمارتون
اور مینارون کے جنکو فریمٹ کہتے ہین اور جنکے حال اور نقشے باب اول اس کتاب مین
مندرج ہین پہونچی تو پایا کہ بہت سی فوج مسلمانون کی بسرکردگی مراد اور ابراہیم کے
مقیم ہے اور واسطے جنگ کے مستعد چنانچہ وہان آپسمین بڑی لڑائی ہوئی اور
چونکہ بوناپارٹ کے پاس سوار نتھے اور ترکون کی فوج مین بہت سوار تھے
تو بوناپارٹ نے حکم دیا کہ میری فوج بشکل مربع کھڑی ہووے اور جب بوچھاڑ
گولیونکی چلی تو ترک گئے تاب مقابلہ کی نہ لاکر بھاگے اور فراسیسون نے

اونکا تعاقب اور بہت سے آدمیونکو تہ تیغ کیا لیکن جب انگریزون نے جو
دشمن بوناپارٹ کے تھے یہ حال ملک مصر کی فتح کا سنا تو انھون نے ترکون
کی مدد کرنے کا ارادہ کیا چنانچہ فوجین انگریزی ہندوستان و انگلستان سے
طرف مصر کے روانہ ہوئین اسوقت بوناپارٹ کچھ فوج مصر مین چھوڑکر طرف
ملک شام کو روانہ ہوا تھا اور جب انگریز مصر مین آئے تو انھون نے فرانسیسی
فوجکو مصر مین سے خارج کیا اور ملک کو فتح کرکے ترکونکو حوالہ کیا جسوقت ملک
شام مین بوناپارٹ کو خبر پہونچی کہ سمندر کے کنارہ پر بہت سی فوج ترکونکی بسرکردگی سید
مصطفی پاشا کی جمع ہوئی ہے اور وہ مستعد واسطے جنگ کے تیار ہے تو بوناپارٹ
فوراً طرف فوج مذکور کے روانہ ہوا اور وہان جاکر ترکونکو شکست کامل دی
اور قریب دس ہزار کے ترک مارے گئے اور یہ حال ہوا کہ بارے خوف کے بہت سے
ترکون نے اپنے تئین سمندر مین ڈالدیا اور اس باعث سے ہزارہا آدمی
ڈوب کر مرگئے اوسوقت ہزارہا عمامے سمندر کے پانی پر تیرتے ہوئے نظر آتے تھے یہ لڑائی
نزدیک خلیج ابوکر کے واقع ہوئی تھی بعد اس فتح کے فرانس سے بوناپارٹ کو خبر
پہونچی کہ ملک اطلیہ مین پھر سرکشی ہوگئی اور وہ ملک فرانس کی حکومت سے
جاتا رہا اور حکام ملک فرانس کی خود آپس مین تنازع رکھتے ہین اور فرانس مین
بہت سی بے انتظامیان ہو رہی ہین یہ خبر سنکر بوناپارٹ چند افسرونکو معہ تیرہ
ہزار فوجکے ملک مصر مین چھوڑکر خود طرف فرانس کو روانہ ہوا لیکن اوسکی روانگی کے
انگریزون نے اس فوجکو مصر سے خارج کیا جیسے کہ ہم پہلے بیان کرچکے ہین بعد
[illegible] آبان کو بوناپارٹ پیرس دارالخلافہ فرانس مین پہونچا

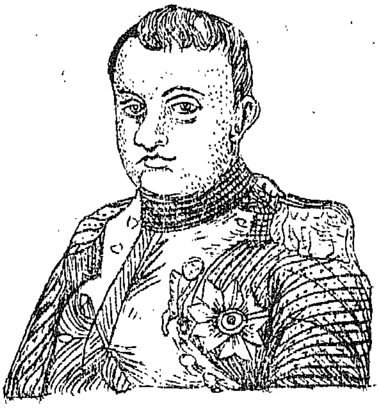
یہان سب کی قبولیت سے چوبیسوین دسمبر ۱۷۹۹ع کو وہ چیف کانسل یعنی حاکم اول
مقرر ہوا جیسے پہلے بیان کیا ہے کہ اطالیہ مین سرکشی ہو گئی تھی اور وہ ملک
فرانسیسیون کے ہاتھ سے جاتا رہا تھا اور چونکہ ایک بڑا حصہ ملک اطالیہ کا شاہنشاہ
آسٹریا سے تعلق رکھتا تھا اسواسطے اب بونا پارٹ واسطے لڑائی اہل آسٹریا کے
متوجہ ہوا فوج آسٹریا کی نے فوج فرانس کو کاونگو سے کہ اطالیہ مین واقع ہے
ہٹا دیا تھا اور اپنے قبضہ مین لائے تھے لیکن آخر کو ایک بہت سخت
لڑائی مابین شاہنشاہ آسٹریا اور بونا پارٹ کے واقع ہوئی اور بونا پارٹ کو
فتح کامل حاصل ہوئی قریب بارہ ہزار آدمی کے فوج آسٹریا مین سے مارے گئے
اور زخمی اور قیدی ہوئے اور قریب چار ہزار آدمی کے اہل فرانس کے
قتل ہوئے ۱۸۰۱ع مین آسٹریا اور تمام فرنگستان سے فرانس والونکی صلح
ہو گئی لیکن چند روز بعد وہ صلح باقی رہی اور پھر جنگ فرانس سے دشمنی
کرنے لگی بعد اسکے بونا پارٹ نے بھی تیاری واسطے لڑائی کے کی اور اہل آسٹریا
کو بمقام اسٹرلٹز مین شکست فاحش دی ان ایامون مین بونا پارٹ نے بیشمار
مہمین کین اور اگر انکی صرف ایک فہرست ہی لکھین تو بھی اس قدر جاے ہم
چھوٹے رسالہ مین حاصل نہین ہے اسیواسطے ہم انکو چھوڑکر اسکی ایک
بڑی مہم کا جو اسنے روس پر کی تھی ذکر کرتے ہین واضح ہو کہ ۱۸۱۲ع مین
بونا پارٹ چار لاکھ فوج لیکر طرف روس کے روانہ ہوا اسی برس مین اگست [illegible] کو
فوج فرانس کی روس مین شہر سمولنسک مین پہونچی اور فوج روس کی نے شہر اور
گرد و نواح کے دیہات کو غارت کر کے شہر کو چھوڑ دیا اور پیچھے کو ہٹی اسوقت

فوج بوناپارٹ مین نہایت بے انتظامی تھی اور رعایا کو لوٹتی تھی اور روس والے
بھی جہان کہین فرانسیسونکو اکیلا دوکیلا پاتے تھے قتل کرتے تھے اور اِس سبب
سے ہزارہا فرانسیسی سپاہی مارے گیے بادشاہ روس نے یہ دیکھکر کہ میدان جنگ مین
مقابلہ اہل فرانس کا کرنا مشکل ہے یہ اشتہار اپنی رعایا مین دیا کہ جس راستہ کو فوج
فرانسیسی گذرے گی اوس راستہ مین جو دیہات او شہر ہون اون سب کو
ویران کردو اور وہان کھانا اور لکڑی وغیرہ کا نام نرکھو تاکہ فرانسیسی فوج کو
اس ولایت مین آنا بہت مشکل ہو اور مارے برف اور سردی اور
بدانتظامی تشنہ وغیرہ کے سے وہ خود بخود غارت ہوجائے چنانچہ ایسا ہی ہوا جب بوناپارٹ
شہر موسکو یعنی دارالخلافت ملک روس کا تک پونہچا تو اوسے بالکل ویران پایا
کسی مکان پر چھت نپائی اور ایندہن کی جاے ایک تنکا بھی نہ پایا یہ حال دیکھکر
بوناپارٹ مع فوج کے اولٹا بھاگا اور قریب ایک لاکھ آدمی کے برف سے اور لوٹ
مار روسیون کی سے مارے گئے اور بہزار مشکل سے بوناپارٹ فرانس مین
واپس آیا اسوقت مین قریب قریب سارے بادشاہ فرنگستان کے اپنی اپنی
فوج لیکر فرانس کو چارونطرف سے گھیر لیا تھا اور گو بوناپارٹ کی فوج نے
بہت داد شجاعت کی دی اور اچھے لڑے لیکن کچھ نہوسکا علاوہ ازین
حکام فرانس کے بھی بوناپارٹ سے خفا ہو گئے تھے اور اونھون نے اوسکی گرفتاری
کا ارادہ کیا تھا یہ حال دیکھکر ۲۰ ماہ اپریل ۱۸۱۴ع کو بوناپارٹ طرف جزیرہ
ایلبا کے بھاگا او شاہنشاہ روس اور اور چند بادشاہون نے اس بات
کو قبول کیا کہ بوناپارٹ اس جزیرہ کا شاہنشاہ کہلایا کرے — اب واضح ہو

کہ اسوقت سے بونا پارٹ شاہنشاہ کہلانے لگا جب بونا پارٹ فرانس سے تاج
ہوا تو اکثر بادشاہ فرنگستان کے ملکر انتظام ملک فرانس مین مصروف ہوئے لیکن
انتظام مذکور ہونے نپایا تھا کہ بعد دس مہینہ کے بونا پارٹ پھر فرانس مین وارد
ہوا یہ خبر سنکر سارے فرنگستان مین تہلکا پڑ گیا جب بونا پارٹ فرانس مین آیا
تو ساری فوج اوس سے ملگئی اور اوسکی تابع ہوگئی بعد فوج اہل پروس اور اسٹریا
کی بمقابلہ بونا پارٹ کے آئی اور ان دونون کو بونا پارٹ نے شکست دی بعد ازان
انگریزون نے بونا پارٹ سے لڑنے کا ارادہ کیا اور جب بونا پارٹ میدان واٹرلو
پر بمقابلہ انگریزون کے آیا تو وہان ایک نہایت سخت لڑائی ہوئی اور یہان بونا پارٹ
نے انگریزون سے شکست کھائی اور بونا پارٹ میدان جنگ مین سے بھاگا
لیکن راستہ مین وہ گرفتار ہو کر قیدی انگریزونکا ہوا یہ سخت لڑائی ۱۸۱۵ء
مین واقع ہوئی تھی اور بونا پارٹ کئی سال بطور قیدی کے جزیرہ سینٹ ہلینا مین
رہا پانچوین ماہ مئی ۱۸۲۱ء کو وہ اس جہان فانی سے قید ہی مین رحلت کر گیا۔
تصویر بونا پارٹ کی اور تصویر لڑائی بمقام واٹرلو کی جہان وسنے انگریزونسے
شکست کھائی تھی واسطے ملاحظہ ناظرین کے درج کتاب کیجاتی ہے دوسری
تصویر لڑائی کی جب کہ بونا پارٹ نے شکست کھائی ہے اوس سے معلوم
ہوجاے گا کہ بونا پارٹ گھوڑے پر سوار اور سپاہی اوسکے بڑے خوف سے
بھاگ جاتے ہین فقط



شکست کھانا بوناپارٹ کا انگریزوں سے اور بھاگ جانا میدان جنگ سے



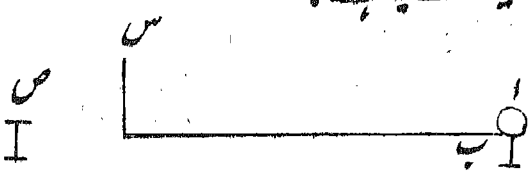
تصویر بوناپارٹ

تتمہ عجائبات روزگار

ایک نہایت عجیب حکمت واسطے پہونچانے خبر کے

واضح ہو کہ دانایان ہر زمانہ نے مختلف ترکیبین واسطے جلد خبر پہونچانے کو اکثر ڈاکخانون اور سانڈنی سوارون سے کام لیا اور چٹھی گوری علی ہذا القیاس نکالی ہین زمانہ حال مین اہل فرنگ نے دخانی گاڑیان بنا دیکھین ہین کہ اونکے ذریعہ سے کلکتہ سے دہلی تک دو دن مین خبر پہونچ سکتی ہے۔ لیکن چند روز ہوے کہ اہل فرنگ نے ایک نہایت عجیب ترکیب واسطے خبر رسانی کے نکالی ہے کہ اوسکے ذریعہ سے چند لحظون مین ہزارون کوس خبر پہونچ سکتی ہے اور اس ترکیب کے وسیلہ سے آدمی کلکتہ اور دہلی کا گویا ہمکلام ہو سکتے ہین جیسے کہ دو آدمی ایک جگہ بیٹھے ہوے کلام کرسکتے ہین اوسی طور سے بذریعہ ترکیب مذکور کے مختلف مقامونین بفاصلہ ہزارون کوس کے آپسمین باتین کرسکتے ہین مثلاً اگر بارہ بجے اول تاریخ جنوری ۱۸۴۹ع کو گورنر جنرل کلکتہ مین داخل ہون تو خبر بات کی دہلی یا لاہور یا بمبئی اور جہان چاہو کلکتہ سے دو چار لحظہ بعد بارہ بجے اوسی تاریخ کے پہونچ سکتی ہے۔ یہ ایک نہایت عجیب بات ہے اور جو شخص اسکا حال اول دفعہ ملاحظہ کرینگے اونکو اسکا یقین بہت مشکل سے آئیگا بلکہ بعضے اس بات کو بالکل یقین نہین کرینگے لیکن جب اونھین ترکیب مذکور معلوم ہو جائیگی تو وہ اوسکو بآسانی یقین کرسکین گے۔ اس ترکیب کو ملاحظہ کرنے سے ناظرین کو یقین کلی ہو جاوے گا کہ جو باتین انسان کو محال معلوم ہوتی ہین وہ باتین بذریعہ علم کے بآسانی عمل مین آسکتی ہین۔ واسطے سمجھنے

ترکیب مذکور کے لازم ہے کہ جو آگے لکھا جاتا ہے اوسکو بغور مطالعہ کرو - واضح ہو کہ الکٹرسٹی ایک ایسی شے ہے حکماے فرنگ نے دریافت کی ہے کہ جب وہ کسی جسم مین ہوا ور کوئی اور ایسا جسم ہو جو قابل قبول کرنے اثر الکٹرسٹی کی ہو اور اوس مین الکٹرسٹی نہو تو اگر جسم جسم اول کے پاس جسمین کہ الکٹرسٹی موجود ہے لایا جاوے یا اوس سے چھوایا جاوے تو جسم ثانی پر کچھ صدمہ پیدا ہوگا اور جسم اول طرف جسم الکٹرسٹی دار کے کشش کرے گا مثلاً اگر ایک تار لوہے کا ہو اور اوسمین الکٹرسٹی بھر دیجاوے اور اوسکے پاس ایک اور تار یا سوئی لائی جاوے تو سوئی اور لوہے کے تار مین کشش پیدا ہوگی یعنی یہ مشاہدہ کیا جاویگا کہ سوئی اور تار قریب ایک دوسرے کے آتے ہین - ایک اور مثال جو ہمارے مطلب کے لیے مفید ہے یہ ہے ؛

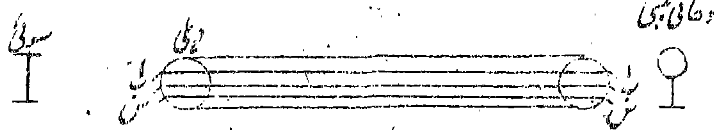


فرض کرو کہ ا ایک گولا دہاتی ہے اور اوسمین الکٹرسٹی بھری ہوئی ہے اور ب س ایک موڑا ہوا تار ہے اور اوسکے سرے س کے پاس ایک باریک سوئی ایک کھونٹی پر آویزان ہے پس جب گولہ ا سے تار کو چھوائین تو اسکی الکٹرسٹی تار مین آجاویگی اور سوئی ص کی جو چاہے جسطرف حرکت کرسکتی ہے فوراً مائل طرف دوسرے سرے تار کے یعنی طرف س کے متوجہ ہو جاویگی - اسی طرح یہ بھی

واضح ہو کہ تار ب س چاہے جسقدر لمبا ہو لیکن جس لحظہ الکٹرسٹی کو ا آ میں
سے اوسمین پہونچیگی اوسی لحظہ الکٹرسٹی اوسکے دوسرے سرے یعنے مقام س پر
موجود ہوتی ہے یعنے اپنا ظاہر کرتی ہے اور اوسی لحظہ سوئی ص کی اوسکی
طرف میل کریگی مثلاً تار آ س ایک ہزار کوس لمبا ہے اور اوسکا ایک سرا
شہر بمبئی اور دوسرا سرا شہر دہلی مین واقع ہے پس جس لحظہ کوئی شخص الکٹرسٹی دار
کو مثل آ کے کو مقام بمبئی مین ایک سرے تار کو مثلاً مقام ب [illegible] چھوائیگا اوسی لحظہ
دوسرے سرے س پر جو دہلی مین واقع ہے اثر الکٹرسٹی کا نمودار ہوگا اور
سوئی اوسکی طرف مائل ہوتی نظر آویگی - اب فرض کرو کہ یہ بات مقرر کرلیجاوے
کہ جسوقت سوئی مقام دہلی مین طرف س کے متوجہ ہو تو یہ سمجھا جاوے کہ بمبئی والے
حرف الف سے مراد رکھتے ہین اسطور سے ہم اتنے تار رکھ سکتے ہین جتنے کہ حروف
ہین اور ہر تار سے ایک ایک حرف مفہوم ہو مثلاً اگر سوئی ایک تار کیطرف متوجہ
ہو جسکو کہ ہمنے الف قرار دیا ہے تو اوس سے الف مراد ہوگی اور اگر دوسرے تار
دوسرے کیطرف متوجہ ہو تو ب سے مراد ہوگی پس اس [illegible]
واسطے ایک لحظے مین خبرین دہلی مین پہونچا سکتے ہین مثلاً اگر [illegible]
ہی کہ گورنر صاحب بمبئی مین داخل ہوے تو بمبئی والے اول گ کے تار کو الکٹرسٹی کو
چھوائینگے اور دہلی والے یہ دیکھکر کہ سوئی طرف گ کے تار کے مائل ہوئی تو وہ
گ یاد رکھینگے اور اسی طور سے اشارہ واسطے حروف و اور ر اور
ن اور ر اور باقی حروف کے ہوسکتے ہین اور جب دہلی والے
[illegible] کہ اشارہ کرینگا اوسوقت عبارت مذکور پڑھ [illegible] کی خبر [illegible]

دہلی والونکو معلوم ہوجاویگی۔ پس ترکیب مذکور یہ ہے کہ جسقدر حروف ہون
اوسقدر تارکو ایک نل مین لیکر اور اوس نل کو زمین کے اندر اندر ایک مقام سے
دوسرے مقام تک لیجاوین اور اسطرح سے دونون سرون ان تارون کے کو دونون
مقامون پر ایک جاسے ذرا نکلا رکھین اور تارون پر حروف مقرر کرلین اور سرے پر
چند آدمی دونون مقامون پر اون تارونکو دیکھتے رہین ایکطرف سے آدمی الکٹرک
دار کو اسے مختلف تارونکو چھواتے رہین اور دوسرے دوسری طرف سوئی
کی حرکت کے ذریعہ سے مختلف حرفونکو سمجھتے رہین اور اون حروف سے
صرف عبارتین بنالین —

شکل اس مجموعۂ تارونکی یہ ہے



یہ مختصر اور مجمل حال ترکیب مذکور کا ہے لیکن اسکا مفصل حال بہت طویل ہے اور
بغیر بہت سی اور باتون علمی کے جاننے سے سمجھ مین نہین آسکتا ہے ۞

جہاز جنگی

حال جہاز جنگی کا بھی بہت عجیب ہے سو واسطے ہم تصویر اوسکی علحدہ چھپواکر
واسطے ملاحظہ ناظرین کے درج کتاب کرتے ہین اور حال جہاز مذکور کا تصویر جہاز
مذکور پر لکھا ہوا ہے دوبارہ لکھنے کی حاجت نہین فقط

خاتمۃ الطبع

الحمد للہ والمنہ کہ کتاب عجائبات روزگار مولفہ منشی
رامچندر صاحب قدردانی شائقان سے پہلی
مرتبہ چھاپی گئی ہے اور اس مطبع منشی نولکشور
میں بمقام لکھنؤ دوسری مرتبہ باہتمام
سنہ ۱۸۷۳ء چھاپی گئی
فقط